* هو الاول *

نام اس کتاب سعادت انتساب کا جامع الاخلاق ہی

اور یہہ ترجمہ ہی لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق عرف اخلاق جلالی کا اردو زبان میں سنہ ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری قدسی میں مطابق سنہ ۱۸۵۰ اٹھارہ سو پانچ عیسوی کے مولوی امانت اللہ مرحوم نے یونیورسٹی ولیم کالج کے درمیان منشی تفریق ہندی کے تھے سکو ترجمہ کیا تھا * اب سنہ ۱۲۶۴ بارہ سو چونسٹھ ہجری میں موافق سنہ ۱۸۴۸ اٹھارہ سو اٹھتالیس عیسوی کے

ابدہ تو یمنان عظیم الشان مشیر خاص مالکہ قمر درجہ بارگاہ انگلستان

جمس انڈروارل دلہوزی گورنر جنرل بہادر کے

حکومت کے وقت اور جناب معلی القاب عدل و انصاف پناہ

کرنیل استیون دیوس ریلی بہادر کے

دور میں جو سکرتر کلکتے کے عربی مدرسے کے اور ہمتحن کالج مرقوم کے اور ریکسنگ جناب والاخطاب معدن اخلاق والا اب

میجر جارج ترنہل مارشل بہادر

سکرتر کالج مذکور کے ہیں

خادم الطلبہ احقر غلام حیدر

ساکن ہوگلی نے اس ترجمے کو کلکتے کے بیچ مطبع احمدی میں چھپوایا

تاکہ طالب العلموں کو اس سے فائدہ پہنچے

اور ماحی کو ثواب ملے

قطعہ

ہر ایک حکایت ہے حدیث لب شیرین

ہر ایک ورق اسکا نقاب رخ لیلی

گر خوان پہ تحسین کے سخن کی ہو مدارات

مہمان یہہ ہو اور ہوں سب اسکے طفیلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس کریم کارساز کو سزاوار ہی کہ جسنے جواہراخلاق حمیدہ کو
اپنے دریاے کرم سے غواصان بحر کمال کو بخشا ❀ اور یاقوت خصائل
پسندیدہ کے تئین اپنے خزانۂ احسان سے طالبان مخزن فضائل کو
عنایت [illegible] یسا حکیم ہی کہ اپنے فضل سے بیت المقدس
حکمت [illegible] یاطین جہال سے محفوظ رکھا ❀ سبحان اللہ کیا عادل
[illegible]بت انصاف سے تخت گاہ عدالت کو عدوان ظلم سے
[illegible] رنشا اسمی پاک بے نیاز کی ہی کہ جسنے دامن عفت کے تئین

لوث شرہ و بدکاری سے پاک رکھا * اور جنود شجاعت سے
عساکر جبن کو مقہور کیا * میری زبان کو کیا طاقت ہی جو اسکی
فضیلت حکمت کو بیان کرے * اور اس دہان کی وہ لسان کہان
کہ اُسکی شرافت عدالت کا نام لیوے * بالفرض اگر ناطقۂ بشری
دریاے عفت سے ہزار ہزار بار منہہ دھوے پھر وہ منہہ کہان سے
لاوے کہ اسکے دریاے سخاوت سے لب تر کرے * اور شجاعت
انسانی کو کیا امکان جو اسکی ثنا کے میدان پر اقدام کرے *
ابیات * کیا تاب مجکو اور مری اِس زبان کو * حمد و ثنا میٔن
اسکی کرین ملکے گفتگو * اک حرف اُس کی وصف کا ہرگز نہو سکے *
گر ہو زبان میرے بدن مین ہر ایک مو * صورت کا انفصال
ہیولے سے ہو تو ہو * لیکن کسی سے وصف کا اس کے بیان نہو *
ہزار ہزار شکر اس کارساز حقیقی کا ہی جسنے اس عالم کون و
فساد کے بند و بست جزوی کو تدابیر منزل سے محکم اور رحمالک
ایجاد کے قوانین کلی کو سیاست مدن سے منتظم کیا * اور بہت
بہت آرزو خالق بے نیاز سے ہی کہ اُسنے اپنے خواص
مخلوقات کو زیور تہذیب الاخلاق سے مہذب اور عوام
موجودات کیتئین انکی تبعیت سے مادب گیا * پس ہم ...

ہی کہ مقابل اِس نعمت عظمی کے سجدے شکر کے بجالاوین *
اور ہمیشہ اپنی اوقات کو درستی اخلاق مین مصروف رکھین *
تاکہ ظلمات صفات رذیلہ سے نجات پاکر حسن اعمال کی صراط
مستقیم پر جو موجب وصول مکان مقصود کا ہی آوین * لیکن
پہچان اس راہ کی بے ہدایت انبیاو رسل کے نہین ہو سکتی *
پھر اُسمین چلنا بغیر روشنی شمع نبوت کے ممکن نہین *
علی الخصوص تجلی انوار سے مشکوۃ ایوان رسالت کے اور
پرتو نورانی سے چراغ خاندان نبوت کے ہدایت کرنے والے
راہ اسلام کے بتانے ہارے معنی کنت کنزا مخفیا کے مضمون مخلقت
خلقنا کے باعث ایجاد عالم موجب افتخار بنی نوع آدم خاتم الانبیا
شافع الوری نبی اور رسول ہمارے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم * بیت *
جو اِس راہ سے بھٹکے پھر وہ کبھی * نہ پہنچیگا منزل کو ای متقی *
بحق رسول و بنی فاطمہ * خدا میرا ایمان پہ کر خاتمہ * مدح بر سے
صاحب دام اقبالہ کی * بعد اِس کے بنا کلام کی اس امیر کبیر کی
مدح سے ہی کہ شمع عدالت سے جنکی شبستان عالم کی روشن
ہوئی * اور خارستان تظلم کا گلشن * اُسکی سیاست کی دہشت
سے دزد پاسبان ہو رہا * اور قصاص نگہبان * فتنہ ایکبارگی جہان

سے مرگیا * اور امن و آمان عالم امکان مین جی اُٹھا * ظلم اُسکے
زمانے مین مجبور ہی * اور عدل اُسکے دور مین مسرور * مخالف
اُسکی دولت کے مقہور رہین * محب اُسکے اقبال کے شاکور *
جس جگہہ اُسکے نشان ایالت کے بلند ہووین فتح و ظفر آن
پر آسر رگرین * بلکہ وہ خود ایک فتح مجسم ہی کہ غنیم اُسے
دیکھتے ہی اجل کے کونے مین چھپے * اور جہان اُس کے نقارے
ریاست کے بجین * حکومت وہانکی سامھنے آحاضر ہووے *
بلکہ وہ عین حکومت ہی کہ عدو کی نظر پڑتے ہی داغ غلامی کا اپنی
پیشانی پر کھینچے * یہہ باتین فقط دعوا نہین بلکہ سب پر ہویدا ہی
ایسا ہے کہ ایکہی سال کے درمیان سلطان ٹیپو فرمان رواد کھن کا
باوجود اس جاہ و مروت کے بر آنہ سکا * اور مرہٹون نے ساتھہ
اس حشمت کے لاچار ہو صلح اختیار کی * باقی اور اُمراے ہند نے
بھی اسکی اطاعت کو قبول کیا * ہان یہہ دولت خداداد ہی *
اور اقبال روز افزون * کس کا مقدور ہی جو دعوا مقابلے کا
کرے اور کس کو تاب ہی جو اسپر غالب ہووے * مثنوی *
کسی نے اگر اسے دعوا کیا * پھر آخر کو خود وہ پشیمان ہوا * بلے
اسکے کہنے کی کیا احتیاج * خدا جسکو چاہے اُسی کا ہی راج * بدرگاہ

هی جو کہ مقبول ہی * سبھی سامھنے اُسکے معقول ہی * خدا اسنے اُسے
اسا بائے سروری * ہی بخشی کہ عالم کو ہو بہتری * یہہ سچ ہی کہ
اقلیم ہندوستان * ہوئی اسکے اقبال سے بوستان * جہانتک
تھا اس ملک کا انتظام * بقانون محکم کیا سب تمام * جو سرکش
تھے اُسکے ہوے سب غلام * رعایا ہیں سب اُسسے راضی تمام *
ثنا خوان ہیں اُسکے صغیر و کبیر * ہی ممنون احسان امیر
و فقیر * یہہ اُس کی دولت کی جسنے ہی لی * وہین ہو گیا دم مین
سب سے غنی * کسی پر کرے جو کرم سے نظر * غلامی کرے اُسکے
آسیم و زر * شاید کہ وہ جوہر اول ہی کہ واسطے انتظام جزوی
و کلّی اس عالم سفلی کے عالم علوی سے اُسنے نزول فرمایا کہ وہ
رب النوع ہی کہ اُس مبدا سے حقیقی نے بنی نوع انسان کی پرورش
کے لیئے بھیجا الحمد للہ جب ایسے شخص کو تسلط ہو تو رفاہیت
خلائق کی کیون نہو * اور گلشن امید صغار و کبار کے کس لیئے
نہ پھولین * اور خاص و عام کی خوشوقتی کے درخت کسواسطے
پھلین * بیت * خدا اُس کو سرسبز رکھے مدام * پلین اُس کے
سائے مین سب خاص و عام * وهو الامیر الکبیر ملجاء
لغربا ملاذ الفقرا دارہ مدار العلما بابہ باب

الفضلا الذي بيده مقاليد انتظام الورىٰ * وبكفه مفاتيح رتق وفتق البرايا حامي الرعايا دافع البلايا الامير ابن الامير الذي لقبه بالفارسية زبدهٔ نوئینان عظیم الشان مشیر خاص کیوان بارگاه انگلستان مارکویس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام ظلہ ابداً ابداً * بیت *

منت تجھے ہو صبح دولت ہوجیو * شام غم دشمن کی قسمت ہوجیو *

صاحب مدرس تعریق ہندی مدرسہ عالیہ دام اقبالہ کی دعا مین ہی سبحانہ تعالیٰ ذات خجستہ صفات مدرس صاحب عالی جناب کی ہمیشہ اپنے سایۂ فضل مین رکھکے حاجت رواے ارباب احتیاج کرے * اور اُسکے آستان فیض نشان کو جو معاش اہل فضائل ہی معاد اہل فواضل کا کرکے صدمۂ آفات سے محفوظ رکھے اور مدام اختر اقبال اُسکا اوج ترقی پر ہو انقلاب حضیض سے محفوظ رہے آفتاب دولت اُسکا ہموارہ مشرق حشمت سے طالع ہووے * اور مہتاب سعادت کا علی الدوام مطالع جلالت سے مناطع * تاکہ قران السعدین ہوا کرے مشتری بخت اُسکا زہراے اقبال سے قرین رہے * جب تک کہ علامت کسوف و خسوف کی دکھائی دے دشمن اُسکا محاق غم مین گرفتار ہووے *

تا زمان قاطع دوائر افلاک کے آبادی اُسکے مخالفون کے مقطوع ہو وین * اور جب لگ محیط اعظم محدد عالم رہے بداندیش اُسکا محاط زندان آفت کا ہووے * صاحب والامنش معدن فرہنگ و دانش جامع الاخلاق نادر الافاق نیک طینت صفا طبیعت عالی ہمت والا رتبت امین امین دوست خائن دشمن ضابط قوانین مدرسہ ادیب کامل محط فضائل خدایگانی کپتان جمس موئٹ صاحب مدرس تفریق ہندی مدرسۂ عالیہ کے ہمیش دوام اقبالہ * ابیات * فلک پر تا رہے خورشید اور ماہ * رہے تابندہ اُسکا اختر و جاہ * رہین جب تک کہ انجم مین درخشان * احبا اُسکے خوش اعدا پریشان * رہے اقبال پر اُسکا تحکم * غلامی آکرین عز و تنعم * بسی گلفام عشرت کا جو لے نام * تو ہو وین اُسکے مہر و ماہ سے جام * بیان اُسکے مروت کا کرون کیا * وہ اک دریا ہی خوشخوئی کا بہتا * کھلین عشرت کے گل اُس کے چمن مین * رہے نت عیش اُس کی انجمن مین * الٰہی آسمان جب تک ہی قائم * رہے ذات اُس کی دنیا بیچ دائم * مجھے کیا تاب ہی جو اُس کی ثنا کرون اور اُس کی مدح مین دم بھرون * بیت * جو کرون اُس کی سین ثنا مین کلام * ہی یقیناً ہنوز ہو نہ تمام * کتاب کے ترجمے

اور مصنف کے احوال کا بیان * یہہ دولت خواہ سرکار فیض آثار
کمپنی بہادر دام اقبالہ کا شیخ امانت اللہ مترجم ذفریق ہندی
مدرسے کا ہی * جب اس بندے نے نسخۂ ہدایت الاسلام کی
جلد اول سے فراغت کی اور صاحب ممدوح کی خدمت مین
اظہار کیا ارشاد ہوا کہ تو اخلاق جلالی کا ترجمہ زبان ریختے مین
کر اگرچہ یہہ کتاب بغایت مغلق اور دقیق المضمون اول سے
آخر تک تمام مسائل حکمی اور تدقیقات علمی سے مشحون ہی *
اور ترجمہ کرنا اُسکا مستلزم تجرید مادۂ جسمانی * اور اسقاط
قوای انسانی کا ہی * لیکن بمقتضاے نمک خواری کے صورت
انکار کی مناسب ندیکھی * اور فضال حقیقی پر توکل کر کے اُس
مین اقدام کیا * لیکن اُسکے خطبے کے بدلے دوسرا خطبہ علیحدہ کہہ کر
ضمیمہ اِس ترجمے کا کر کے حکمت عملی کی تقسیم سے شروع کیا *
اور حتی المقدور اُسکے تسہیل کرنے مین کوتاہی نہین کی * مگر ان
اصطلاحون کا جنکا ترجمہ اِس زبان مین ممکن نہین انشاءاللہ
تعالی بعد اتمام کے اِن اصطلاحونکی تفسیر اشارے و کنایے سے
کر کے جدی ایک فرہنگ مختصر تخمیناً مقدار دو تین جز کے آخر
کتاب مین ملحق کی جائیگی * جسمین کسی کو کسی لفظ مین شبہہ

ہو تو اُس ڈھنگ مین دیکھہ لیوے اور جا بجا کمی زیادتی کرکے ترجمۂ لفظی چھوڑ سہل ہونے کے لیئے مطلب بیان کردیا ہی * پر ترتیب اِس ترجمے کی باعتبار ابواب و فصول کی مطابق اصل کتاب کے باقی رہی نام اِسکا جامع الاخلاق رکھا * لیکن اُن بزرگون سے جو مذاق علمی رکھتے ہیں یہہ عرض رکھتا ہون کہ جس وقت اسکو ملاحظہ کرین تو بمقتضاے الانسان مشتق من النسیان کے اگر کہین سہو یا خطا دیکھین تو مہربانی سے اُسکی اصلاح پر سعی کرین اور زبان طعن کی اِس قلیل البضاعت کے اوپر نہ کھولین * فرد * وہ کون سا بشر ہی کہ جس سے خطا نہو * بالفرض اگر کمال مین وہ بوعلی بھی ہی * توکلت علی اللہ و ہو حسبی و نعم الوکیل * تقسیم جب کہ مقاصد اِس کتاب کے قواعد حکمت عملی کے ہیں اور وہ عبارت ہی احوال نفس ناطقۂ انسانی کے جاننے سے اس اعتبار پر کہ اچھے یا بُرے افعال اُسّے ہوسکین تا اس علم کے سبب بُری صفتون سے چھوٹ کر اچھی خصلتون کی آرایش سے آراستہ ہووے اور جس کمال کی طرف وہ متوجہ ہی حاصل ہووے * افعال دو قسم کے ہیں * ایک وہ ہی جو ایک شخص سے علاقہ رکھے اُسے علم اخلاق و ڈہنگ کہتے ہین *

دوسری وہ جو ایک جماعت سے تعلق رکھے اُسکی بھی دو قسمین ہیں * ایک وہ ہی کہ علاقہ اُن لوگون سے رکھے جو ایک حویلی مین ایک ساتھہ گذران کرتے ہیں اُسکو علم کدخدائی اور بند و بست خانہ داری کہتے ہیں * دوسری وہ کہ تعلق رکھے اُن آدمیون سے جو ایک شہر یا ایک ملک مین رہتے ہیں اس علم کا نام ملک داری اور سیاست مدنی ہی * پس بالضرور مقاصد اِس کتاب کے کہ موسوم بلوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق ہی تین قسمون کے درمیان منحصر ہوئے * ہرگاہ کہ طریقے تدوین کے مقتضی اس کے ہیں کہ مقدمے کو جو مشتمل ہی تھوڑی سی ایسی یقینی باتون پر کہ فن مقصود سے علاقہ رکھین * اور شروع کرنیوالے کی آنکھین اُن سے کھل جائین اور مقاصد کے تحصیل کرنے کے لیئے اُسکی اعانت ہو مطالب کے اوپر مقدم کیجئے * اسواسطے ترتیب اس کتاب کی ایک مطلع پر جو عبارت ہی مقدمے سے ہیچ بیان کرنے ان باتونکے اور تین لامع پر ان تینون مقصدونکے مقرر ہوئی * اور ابواب و فصول کی تعبیر لمعے اور مانند اُسکی سے کی گئی * لیکن توفیق اسکی اللہ ہی سے ہی * اور ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہین کرتے اور کمک نہین چاہتے مگر اسی سے

* مطلع * حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہی کہ میں نے آسمانوں اور زمین کو اور اُنکو جو اُن دونوں کے درمیان ہیں بطریق بازی کے پیدا نہیں کیا * اور فرمایا ہی کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تمکو عبث پیدا کیا حالانکہ ہماری طرف رجوع کروگے * یہہ خلاصہ تقریر اور یہہ ترجمہ بدون تصرف کے ہی * اِن دونوں نیّر قدسی کے پرتو سے منظر تحقیق کے دیکھنے والوں کو یہ معنے نظر آتے ہیں کہ عالم کون و فساد کے ذرّوں اور جہان امکان کی حقیقتوں کو جنھیں شہرستان عدم سے لاکر کرسی وجود پر جلوہ دیا * اور ایک آیت کے گگونہ سے جس کے معنے یہ ہیں رنگ خدا کا ہی اور کون شخص خدا سے رنگریزی میں بہتر ہی آراستہ کر کے معرض ظہور میں لایا بموجب اُس آیت کے جس کا مضمون یہہ ہی ہر شی کو اُس کی پیدایش عطا کی پھر ہدایت کی ہر ایک کی ایک نہایت اور ایک مصلحت ہی جو اُس کے نتیجے کے برابر ہی * اگرچہ فعل جواد مطلق اور فعال برحق کا معلل بالغرض نہیں ہی پر حکمت و مصلحت اور نہایت و نتیجے سے خالی بھی نہیں * چنانچہ یہ دونوں مقدمے علم الٰہی میں یقینی دلیلوں اور روشن حجتوں سے ثابت ہوئے ہیں اور انسان کے پیدا کرنیکی غرض جو خلاصہ

امکان اور عین اعیان اور خاصہ جہان کا ہی خلافت الہی ہی * چنانچہ معنے آیہ کریمہ کے بے شبہہ میں زمین پر خلیفہ پیدا کرونگا * اور مضمون اُس آیت کا جسکے معنے یہہ ہیں وہ خدا ایسا ہی جسنے تمکو زمین پر خلیفہ کیا * خبر اُسے دیتے ہیں اور اُس آیت کے درمیان جسکے معنے یہہ ہیں * کہ تحقیق میں نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے نزدیک ظاہر کیا اُنھون نے اُس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اُس سے ڈرے پر اُٹھایا اُسکو انسان نے تحقیق وہ اپنے اوپر بہت ظلم کرنے والا اور بڑا نادان تھا اگر امانت کو عقل یا تکلیف شرعی سے تعبیر کریں جیسے مشہور تعبیروں میں مذکور ہی تو اول صورت پر فرشتے اور جن انسان کے ساتھہ عقل میں شریک ہیں اور ثانی وجہہ پر تکلیف شرعی میں جن اور آدمی برابر ہیں * پس بار امانت کا اُٹھانا مخصوص انسان ہی سے نہیں حالانکہ آیت کے روش سے تخصیص انسان کی مفہوم ہوتی ہی جیسا کہ یہہ ظاہر ہی پس اولی یہہ ہی کہ تعبیر اُسکی خدا کی نیابت سے کیجیے کیونکہ اِس بار عظیم کے اُٹھانے کے لائق انسان ضعیف البنیان کے سوا کوئی نہیں * بیت * ہستی کا اپنی

بوجھ نہ مین کر اُٹھا سکون * پر بار عشق سے مجھے اِنکار ہی
نہین * آسمان بار امانت کو اُٹھا جب نہ سکا * قرعہ تب
نام سے پھینکا ہی بنی آدم کے * رتبۂ خلافت مین انسان
کا مستحق ہونا اِس لئے ہی کہ وہ کمال کی جہت سے ہر طرح کی
صفت کے قابل اِسی طور سے ہی کہ خدا کے ہر ایک قسم کے
وصف کا جو اِس عالم کے بند وبست کا مدار ہی مظہر ہو سکتا ہی اور
عالم صورت و معنی کا انتظام کر سکتا کیونکہ فرشتونکو اگرچہ قوت
روحانی اور اُس کے لوازم جیسے انوار علمی اور توابع اُسکے
لذات عقلی سے بہ حسب پیدایش کے حاصل ہین پر آلات
جسمانی اور اسباب بدنی سے جو مدار تحمل خلافت کے ہین بالکل
بےنصیب ہین * اور اجسام فلکی کے اگرچہ قواعد حکمت کے
رو سے نفوس ناطقہ ہین لیکن کمالات اُنکے فطری اور بدن اُنکے
کیفیت اور طبیعت مختلف سے خالی ہین * اور ایک ہی مقام
اور ایک ہی مرتبے کے سوا دوسرے مقام اور مرتبے کو نہین پہنچ
سکتے * اور نقص و کمال کی صفت سے بھی عاری ہین * اور احوال
اُنکے ایک ہی طور کے سوا نہین * اور عالم علوی و سفلی کی سب
حقیقتونکا احاطہ بھی نہین کر سکتے بخلاف پیدایش انسانی کے * کیونکہ

وہ جمیع اطوار پر قادر اور ہر مقام کا سایر ہی * پہلے ابتداء وجود
مین وہ مرتبۂ جمادی سے مرتبۂ نما کو اور نما سے رتبۂ حیوانی کو
پھر وہان سے درجۂ انسانی مین پہنچا * پھر جب لباس
اعتدال مزاجی اور رعایۂ تعدیل قواے جسمانی اور نفسانی سے
آرایش پاوسے تو بدن اور روح کی جہت سے اجرام فلکی کے
ساتھہ مشابہت پیدا کرسے * کیونکہ دو ضدون کے درمیان آنا
اُن سے چھوٹ جانے کے برابر ہی * پھر بسبب اِس تصفیۂ
روحانی کے مانند نفوس فلکی کے آئینۂ دل مین صورت حال و ماضی
و استقبال کی مشاہدہ کرسے * یہہ مرتبہ یا اِس لئے ہی کہ وہ عالم
مثال سے جو اساطین حکما کے نزدیک حکمت یونانی و عبانی سے
ثابت ہی آگاہ ہوجاتا ہی * یا اِسواسطے ہی کہ پرتو صورت قدسی کا
نفس ناطقے کی شمع روشن سے اُسکے چراغ خیال مین
آتا ہی * پھر تمثیل اُسکی بطور صورت جسمانی کے جیسے آینہ کے
درمیان عکس نظر آتا ہی چنانچہ بعضے حکیمون کی راے اِسطرف
گئی ہی مشاہدہ کرتا ہی * اور جب اس مرتبے سے ترقی کرکے نفی
ما سوا اللہ کا یقین حاصل کرسے اور ہمت کے پانون سے معراج
تقدس پر جاوسے اور شاہد حقیقی کے جمال کو مشاہدہ کرسے تب

مقرب فرشتون کے زمرے بالکہ برتر نگہبانون کی صف مین داخل ہوے * ساتھہ اِسکے مقصود ایک مقام مین بھی نرہے بالکہ جہان چاہے وہان بار اُتارے * بیت * ہوا ہی دل مرا قابل ہر ایک صورت کے * نہین ہی فرق یہان دیر اور حرم کے بیچ * قبول مین نے کیا جب سے عشق کا مذہب * خدائی مین نے یہان دیکھی ہی صنم کے بیچ * اور اُسی سبب سے اہل سنت و جماعت کے امامون نے جو گروہ خلق اللہ کے مالک ہین اِس پر اتفاق کیا ہی کہ خواص آدمی خواص فرشتے سے افضل ہین * بیت * ہو آدمی جو کبھی تو ملک سے درگذرے * کہ سجدہ گہہ ہی فرشتون کی آدم خاکی * لیکن عوام بشر اور عوام فرشتون کے درمیان اختلاف کیا * بعضے کہتے ہین کہ عوام آدمی افضل ہین چنانچہ علم کلام کے مشہور کتابونمین مذکور ہی * اور بعضے برعکس اُسکے کہتے ہین پر خواص فرشتون کے افضل ہونے مین عوام آدمی سے کچھہ شک نہین اور حضرت مرتضی علی رضی اللہ تعالی عنہ سے جو مدینہ علم کے دروازے ہین اور دروازہ اُنکا یقین کے طالب کرنے والون کا مرجع ہی منقول ہی * کہ اللہ تعالی نے فرشتون کو عقل بدون خواہش اور غضب کے دی ہی * اور

حیوانون کو خواہشیں اور غضب بغیر عقل کے عنایت کی * اور
انسان کو دونون بخشے * پس اگر انسان اپنی حرص اور
غضب کو تابع عقل کے کرکے کمال عقلی کے مرتبے کو پہنچے تو رتبہ
اُسکا فرشتون کے مرتبے سے برتر ہوئے * کیونکہ انسان
باوجود اتنے موانع کے اپنی سعی اور کوشش اختیاری سے
مرتبۂ کمال کو پہنچا بخلاف فرشتون کے اس لئے کہ مرتبۂ کمال
میں انکا کوئی مزاحم نہین بلکہ اسمین کچھ انکا اختیار نہین اور
جو عقل کو مغلوب ہوا حرص اور غضب کا کرے * تو چارپایون
کے مرتبے سے بھی اُترجاے * اس واسطے کہ وے بہ سبب
کم عقلی کے فرمانبردار شہوت و غضب کے ہو سکتے ہین
بنابر اسکے تحصیل کمال سے معذور ہین * بخلاف آدمی کے
* بیت * آدمی زادہ طرفہ معجون ہی * ہوا پیدا ملک و حیوان
سے * گر کرے خواہش اسکی اُسسے گھٹے * جو کرے میل اُس کی
اس سے بڑھے * فرشتون پر انسان کے ترجیح دینے مین
حکیمون سے جو خلاف کہ منقول ہی اُسکے اٹھانے اور فریقین کے
باتون کے تطبیق دینے کے لئے صاحب اصطلاحات یعنی شیخ
عبد الرزاق صوفی نے یہہ تقریر کی ہی * کہ شرافت غیر ہی کمال

کی کیونکہ سلسلۂ ایجاد مین شرافت ہر ایک شخص کی بہ حسب
قرب مرتبے کے ہی اُسس مبدأ حقیقی کے ساتھہ اور مطابق
غلبۂ روحانی اور صفاء قلبی کے جو لازم اُسس کے ہی اور کمال
بہ سبب جامعیت کے ہی پس فرشتے اگرچہ بنا بر قلت اسباب
اور کثرت احکام تجرد کے انسان سے اشرف ہین لیکن
انسان جامعیت اور احاطۂ کمال کی جہت ان سے افضل ہی
اور دونون فریقون کی باتون کو اگر ایک ہی تقریر پر قیاس
کرین تو اختلاف اتفاق سے بدل جاوے * اور نزاع درمیان
سے اُٹھے * لیکن توفیق اُس کی اللہ تعالیٰ ہی سے ہی * تنویر *
انسان کی خلافت کی تحقیق دو چیز پر موقوف ہی * ایک حکمت
بالغہ جو عبارت ہی کمال علمی سے * دوسری قدرت فاضلہ
کہ عبارت کمال عملی سے ہی لیکن یہہ بات اُسس صورت
مین بنتی ہی کہ حکمت کی تعبیر اسطور سے کرین کہ وہ فقط
علم ہی احوال موجودات کا اور عمل کو اُسس کی حقیقت
سے خارج رکھین * لیکن اُسس صورت پر جو تعریف
اُسس کی کرین کہ وہ عبارت ہی نفسس ناطقہ کے پہنچنے سے
اُسس کمال کو جو علم و عمل کی دونو جانب مین اُسے

ممکن ہی تو احتیاج دوسری قید کی نہین * اسلئے کہ اس صورت مین عمل حکمت کی حقیقت مین داخل ہی * اور یہی تفسیر بہتر ہی کیونکہ وہ اصل معنی کے موافق ہی اِس واسطے کہ اصل لغت کے روسے حکمت کے معنے سچ بولنا اور اچھا کام کرنا * اور نص قرآنی بھی جسکے معنے یہہ ہیں * کہ جس شخص کو حکمت عطا کی جائے تو بے شبہہ اُسے بہت بہتری دی جائے * اِسی معنی سے مناسبت رکھتی ہی اور تفسیر اول پر مانند اُس آیت کی جس کا مضمون یہہ ہی کہ تحقیق بے شبہہ توہی علیم حکیم ہی * الفاظ مترادف کے عطف کی قسم سے ہی * اور شک نہین کہ قیاس کرنا اُس کا تاسیس پر تاکید سے اولی ہی * اور حکیمون نے حکمت کی تعریف مین جو کہا ہی کہ وہ اللہ سے مشابہت پیدا کرنی ہی * سو تفسیر ثانی ہی * کیونکہ بدون اخلاق الٰہی کے تشبیہ تام نہین ہوتی * اور یہہ بات ثابت ہی کہ آدمی فقط علم سے بغیر عمل کے درجۂ کمال کو نہین پہنچتا * چنانچہ حدیث نبوی علیہ افضل الصلواۃ والسلام ہی کہ علم بدون عمل کے وبال ہی * اور عمل بدون علم کے ضلال * اور پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام نے علم بے عمل سے خدا کی

پناہ مانگی * اور فرمایا ہی یا پروردگار مین اس علم سے تیری پناہ لیتا ہون جو نفع نہ بخشے * پر مراد اِس علم سے جو حکمت کی تعریف مین مذکور ہی صرف یاد کرنا اُن باتون کا نہین جو کتابون مین مشہور ہین * بلکہ اصل مطالب کی تفتیش کرنی خواہ نظر ظاہری اور استدلال سے حاصل ہووے جیسے وہ طریق اہل نظر کا ہی اُن کو علما کہتے ہین * یا تصفیۂ باطنی اور استکمال کے رو سے حاصل ہووے * چنانچہ یہہ راہ اہل فقر کی ہی اُنکو عرفا اور اولیا کہتے ہین * پر حقیقت کے رو سے دونون فریق حکیم ہین لیکن فریق ثانی جب کہ محض بخشایش ربانی سے درجۂ کمال کو پہنچا * اور مکتب سے اِسکے کہ سکھایا مین نے اُسکو اپنے علم مین سے * سبق پڑھا اور اُس راہ مین شک کے کانٹے اور بگولے وہم کے کمتر ہین اور یہہ راہ نبیون کی وراثت کی طرف کہ وے برگزیدے خلایق کے ہین بہت ہی نزدیک ہی اِس لئے وے سب سے اشرف اور اعلی ہین * غرض وے دونون راہین مقام مقصود مین پہنچانیکو اچھی ہین اُسی کی طرف سب کی بازگشت ہی پر محققون کے نزدیک اُن دونون

طریقون کے بیچ کچھ اختلاف نہین ہی * چنانچہ منقول ہی کہ شیخ
عارف محقق پیشوا ارباب مشاہدے کے برگزیدنے عین
الانسان کے شیخ ابوسعید بن ابوالخیر کو متاخرین حکیمون
کے امام شیخ ابوعلی بن سینا سے قدس اللہ تعالی روحہما
اتفاق ہم صحبتی کا ہوا * بعد انقضا سے مجلس ایک نے کہا جو وہ
جانتا ہی سو مین دیکھتا ہون * دوسرے نے کہا جو وہ دیکھتا ہی
سو مین جانتا ہون * حکیمون مین سے کسی نے اس طریق کا
انکار نہین کیا بلکہ اسکو ثابت کیا ہی * چنانچہ ارسطاطالیس
کہتا ہی یہہ مشہور باتین مرتبۂ مقصود کے لئے زینے کی مثال
ہین پس جسنے ارادہ کیا کہ اسے حاصل کرے چاہئے کہ
اپنے واسطے دوسری فکر پیدا کرے * اور افلاطون الہی نے
فرمایا ہی کہ مجھے ہزار مسلے ایسے حاصل ہوئے کہ انپر کوئی دلیل
نہین ہی اور شیخ بوعلی اشارات کے مقامات العارفین مین
فرماتے ہین جو چاہے کہ انہین پہچانے پس چاہئے کہ درجہ بدرجہ
ترقی کرے * یہان تک کہ صاحب مشاہدے سے ہووے نہ اہل
مشافہے سے * اور نہایت کی پہنچنے والون مین سے ہووے
نہ فقط خبر کی سننے والون مین سے * اور حکیم شیخ شہاب الدین

مقبول جو قدیم حکیمون کی رسومات کے زندہ کرنیوالے ہیثن
فتوحات مین نقل کرتے ہیثن کہ میثن نے جلسۂ لطیفے مین، جسے
اِس فریق کی اصطلاح مین غیبت کہتے ہیثن ارسطو کو دیکھا اور
ادراک کی تحقیق مین، جو حکمت کے مشکل مسئلون مین سے
ہی کئی باتین اُس سے میثن نے پوچھین اُسنے اپنے استاد
افلاطون کی مدح شروع کی اور بہت سی تعریف اُسکے کمال
کی کرنے لگا تو میثن نے پوچھا کہ متأخرین حکیمون مین سے کوئی
اُسکے برابر تھا کہا کہ نہیثن بلکہ ستر ہزار ہنرون مین سے ایک
ہنر ابھی نہین پھر اہل اسلام کے بعضے حکیمون کی پوچھی پر کسی کی
طرف اُسنے التفات نہ کیا پھر احوال ارباب کشف و مشاہدہ کا
جیسے جنید بغدادی و ابو یزید بستامی اور سہیل بن عبد اللہ
تستری ہیثن مذکور ہوا کہا اُسنے کہ وے بے شبہہ حکیم ہیثن *
لیکن اُس راہ کے درمیان بہت سے خوف اور خطرے ہیثن کیونکہ
وسوسے اور فریب وخیال فاسد طالب کے بیابان کے چلنے والے
کو حیران اور سرگردان رکھتے ہیثن * اور بڑا فساد یہہ ہی کہ
تھوڑی نمایش سے جس طرح میدانون مین سراب نظر آتا *
اور پیاسا اسکو پانی سمجھتا ہی یہان تک کہ جب اُسکے نزدیک

آیا تو کچھ نپایا یا طالب کی راہ سے رہ جاتے ہیں * پھر جب اُن کو
اصل حقیقت پر تنبیہ ہوتی ہی تو حسرت اور ندامت کے سوا
کوئی چیز اُنکے ہاتھہ نہین لگتی * بیت * اس دشت مین
بس دور لب آب ہی طالب * ہشیار تجھے غول بیابان کا
نہ بھگاسئے * میدان کے طی کرنے والے بہت ہین * پر منزل کے
پہنچنے ہارے تھوڑے * اور اس راہ کے دکھانے والے جو عبارت
مرشد کامل سے ہی کم ہوتے ہین اور ہونے سے بھی پہچان اُنکی
محال یا مشکل ہی * کیونکہ کمالات انسانی کو سواے صاحب کمال
کے نہین پہچانتا اور جوہر کی قیمت بدون جوہری کے کون جانتا
* بیت * ہُدہُد و سیمرغ کے قصے سے واقف کون ہی *
ہان مگر جو اُن پرندون کے سمجھتا ہی کلام * اور اکثر آدمی تصویر
ملمع پر بھول جاتے ہین اس لئے اس معشوق اصلی کے جمال سے
محروم رہتے ہین * بیت * خر مہر یکو مقابل یاقوت وسے
کہین * سنگ سیہ سے چاہین کہ سونا خرید لین * اور کبھی
ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ مبتدی فریب کھاکر اپنے نقد عمر کو کسی
ناقص کی خدمت مین اُسے کامل جان کر رایگان کرتے ہین *
نادان گمراہون سے ہم خدا کی پناہ چاہیے * اس واسطے اکثر علما

آدمیونکو نظر و فکر کے طریقے کی ترغیب دیتے ہیں حالانکہ تصفیئہ باطن کے طریقے مین بھی احتیاج اُسکی ہی کیونکہ سالک اگر علم رسمی سے بالکل بے نصیب ہو تو افراط و تفریط کے گرداب سے بچ نہین سکتا اور شریعت و حکمت کے برخلاف سے خالی نہین رہتا * اور نہ چاہئیے کہ بسبب اپنی نادانی کے ریاضت کی حد اعتدال سے رہ جاسے یا بڑھ جاسے یہان تک کہ اِسکے مزاج مین خلل لازم آوے * اور استعداد اُسکی باطل ہووے اسی واسطے جن و انسان کے ہدایت کرنے والے علیہ و آلہ افضل التحیۃ والسلام فرماتے ہین کہ خدا تعالی جاہل کو ہرگز اپنا دوست نہین کرتا * اور دوسری حدیث مین آیاہی کہ میری پیٹ کو دو آدمیون نے توڑا عابد جاہل اور عالم فاسق * تبصرہ * جب کہ معلوم ہوا کہ انسان کے پیدا کرنے سے غرض خلافت الٰہی ہی اور تحقیق اُسکی علم و عمل پر موقوف ہی * پس جو علم کہ وسیلہ اس کا ہو سکتا ہی وہ اور سب علمونکی نسبت سے نہایت مقصود ہوگا * سو حکمت عملی ہی کہ اُسے طب روحانی کہتے ہین کیونکہ اُسکی پہچان سے اعتدال خلقی پر جو صحت بدنی کے برابر ہی قادر ہو سکتا * اور اُسکے سبب بُری خصلتون سے چھوٹتا ہی * جیسے صحت

بدنی کی احتیاط سے مرض و بیماری سے بچ رہتا ہی * اور تفصیل کلام کی اِس مقام مین اس طور سے ہی کہ شرافت ہر ایک علم کی اسکے موضوع یا اُس کی غرض منفعت کی شرافت یا اُس کی دلیل کی استواری سے ہی * اور یہہ علم ان تینون اعتبار سے اشرف ہی * کیونکہ موضوع اُس کا نفس ناطقۂ انسانی ہی اس رو سے کہ اچھے یا بُرے کام اُس کے ارادے سے اُسّے ہووین * اور نفس انسانی کی شرافت سابق تقریرون کے فحوا سے معلوم ہوئی ہی * اور غرض اُسے کمال نفس انسانی کا ہی * اور دلیل اس منفعت کی زیادہ اُسے ہی کہ نفس انسانی جو چارپاے اور درندون کے مرتبے بلکہ اُسے بھی فروتر ہی اس علم کے وسیلے سے فرشتے سے بھی رتبۂ عالی کو پہنچتا ہی اسیواسطے بعضی بزرگون نے اُس کو اکثیر اعظم کہا کیونکہ انسان جو سب سے ناقص ہی اِس علم کے سبب اُس مرتبے کو پہنچتا ہی جو سب موجودات امکانی سے اشرف ہی * اسی واسطے اُن قدیم حکیمون نے جنھون نے پرتو حکمت کا نبوت کی روشن شمع سے لیا تھا فضیلت کے طالب کرنے والون کو پہلے علم اخلاق کے پڑھنے کے لئے پھر علم منطق کے بعد اُس کے علم ریاضی

اور علم طبیعی کے تس پیچھے علم الٰہی کے واسطے ارشاد فرمایا * پر حکیم بوعلی مشکویہ نے ریاضی کو منطق پر مقدم رکھا ہی * اور یہہ راہ مطالب کی طرف بہت نزدیک ہی * کیونکہ علم ریاضی کی مشاقی سے نفس انسانی خوگر یقین کا ہوتا اور قوۃ استقامت اور استقلال کی اُس کو حاصل ہوتی ہی اور تکلف و تحقیق و تعسف و تدقیق کے درمیان تفرقہ کرنا شعار اُسکا ہوتا ہی * اور اکثر منطقی جو علم ریاضی سے ناواقف ہیں اُن صفتون کے برعکس موسوم ہوتے ہیں * بلکہ شور و شغب اور جنگ و جدل ہی کو کمال جانتے * اور نہایت تحقیق کو مغالطہ اور شک خیال کرتے ہیں * اور اِسی سبب افلاطون نے اپنے دروازے پر لکھہ دیا تھا کہ جو شخص علم ہندسہ نجانے وہ میرے گھر نہ آوے غرض سب حکیمون کے نزدیک علم تہذیب الاخلاق کا تمام علمون پر مقدم ہی * اور بقراط حکیم نے کہا ہی جو بدن کہ اخلاط فاسدہ سے خالی نہین جتنا اُسے تو کھانے کو دیوے اُتنی ہی اُسکی بیماری بڑھاوے یہہ اشارہ اُسکی طرف ہی کہ جو شخص بد خلقی سے چھوٹا نہین سیکھنا اُسکا علم حکمت کو سبب اُسکے زیادہ فساد کا ہوتا ہی * اِسی واسطے آگے مزاج مین

غرور اور تکبر آتا ہی * اور بھلے آدمیون کی ایذا اور بڑے
قاضیاون سے لڑنے کو تیار ہوتا * تحقیق اُسکی یہہ ہی کہ اکثر
طالب العلم جو جنگ و جدل و حیلہ و حوالے سے باز نہین رہتے
سبب اُسکا یہہ ہی کہ اِس آیۂ کریمہ پر جسکے معنے یہہ ہیثن کہ
تم اپنے گھرون مین انکے دروازون سے آو عمل نہین کرتے *
اور پہلے ہی سے درستی اخلاق کی سعی نہین کرتے * اور انھون نے
فقط سُنا ہی کہ حکمت تقلید کی قید سے چھڑاتی * اور پایۂ تحقیق
کو پہنچاتی ہی * پر اُسکے معنے کو نہ سمجھکر اپنے خیال باطل سے
کہتے ہیثن کہ حکمت شرع کے احکام اور دین و مذہب کے
قواینن سے باز رکھتی * اور وے ہوا و حرص اور اپنی
طبیعت کی خواہشون کے تابع ہو کر شرع کی رسومات سے جو
راہ طلب کے چلنے والون کے ہتھیار ہیثن بے نصیب ہو کر مُنہہ
کھلے چارپایون کی مثال آب دانہ کی طرف دوڑتے ہیثن * اور
درندون کی مانند اپنے ہمسرون کی ایذا کے لئے اور سلف کے
بزرگون کے اوپر طعن کرنے کو جنکی شکر گذاری طلب کرنیوالون
پر واجب ہی دانت پیستے اور مُنہہ کھولتے ہیثن * اور
اپنی عقل کی کوتاہی سے اصل حقیقت کو نہ سمجھکر مانند اُن لوگون کے

جنھین شیطانون نے دنیا مین گمراہ کیا ہی حیران رہتے * وے ہکے بکے سے نہ ادھر کے ہین نہ ادھر کے * اور اسی کا ثمرہ ہی کہ حکمت جو خمیرۂ ربانی اور چشمۂ زندگانی ہی اور قرآن و حدیث کے اکثر موضع مین بھی اُسکی تعریف ہی اُن کوتاہ فہمون کی بدخوئی سے * مصرع * بدنام کرنے والے ہین وے نیکنام کے * محل طعن کی ہوئی * حق تعالی ہمین اور سب مسلمانون کو اُنکے بہتان اور اُنکے فعل اور اعتقاد کی لغزش سے نگاہ رکھے * اور ہر بات کی کمک خدا ہی سے ہی * کشف غطا * یعنے شک کا پردہ اُٹھانا شاید کہ پردہ شبہے کا طلبگارون کی چشم بینا کو حجلۂ ارشاد کی ان دوشیزہ عروسون اور پاکیزہ دلہنون کی دید کا مانع ہوا سلئے پہلے واجب ہی کہ تقریر شبہے کی کیجئے پھر اُس کے اُٹھانیکی سعی * تقریر شبہے کی

اس طور سے ہی کہ منفعت اس فن کی اسوقت متحقق ہووے کہ اخلاق تغیر و تبدیل کی لیاقت رکھین * لیکن ظہور اُسکا پردۂ خفا مین مستور ہی اور پیغمبر کی اُس حدیث سے جسکے معنے یے ہین کہ جب سنو تم کہ پہار اپنے مکان سے ٹل گیا تو یقین جانیو * اور اگر سنو کہ مرد اپنی خو سے باز رہا تو باور نہ کیجیو * کیونکہ جس چیز کے

ساتھہ وہ پیدا ہوا ہی جلد اُسکی طرف رجوع کریگا صریح معلوم ہوتا ہی * کہ اخلاق زوال پذیر نہین * اور قوانین حکمت سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ خلق تابع مزاج کے ہی * اور مزاج مبتدل نہین ہوتا * اگر کوئی اِسبات سے انکار کرے اور کہے کہ مزاج قابل تبدیل ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مزاج ایک ہی شخص کا ہر سال بلکہ ہر وقت مین مختلف ہوتا ہی * تو جواب اُسکا یہہ ہی کہ ہر ایک شخص کے لئے ایک عرض مزاج متوسط ہی افراط کی ایک حد معین اور تفریط کی ایک حد معین کے بیچ چارون کیفیتون مین سے ہر ایک کیفیت مین اور ممکن ہی کہ اُسکے عرض مزاج کو ہمیشہ ایک ایسی خو لازم ہو کہ اُسکے جانے سے مزاج شخصی اُسکا جاتا رہے کیونکہ رہنا اُسکا بغیر اُسکے محال اب اُس خو کے دور کرنے کا قصد کرنا سراسر عیب ہی * مصرع * کہ دھونے سے زنگی نہووے سفید * اور حدیث نبوی مین واقع ہی کہ آدمی سونے روپے کی کھان کے برابر

ہی جو ایام جاہلیت مین اچھے ہین سو زمان اسلام مین بھی اچھے ہین جب سمجھین * یہین سے معلوم ہوتا ہی کہ اصل فضیلت کی سرشت کی پاکیزگی اور جوہر خلقی کی صفائی ہی اور کثافت ذاتی اور خساست اصلی کے ساتھہ اُسکی تکمیل کی سعی کرنی ویسی ہی

جیسے کوئی شیشے کو جلا دیکر چاہے کہ الماس و یاقوت کے درجے کو پہنچاوے یا لوہے کو صیقل کر کے سونے اور روپے کے مرتبے میں لاوے اور یہہ خیال محال ہی * بیت * جام جم کا جو ہر طینت ہی اور رہی کان سے * توقع کوزہ گر کے گل سے کیون رکھتا ہی بس * یہی تقریر شبہے کی تفصیل کے رو سے ہی اُس کے اُٹھانے کے لئے تمہید ایک مقدمے کی ضرور ہی وہ یہہ ہی کہ خلق نام ہی ایک ملکے کا جو نفس انسانی میں ہی کہ بہ سبب اُسکے صدور فعل کا اُس سے بطریق سہل بغیر فکر و اندیشے کے ہوتا ہی * اور ملکہ نام ہی ایک کیفیت راسخ کا جو نفس انسانی میں ہی * پر حکمت نظری سے معلوم ہوا ہی کہ کیفیت نفسانی اگر سریع الزوال ہو اُسکو حال کہتے ہیں اور جو بطی الزوال ہو تو ملکہ * اور خلق جو نفس انسانی میں پیدا ہوتا ہی اُسکا سبب دو چیزین ہیں * پہلی طبیعت * چنانچہ مزاج شخصی اصل پیدایش میں اِس وجہ پر ہی کہ استعداد کیفیت خاص کی اُس میں زیادہ ہو * تا کہ ادنی سبب سے اس کیفیت سے وہ متکیف ہووے جیسا مزاج شخصی غضب کا گرم و خشک اور شہوت کا گرم و تر اور نسیان کا سرد و تر اور بلادت کا سرد و خشک جیسا

تفصیل اس کی حکمت اور طب کی کتابوں مین ظاہر ہی * دوسری عادت وہ اِس طور سے ہی کہ کوئی شخص ابتدا مین اپنے اختیار کے ساتھہ ایک فعل کے بار بار کرنے سے خوگر ایسا ہوا ہی کہ وہ کام بغیر فکر و اندیشے کے بآسانی اُسّے ظاہر ہوتا ہی اب وہ فعل گویا بطریق خو کے ہو گیا اور بعضے یہہ کہتے ہین کہ سب اخلاق طبیعی ہین * یعنے طبیعت کی خواہش سے * اور قابل زوال کے نہین چنانچہ شبہے کی تقریر مین مذکور ہوا * اور ایک گروہ اس پر ہی کہ بعضا خلق طبیعت کی اقتضا سے ہی وہ قابل زوال کے نہین اور بعضا بطور عادت کے اور قابل زوال کے ہی اور ایک فریق یہہ کہتا ہی کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہی اور نہ اُسکے مخالف بلکہ نفس انسانی پیدایش ہی مین تضادگی دونون جانب کو قبول کرتا ہی جس کو اپنے مزاج کے موافق پاتا ہی اُسے باسانی قبول کرتا ہی * اور جسکو مخالف اس کو بدشواری * اور ایک جماعت اسکی قائل ہی کہ آدمی اصل فطرت سے بہتر اور نیک ہی لیکن ہوا حرص اور شہوت پرستی اور بُرے کامون سے بدخو اور شریر ہوتا ہی پر قدیم حکیمون سے ایک گروہ برخلاف اسکے ہی اور یہہ کہتا ہی

کہ انسان اپنی سرشت میں طبیعت کے اثر دے سے پیدا ہی *
اور نفس انسانی اپنی ذات میں ایک نور ہی تاریکی سے ملا *
پس اُسکی طینت ہی میں شر لگا ہوا ہی * لیکن بسبب تعلیم
و تادیب کے اچھا ہوتا ہی اگر تاریکی اُسکی روشنی پر غالب
نہو * اور جالینوس یہہ کہتا ہی کہ بعضے آدمی اپنی پیدایش میں
نیک ہیں اور بعضے بد * اور بعضے دونوں کے قابل * اور وہ اپنے
مذہب کے ثابت کرنے کے لئیے یہہ دلیل لاتا ہی کہ اگر تمام آدمی اپنی
سرشت ہی سے نیک ہوتے اور شرارت اُن میں عارضی
ہوتی تو وے یا آپ ہی سے شرارت کو سیکھتے یا غیر سے *
اول صورت پر ان کی طبیعت میں ایک ایسی استعداد
پائی جاتی کہ وہ سبب ہوتی شر کا تو لازم آتا کہ وے اپنی
سرشت میں نیک نہووین * اور یہہ خلاف مفروض ہی *
اور جو ان میں استعداد نیکی و بدی دونوں کی ہوتی اور
قوت شر کی غالب تو بھی یہی لازم آتا ہی * اور دوسری
صورت پر بھی یعنے اگر شرارت غیر سے سیکھیں تو بھی خلاف
لازم آتا ہی * کیونکہ وہ غیر اس اعتبار سے اصل طینت میں اپنی
شر پر تھا کہ اوروں نے اُسسے سیکھا اور اسکے باطل کرنے کے

لئے کہ سب آدمی اصل پیدایش سے شریر ہیں انھین دلیلون
کو لاتا ہی پھر اِن دونون وجہ کو باطل کر کے یہہ کہتا ہی کہ مین
اپنی آنکھون سے دیکھتا ہون کہ طبیعت بعضے آدمی کی نیکی کو
چاہتی ہی اور وہ اُسّے کبھی باز نہین رہتا وے لوگ تھوڑے
ہین * اور بعضون کی طبیعت بدی کو وے ہرگز نیکی کی خواہش
نہین رکھتے * اور وے بہت ہین * باقی متوسط ہین کہ وے نیکون
کی صحبت سے نیک ہوتے ہین * اور بدون کی صحبت سے بد *
یہہ دلیل جالینوس کی وہ ہی کہ اخلاق ناصری مین منقول
ہوئی ہی لیکن داناؤن کے نزدیک ضعف اِس دلیل کا چھپا
نہین کیونکہ بحسب قوانین حکمی کے نوع انسانی کے افراد کے لئیے
زمان ابتدا کا نہین * پس اِس صورت مین ممکن ہی کہ شرارت
اِسکی ہر ہر فرد کو عارض ہو بہ سبب اُسکے غیر کے * اِسی
طرح سے غیر متناہی زمان مین اِس طور سے کہ انتہا سبب
عروض کا کسی شریر بالذات تک نہو * اگر کوئی کہے یہہ موجب
تسلسل کا ہی اور وہ باطل * تو جواب اُسکا یہہ ہی کہ اِس طور کا
تسلسل مضایقہ نہین کیونکہ یہہ تسلسل اسباب مین ہی اور
وہ حکما کے نزدیک درست ہی * اور دوسری وجہ کے لئیے بھی

بھی تقریر کافی ہی کیونکہ جایز ہی کہ عروض یخر کا بہ سبب تغیر کے
ہووے غیر متناہی زمان مین لیکن بوعلی نے اپنی شفا کے بیچ یہہ
کہاہی کہ سب سے بہتر یہہ ہی کہ طوفانون کے سبب جو برتی مدتون
مین ہووین یا فلک البروج اور فلک اطلس کے دونون منطقے
کے مل جانے یا قریب مل جانے کے اگر ہووین یا اوج و حضیض کے
بدل جانے یا کسی اور سبب سے اکثر موضع زمین مین سے
ایسے کہ وہان آبادی ہوسکتی اور جاندار جانور وہان رہ
سکتے ہیئن اور روے مکان دایرۂ معدل النہار سے قریب ہیئن
ایک اندازبھر چوترائی زمین کی پانی کے درمیان ڈوب
جاتی ہی اِس صورت مین زمین کے دو حصے ہوتے ہیئن ایک
جو ڈوباہوا دریا مین دوسرا وہ جو نکلا ہوا لیکن وہان آبادی
ہو نہین سکتی بہت چوترائی کے سبب یعنے بہ سبب اِسکے کہ وہ
دایرۂ معدل النہار سے دور اور قطب شمالی سے نزدیک ہی
اِس لئے سب جاندار اور گھاس پھوس ضایع ہوجاتے ہیئن
پھر خود بخود پیدا ہوتے اور جنّے سے نہین اور انواع کے از خود
پیدا ہونے پر کوئی دلیل بھی نہین اِسلیے کہ اُن مین سے بہتون کو
دیکھاہی کہ از خود پیدا ہوتے اور جنے سے بھی مثلاً بیشتر آدمی کی

پال سے سانپ پیدا ہوتے اور بچھو کبھی اینٹ اور مینڈک پانی
سے اور بازروج یعنے خفاش گھاس اور چوہے مٹی سے اور جو ایک
مدت دراز تک کوئی اُن میں سے پیدا نہووے تو اِس سے لازم
نہین آتا ہی کہ کبھی نہو کیونکہ شاید کسی وضع پر موقوف رہے کہ
برسون تک ہوا کرے لیکن اولی یہہ ہی کہ عالم کے درمیان سب
وے چیزین برسون کے بعد پیدا ہوتی ہین جس کو قیامت
عظمی کہتے ہین بالکہ جس وقت پیدایش ہر ایک شی کی حرکت
ارادی پر مانند جماع کے مثلاً موقوف ہی اور جتنی ارادی وے
ضروری نہین تو بالضرور اِسکے قایل ہوا چاہیے کہ وے خود بخود بھی
پیدا ہوتے ہین تا سلسلہ ہر ایک نوع کا باقی رہے کیونکہ ہر ایک شخص
سے خلقت کا رہنا کچھ ضرور نہین اور نہ کسی شخص سے اُسکے بعد
پھر کہا ہی کہ ہر ایک پیشے اور صنعتون مین اگر کوئی تامل کرے
تو اُسے معلوم ہووے کہ سب حادث ہین یعنے نو پیدا کسی
شخص معین کی فکر سے حاصل ہوئے ہین دلیل اِسکی یہہ ہی کہ وے
روز بروز زیادہ ہوتے جاتے ہین * اور انکا حادث ہونا اِس
پر دلالت کرتا ہی کہ انسان کا بھی بعد تو تنے سلسلہ حدوث کے
کوئی مبدا ہی * کیونکہ اگر ان صنعتون سے ایسی ہین کہ بغیر

اختصاص بشر کے ساتھہ خاصیت آسمانی اور الہام ربانی
کے جو طور متعارف سے باہر ہی ہو نہین سکتین * پس ہر آئینہ
جس شخص نے اُن کو اختراع کیا ہو وہ اپنی ذات مین اُن سے
بے نیاز ہو گا تاکہ دوسرون کے واسطے اختراع کرے * یہان تک
شیخ کی بات ہی اور اِسی پر بنا ہی جالینوس کے مذہب کی لیکن
اسمین بھی بہت سی باتین ہین * اور مناقشے کو دخل جانا چاہیے *
جالینوس کے مذہب کی بنا کی وجہہ شیخ کے کلام پر یہہ ہی کہ خلاصہ
تقریر شیخ کا تناہی زمان کی ہی جو موجب ہی انتہاے عروض خیر یا
شر کا کسی ایک خیر یا شریر بالذات تک * پر کہا ء متاخرین نے یہہ
اختیار کیا ہی کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہی اور نہ اُسکے
بر خلاف * تقریر اول کی یہہ ہی کہ ہر ایک خلق قابل تغیّر کے ہی
اور جو قابل تغیر ہی وہ طبیعی نہین اِس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ کوئی
خلق طبیعی نہین صغرا کا بیان اس طور سے ہی کہ مین آنکھون سے
دیکھتا ہون کہ آدمی شریر کی صحبت سے شرارت سیکھتے ہین
اور نیکونکی مجالس سے نیکی * چنانچہ لڑکون کے خصوصاً اُنکے احوال
سے کہ جنھے غلام کر کے ایک مکان سے دوسرے مکان مین لیجاتے
ہین معلوم ہوتا ہی کہ تادیب اُنکو بہت اثر کرتی اور دے سے موافق

استعداد کے خواہ باسانی یا بدشواری نیک خوئی اختیار کرلیتے ہیں * اور اخلاق اگر قابل زوال کے نہوتے تو آدمیوں میں امتیاز اور فکر کی استعداد بے فایدہ ہوتی اور قاعدے سیاست و تادیب کے عبث اور شریعت و دین کے احکام جھوٹ ہوتے * حکیم ارسطاطالیس نے بھی کہا ہی بُرے لوگ ادب و تعلیم سے اچھے ہوتے ہیں پر بیان اُسکا کہ جو قابل زوال کے ہی وہ طبیعی نہیں ہوتا ظاہر ہی کیونکہ پانی کی خاصیت ذاتی نیچے کی طرف جاتا ہی ہرچند اُسے باندھ سے بند کر رکھئے پھر جس وقت ٹوٹ جایگا تو وہ نہیں وہ اُسی کی طرف رجوع کریگا * ایسی ہی آگ کی خاصیت ذاتی اوپر کی طرف مثلاً کسی طرح سے بند نہیں ہوتی اِس بات کے بدیہی ہونے کے سبب مثالیں تنبیہ کے لئے مذکور ہوئیں * اور اخلاق ناصری میں بھی اِسی طور سے بیان ہی * لیکن جو مشاق علم نظر کا ہی سوجاتا کہ یہہ دلیل بھی اقناعی ہی * کیونکہ اگر کوئی کہے تو کہہ سکتا ہی کہ جیسے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بعضا اخلاق قابل زوال کے ہی ویسے ہی معلوم ہوتا ہی جو بعضا خلق بعضے شخص سے اصلاً نہیں چھوٹتا ہی علی الخصوص قوت فکری کے کمال * مثلاً حدس یعنے جلدی سے مطلب کا دل میں آنا اور یاد رکھنا اور اچھا سوچ اور آن کی

مثالون سے معلوم ہوتا ہی کہ بعضے آدمی ہرچند اُنکی سعی کرتے ہیں پر کچھ فایدہ نہین کرتی * چنانچہ یہہ حالت اِس وقت کے اکثر طالب العلمون مین پائی جاتی ہی * پھر صرف اِس دلیل کے روسے کیونکر یہہ بات کہی جاسے کہ کوئی خو طبیعی نہین اور سب خوئین چھوٹنے والی ہین * غرض استقراء تام یعنے مطلوب کی ہرفرد کے احوال مین خوض کرنا ہو نہین سکتا * اور استقراء ناقص بھی یقین کا فایدہ نہین دیتا کیونکہ جایز ہی کہ کوئی فرد برخلاف اُسکے ہووے جیسے مین نے دلیل کی تقریر مین ثابت کیا * پھر ہدایت کا دعوا بے فایدہ ہی اور جو کوئی کہے کہ اِن مثالون کا ذکر کرنا تنبیہ کے لئے ہی سو ممنوع لیکن قوت تمیز کا بیکار رہنا * اور سیاست و تادیب کا عبث اور احکام دینی کا جھوٹ ہونا تب لازم آوے کہ اگر ایک خو بھی قابل زوال کے نہو * اُسکی تشبیہ مین یہہ کہتے ہین کہ اگر کوئی بیماری علاج سے دور نہوتی تو علم طب جھوٹ ہوتا بلکہ اِس بات کے جھوٹ ہونے مین کچھ شک نہین حاصل کلام یہہ ہی کہ اشرار سیاست و تادیب سے کچھ اچھے ہوتے ہین چنانچہ ارسطاطالیس نے کہا ہی اگرچہ یہہ حکم علی الاطلاق نہین * لیکن بار بار کے سزا دینے سے تک اثر اُن مین

پیدا ہوتا ہی * گو اس سے بد ذاتیاں انکی بالکل نہین جاتین پر
کچھ کم ہوتین ہین * یہین سے معلوم ہوتا ہی کہ اِس علم کی منفعت
کا بیان اِس دعوے کا محتاج نہین * جو کہئے کہ اگر تمام خو چھوٹ
سکے بلکہ کچھ اُن مین گھٹ جانا کافی ہی جیسے علم طب کی
منفعت * بالفرض اگر مانئے کہ بعضے خو نہین چھوٹتی ہی وہ نہایت کم
ہی اور ویسے لوگ بہت تھوڑے ہین، اُن مین بھی اِس
علم کا فایدہ شر کے گھٹ جانے کے طریق سے ہی * پس کسی
طرح عبث ہونا سیاست کا اور تکلیف شرعی کا جھوٹ ہونا
لازم نہین آیا کیونکہ اگر ایک شخص کی کسی بیماری مین دوا
اثر نکرے تو اُس سے علم طب کا کچھ نقصان نہین * اگر کوئی
کہے کہ اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک شخص کی تکلیف شرعی
اُس کی بدخوئی چھڑانے کے مقابل ہی اور جایز ہی کہ کوئی خو ایسی
ہو کہ وہ ایک شخص سے نہین چھوٹتی پس چاہئے کہ وہ تکلیف
شرعی سے باز رہے * تو جواب اُسکا یہہ ہی اگرچہ اُسکے نجاح کا
یقین نہین ہی پس شرع اور عقل کے حکم سے واجب ہی کہ
وہ اُسکے چھڑانے کی کوشش کرے چنانچہ پیغمبر علیہ السلام کے
کلام مین اُسکا اشارہ ہی کیونکہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی

تم عمل کرو کیونکہ ہرایک چیز آسان ہی شخص کے لئے جسکے واسطے
وہ پیدا ہوا ہی ان بحثون سے معلوم ہوتا ہی کہ اُنکی باتونکی بنا
اِس فن مین مسامحت پر ہی انشاء اللہ تعالیٰ اِسکے بعد اُسّے اچھی
تفصیل کے ساتھہ اُن مسامحات کے ارتکاب کرنے کے عذرون کی
تمہید کا بیان ہوگا * پہلا لامع درستی اخلاق مین اس مین دس لمعے
ہین * پہلا لمعہ اچھی خصلتونکی تعداد مین * حکمت طبیعی کی بحثون
سے علم نفس کی بحث مین مقرر ہوا ہی کہ نفس ناطقۂ انسانی
مین دو قوتین ہین * ایک قوت ادراکی جسکے سبب ہر ایک
شی کو جان سکئے * دوسری قوت تحریکی جسکے سبب ہر ایک
طرح کا کاروبار کرسکئے پر قوت ادراکی کے دو شعبے ہین * پہلا
عقل نظری وہ سبب ہی صور علمیہ کے قبول کرنیکا مجردات سے *
دوسرا عقل عملی جسکے سبب ہر ایک آدمی اپنے بدن کو کاروبار
مین مشغول کرتا ہی پر یہہ شعبہ یعنے عقل عملی باعتبار علاقہ رکھنے
اُس کے قوت غضبی اور قوت شہوی کے ساتھہ سبب ہوتا ہی فعل
کا جیسے مارنا کھانا پینا یا قبول فعل کا جیسے شرمندگی ہنسی رونا * اور
باعتبار اِس کے کہ وہم و خیال اُسّے استعمال کرین سبب ہوتا
ہی جزوی فکرون اور جزوی پیشون کا * اور باعتبار نسبت

کرنے اُس کے عقل نظری کے ساتھہ سبب ہوتا ہی اُس فکر کلی کا جو سب کاموں سے علاقہ رکھے جیسے معلوم کرنا اُسکا کہ سچ کہنا اچھا اور جھوٹ کہنا بُرا ہی اور مانند اُس کی * پر قوت تحریکی کے دو شعبے مین سے ایک قوت غضبی ہی اور وہ سبب ہی بُری چیزون کے دفع کرنیکا بطریق غلبے کے * دوسری قوت شہوی کہ وہ سبب ہی اچھی چیزون کے لینے کا * لیکن قوت غضبی کو چاہیے کہ بدن کے سب قوتون پر غالب رہے اس طور سے کہ ہرگز کسی سے کم زور نہو بلکہ سب اُسکے حکم کے تابع اور اُس سے مغلوب رہین اور یہہ قوت جسکو جس کام مین متعین کرے وہ اُسکو بخوبی انجام دیا کرے تاکہ آپس کی موافقت اور اُسکی حکومت سے آفرینش انسان کی بادشاہت کا بند و بست اچھی طرح سے انجام پاوے * اور کسی وجہہ سے اِس انتظام مین خلل کا دخل نہووے * اگر اسی طرح سے ہر ایک قوہ اپنے کام مین جس طور سے کہ عقل کے موافق ہو اقدام کرے تو عقل نظری کی صفائی سے جو پہلا شعبہ قوت ادراکی کا ہی حکمت حاصل ہووے * اور عقل عملی کی صفائی سے جو دوسرا شعبہ ہی اسی قوت کا عدالت پیدا ہووے * اور قوت غضبی کی

درستی سے شجاعت * اور قوت شہوی کی صفائی سے پارسائی * اسی کا نام کمال قوت عملی ہی اِس تقریر کے رو سے * اور دوسرے طریق سے لوگون نے کہا ہی کہ نفس انسانی مین جدی جدی تین قوتین ہین کہ بسبب اُنکے علحدہ علحدہ کام اُس سے ظاہر ہوتے ہین بحسب ارادے کے * جس وقت ایک اُن مین سے دوسری پر غالب ہووے وہ دوسری مغلوب یا معدوم ہو جاتی ہی * اُن مین سے ایک قوت ناطقہ ہی اُسکو نفس ملکی و نفس مطمئنہ کہتے ہین وہ سبب ہی فکر و تمیز کا اور موجب اُس شوق کا ہی کہ جس سے اشیا کی حقیقتون مین فکر کیجئے * دوسری قوت غضبی اُسکو نفس سبعی یعنے بھیڑیا پن اور نفس لوّامہ یعنے ملامت کرنیوالا کہتے ہین * وہ سبب ہی غضب و دلیری کا * اور پر خطر کامون پر اقدام کرنے کا * اور جاہ و حشمت کے پیدا کرنے اور دشمن پر غالب ہونے کے شوق کا * تیسری قوت شہوی اُسکو نفس بہیمی یعنے چارپایاخو اور نفس امارہ یعنے فرمایش کرنیوالا کہتے ہین * وہ موجب ہی شہوت اور طلب روزگار کا * اور شوق اُسکا اچھے اچھے کھانے پینے اور بیاہ شادی کرنیکا * پس

درجے فضیلت کے باعتبار اُنھین قوتون کے ہین * کیونکہ اگر کاروبار سب نفس ناطقہ کے برابر رہین اور اُسے شوق تحصیل یقینیات کا ہو تو اِس وجہ سے اُسکو علم حاصل ہوتا ہی * اور بہ تبعیت اُسکی حکمت * اور اگر کاروبار نفس سبعی کے سب برابر رہین اور وہ نفس ملکی کے تابع ہو اسپر کہ جو قوۃ عاقلہ اُسکے حصے مین اُسے دیوے صبر کرے تو نفس ناطقے کو اُسے فضیلت حلم کی حاصل ہووے * اور بہ تبعیت اُسکے شجاعت * اور اگر نفس بہیمی کے کاروبار تمام موافق رہین اور وہ قوۃ عاقلہ کے مطیع ہو کر اِسپر قناعت کرے جو بموجب عقل کے قسمت اُسکی ہی * تو اُسے فضیلت پارسائی کی حاصل ہوتی اور بہ تبعیت اُسکے سخاوت * جس وقت یہہ تینون فضیلتین نفس انسانی مین پیدا ہووین اور وے آپس مین ایک دوسرے سے ملکر ایک ہو جاوین تب ایک حالت ایسی اُسمین پیدا ہوتی ہی کہ کوئی اُن مین سے پہچانا نہ جاے * نام اُسکا تشابہ ہی یہی کمال اور تمامی ہی فضیلتون کی * اِسی کا نام فضیلت عدالت ہی * یہہ تقریر اخلاق ناصری کی ہی * اور یہی تقریر اجمالاً بیان ہوئی لیکن ہوشمند دانا سے چھپا نہین کہ

تقریر اول کے رو سے عدالت ایک قوت بسیط ہی یعنے مرکب نہین * اور تقریر ثانی کے رو سے احتمال بساطت و ترکیب دونون کا ہی * لیکن باعتبار لفظ کے بسیط ہونا اقرب ہی * کیونکہ ظاہر عبارت کا یہہ ہی کہ عدالت جو عبارت ہی اعتدال خلقی سے اعتدال مزاجی کے برابر ہی * اگرچہ وہ جُدے جُدے چارون عنصر کے باہم ملنے سے ہوا ہی لیکن حکمت کی دلیلون سے ثابت ہوا ہی کہ مزاج ایک کیفیت بسیط کا نام ہی * غرض اِس مقام مین اُنکی باتون سے مفہوم ہوتا ہی کہ عدالت امر بسیط ہی * پر اور مقامون سے صریحا معلوم ہوتا ہی کہ وہ مرکب ہی * اور تقریر اول سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ عدالت خاص کمال قوت عملی کا نام ہی * اور ثانی تقریر سے مفہوم ہوتا ہی کہ اختصاص اُس سے نہین رکھتی ہی بلکہ قوۃ نظری سے بھی * مگر جب کہین کہ ہر ایک قوت کو اُسکے کام مین متعین کرنا اگرچہ وہ قوۃ نظری بھی ہو تعلق قوۃ عملی سے رکھتا ہی * پھر تقریر ثانی سے یہہ سمجھا جاتا ہی کہ وے تینون قوتین عدالت کے جز ہین یا منزل مین جز کے جیسے چارون عنصر کی کیفیتین مزاج کے جز ہین اور اُسمین یعنے کیفیت عناصر مین وے دونون احتمال ہین لیکن حکیمون نے

اس کی بساطت اختیار کی ہی * اور تقریر اول سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ وے تینون قوتین موقوف علیہ عدالت کی بمنزل شروط کے ہین جز نہین کیونکہ کمال قوۃ عملی کا وہ ہی کہ ہر ایک قوۃ اُسکے حکم کے تابع رہے تاکہ تصرف ہر ایک کا جو عبارت عدالت سے ہی برابر ہووے * اور ظاہر ہی کہ ہر ایک قوۃ کو اپنے اپنے مقام مین متعین کرنے اور طریقے حکم و احکام کے جاری رکھنے مین موافق تدبیر و مصلحت و اعتدال کے بغیر قوۃ عملی کے اُنمین سے کوئی سزاوار نہین ہوسکتی * تفصیل کلام کی اِس مقام مین اِس طور سے ہی کہ جب وے تینون قوتین نفس انسانی مین پیدا ہووین تو بے شبہہ عقل عملی کو بدن کی سب قوتون پر برائی حاصل ہوگی یہان تک کہ سب قوتین اُسکے تابع اور فرمان بردار رہین اور وہ کسی سے مغلوب نہووے * چنانچہ مقدمے مین اُس کی طرف اشارہ ہوا ہی پس اگر اس قوۃ کا نام عدالت رکھین تو بسیط ہوتی ہی چنانچہ امام حجت الاسلام کے کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہی * کیونکہ احیاء علوم مین اُس نے عدالت کی تعریف مین یہہ کہا ہی کہ نفس انسانی مین عدالت ایک حالت اور ایک قوت ایسی ہی کہ بہ سبب

اِس کے نفس انسانی غضب و شہوت کو سیاست کرتا ہی
اور وہ قوت اُن دونون کو موافق حکمت کے اُٹھاتی اور ضبط

کرتی ہی اپنی خواہش کے مطابق بند و بستون مین ٭
اِس سے صریحا معلوم ہوتا ہی کہ عدالت امر بسیط ہی اور
ملزوم اُن تینون کا ٭ اور روے اُس کے لازم ہین اور عدالت
کمال عقل عملی ہی ٭ اور جاننا چاہیے کہ یہہ قوت ایک وجہہ سے
مطلقا رئیس ہی اور دوسری قوتین مثال خادم کی ٭ کیونکہ
ہر ایک قوت کو اپنے اپنے کام مین بحسب مصلحت کے کس
کس وقت مین اور کس کس طرح سے مامور کرنا اگرچہ
وہ قوت نظری بھی ہو اُسی قوت سے تعلق رکھتا ہی ٭ پس یہہ
قوت رئیس اُن کی ہوئی ٭ اور دوسری وجہ سے رئیس
مطلق قوت نظری ہی اور قوتین اُس کی خادم ہین ٭ کیونکہ
ہر ایک شی کی حقیقت کو جاننا اور تمام موجودات کی نہایت کو
سمجھنا جو عبارت ہی تحصیل غایت سعادت سے کمال اِس
قوت کا ہی تو ضرور ہوا کہ قوت نظری بدن کی سب قوتون پر
حاکم رہے اور وے محکوم ٭ تا یہہ کمال نفس انسانی کو اس
انتظام سے حاصل ہووے ٭ اور اگر عین اُنھین تینون قوتون کو

عدالت کہین تو وہ مرکب ہوتی ہی لیکن اِس صورت پر نخیبات کی قسمون مین احتیاج تعداد کی نہ رہی اِس لئے کہ مجموعہ سب قسمونکا دوسری قسم نہین ہی * جیسے وہ مشہور رہی اعتبار کرنے سے قید وحدت کے مقسم کے درمیان * اور رذیل صفتون کو اُسکے مقابل کہنا اور انواع معینہ کو اُسکے تحت مین مقرر کرنا بھی مناسب نہین کیونکہ اِس صورت پر اُسکے اور اُسکے اجزا کے انواع ایک ہی ہین اور مقابل اُسکے بعینہ اُنکے مقابل * کیونکہ عروض ایک ایسی صورت کا کہ بہ سبب اُسکے نوع حقیقی ان تینون قوتون سے اپنے ظاہر نہین * اسہواسطے شیخ رئیس نے رسالۂ اخلاق مین کہا ہی کہ عدالت مرکب اُنھین تینون قوتون سے ہی پر اُس کی انواع اور مقابل کا کچھ تعرض نہین کیا ہی بلکہ فقط اُنھین تینون قوتون کی انواع اور اُنکے مقابل پر اختصار فرمایا * اور وہ جو دوسرون نے عدالت کی انواع مین مذکور کیا ہی اکثر کو اُن مین سے حکمت کے تحت مین درج فرمایا ہی * یہین سے معلوم ہوتا ہی کہ جو اِس فن کی کتابون مین مذکور ہی کہ عدالت عین ہی اِن تینون قوتون کی اور اُسکے واسطے مقابل اور انواع مستقل بھی ثابت کئے ہین وہ محل تامل

کا ہی واللہ اعلم بہ حقایق الامور ٭ اور یہان لوگون نے ایک اعتراض
کی ہی اور کہا ہی کہ حکمت کو پہلے نظری اور عملی کی طرف
تقسیم کیا ٭ پھر عملی کی تین قسمین کین اُن مین سے ایک علم
اخلاق ہی کہ مشتمل ہی اوپر فضایل چہارگانہ کے اُن مین سے
ایک حکمت بھی ہی پس حکمت اپنی قسم آپ ہوئی
اور یہہ درست نہین کیون کہ اِس سے لازم آتا ہی کہ حکمت
اپنا جز آپ ہی ہووے یہہ محال ہی ٭ جواب اِس اعتراض کا
اِس طور سے ہی کہ جس حکمت کی تقسیم کی ہی وہ علم ہی
احوال موجودات کا ہر گاہ وہ بھی موجودات سے ہی تو اس
علم مین اُسکے احوال سے بھی بحث ہوگی اِسّے لازم نہین آتا
کہ وہ حکمت کا جُز ہو جائے کیونکہ اجزا اُسکے مسایل اُسکے ہین
بالفرض اگر لازم آیا تو یہہ آیا کہ حکمت موضوع ہی اپنے کسی مسئلہ
کی جو جز اُسکا ہی اسکا کچّھ مضایقہ نہین ٭ بالفرض نظیر اُسکی علم الٰہی
مین بھی موجود ہی کیونکہ بحث اس مین موجودات سے ہی
اور علم بھی موجودات مین سے ہی ٭ پھر یہہ ہو سکتا ہی کہ وہ
خود اپنے کسی مسئلے کا جز ہو اِسّے لازم نہین آتا کہ وہ اپنا جز آپ
ہووے اور وہ محال نہین کیونکہ علم عبارت تصدیقات سے

یا اُن قضایا سے کہ جو متعلق تصدیقات کے ہیں جس حیثیت سے کہ وہ متعلق ہیں اور تصدیقات یا ذات مسایل اِس حیثیت سے کہ وہ متصور رہیں نہ اُس حیثیت سے کہ متعلق تصدیق کے ہیں موضوع مسئلے کا واقع ہوا ہی ہان قباحت تب لازم آتی کہ مسایل علم حکمت کے یا تصدیقات جو متعلق ہیں اُنّسے وے بعض مسایل سے حکمت عملی کے یا تصدیقات متعلقہ سے اسکے ہوتے اور یہہ بات یہان لازم نہین آتی ہی * یہہ جواب وہ ہی کہ زبان اعتراض کو بند کرتا ہی اور معترض کو گونگا * جاننا چاہیئے کہ یہہ خلاصہ ہی اخلاق جلالی کی تقریر کا لیکن عبارت اُسکی جابجا منتشر واقع ہوئی اس لئے ناظر اسکا دغدغے مین پرتا ہی * پر جو شخص کہ طریقۂ علم سے خبردار ہی اُسے مقدمات دلیل کو مطلوب پر انطباق کرنا اور نتیجۂ مقصود کو حاصل کرنا کچھ مشکل نہین * دوسرون نے جواب اسکا اس طور سے دیا ہی کہ مراد اس تقسیم سے حکمت عملی ہی مطلق حکمت نہین اور بسبب اختلاف معنی کے اختلال تقسیم سے دفع ہوتی ہی لیکن اس سے لازم آتا ہی کہ عدالت جامع نہو سب فضیلتون کی * حالانکہ برخلاف اُسکے تصریح کی ہی * لیکن انصاف یہہ ہی کہ حکماؤن نے بنا کلام کی عقل عملی پر ضعف

وسعت جانی اور اس فن کے طالبگار کو اُسکے سبب مقصدونکی تحقیق کے لئے تکلیف نہین فرمائی ہاںکہ جس انداز سے کرسی نشینی عمل کی ہووے اور طالب کرنیوالا اُسکا بُری صفتون سے نجات پاوے اُسی پر اکتفا کیا * اِسلئے کہ اُنھون نے مبتدی کو آغاز تحصیل مین اِس فن کی طرف راہ دکھائی ہی پھر اگر اُسکو تحقیق مطالب کے لئے تکلیف دیتے تو باعث حیرت طبیعت اور فوت مقصود کا ہوتا کیونکہ تحقیق اُنکی حکمت کی دوسری کتابون پر موقوف ہی * اور مبتدی کو اصلا اُسمین دخل نہین * بعضے محققون نے بھی اُسکی تصریح کی ہی * اور شیخ رئیس نے رسالہ اخلاق تاویجی مین اُسکی طرف اشارہ فرمایا * اور شفا کی بعضے جگہہ مین مذکور کیا ہی * کہ کمال عقل عملی یہہ ہی کہ اچھی تدبیرون اور بُری فکرون سے اچھے کام کو بُرے کام سے پہچان لینا اس طور سے کہ فی الواقع مطابق برہانکے ہووے * لیکن تحقیق اُس برہانکی کمال عقل نظری سے تعلق رکھتی ہی واللہ اعلم بالصواب * دوسرا لمعہ * اُن فضیلتونکی تعریف مین کہا ہی کہ حکمت عبارت ہی احوال موجودات کے علم سے مطابق طاقت بشری کے اور اُن موجودات کے احوال یا وجود اُنکے انسان کی قدرت و اختیار مین نہون تو جو علم اُن سے علاقہ رکھے وہ

حکمت نظری ہی اور جو اُسکی قدرت و اختیار کے تحت مین ہون تو جو علم متعلق اُسکا ہو سو حکمت عملی ہی * اور شجاعت وہ چیز ہی کہ نفس سبعی تابعدار نفس ناطقے کا ہو کر اُسے خوف و خطر کے مقام پر ثابت رکھے اور کسی طرح کی لغزش کو اُس مین دخل نہ دیوے * اور موافق عقل کے اچھے کامون پر اقدام کرے * عفت وہ ہی کہ قوہ شہوت تابع نفس ناطقے کے رہے تا کہ تصرف اُسکا اچھی تدبیرون سے انتظام پاوے اِس طور سے کہ نفس ناطقہ ہوا و حرص اور ہر طرح کی خواہشون کی قید سے چھوٹ کر خلعت آزادی سے مخلع ہووے * بیت *
غلام اپنے غلامون کا تو نہو زنہار * جہان تیرا غلام اور تو ہی شاہ جہان * پس عدالت وہ ہی کہ وے قوتین باہم متفق ہو کر قوہ ممیزہ کی فرمان برداری کرین تا کہ صاحب قوہ ہر ایک خواہش اور تمنا کی کشاکشی سے حیرانی کے گرداب مین نہ پڑے * اور علامت دادو ہش دینے لینے کی اُس مین پیدا ہووے * یہان تک تحقیق ہی عدالت کی * اور حکیمون نے کہا ہی کہ جب تک اُن فضیلتون سے ہر ایک کا فایدہ دوسرے کو نہ پہنچے تو صاحب فضیلت ہرگز لایق مدح کے

نہووے * اِسی واسطے بہت خرچ کرنیوالے کو جب تک اُسّے کچھ
اوروں کو نہ پہنچے سخی نہین کہتے ہین بلکہ منفاق یعنے بہت
خرچ کرنیوالا * اِسی طورسے صاحب غضب کو شجاع نہین کہا
جاویگا بلکہ غیور یعنے غیرت والا * اور دانا کو بینا کہینگے نہ حکیم * پر
جب کہ اثر اُسکا غیر کو پہنچیگا تب صاحب قضیات اُس غیر کے
خوف و رجا کا موجب ہو ویگا اور اُسکی ریاست اور برائی
دلون مین خوب تاثیر کریگی کہ لوگون پر اُسکی مدح اور ثنا
واجب ہو جایگی کیونکہ ہرچند کوئی ہر ایک قسم کے کمال مین
طاق ہووے لیکن جب تک اُسّے توقع نفع کی اور خوف نقصان
کا نہووے ہرگز عقل نہین چاہتی کہ اُسکی مدح کسی پر واجب
ہو اور جس وقت اُن دونون سے ایک پائی جاگی تو فایدے کی
طمع اور ایذا کے خوف سے ہر ایک شخص اُسکی خوبیون کا ذکر
اور اُسکی خوش آمد گوئی اپنے اوپر واجب جانے گا * تیسرا لمعہ *
اُن چارون قسمون کی ہر ایک قسم کے تحت مین
بہت سی انواع ہین اُن مین سے جو مشہور ہی وہی مذکور
ہوگی پر حکمت کی نوعون مین سے مشہور سات نوع ہین
ذکا * سرعت فہم * صفائی ذہن * سہولت تعلم * حسن

تعقل * تحفظ * تذکر * پر ذکاوہ قوت ہی کہ بہ سبب اُسکے قیاس کے مقدمون سے نتیجون کو باآسانی نکال سکئیے * لیکن یہہ موقوف ہی اُن مقدمون کی مشاقی پر جو منتج ہین * سرعت فہم نام ہی اُسس قوت کا جسکے سبب ملزومات سے اُن کے لوازم کی طرف انتقال ذہن کا ہووے بلا توقف پر اُن دونون مین یہہ فرق ہی کہ پہلے سرعت حرکات فکری مین ہوتی ہی اور دوسرے اُسکے غیر مین جیسے ملزومات تصوریہ سے اُن کے لوازم کی طرف انتقال کرنا * یا قضایا سے ان کے عکوس مستویہ یا عکس نقیض کی طرف * صفائی ذہن اُسس ملکہٗ استعداد کو کہتے ہین کہ بسبب اُسکے بغیر رنج و تعب کے استخراج مطالب کر سکئیے * سہولت تعلم نام ہی اس استعداد کا جسکے سبب توجہ نفس کی مطلوب کی طرف کھنچے تاکہ بخاطر جمعی آسانی سے اُس کو حاصل کریے * حسن تعقل وہ ہی کہ بحث و مناظرے مین مطالب کے توضیح کرنے کے لیے حد لایق کو نگاہ رکھے تا بسبب غفلت کے کچھہ اُسپر واجب نہو جاوے اور نہ کسی شی زائد کو استعمال کرے * تذکر بے تکلیف یاد کرنا اُن چیزون کا جو قوت حافظہ مین ہین جب چاہے * تحفظ اُس ملکے کا نام ہی کہ جس سے

معقولات یا محسوسات کی صورتون کو ضبط کرے * اور شجاعت
کے تحت مین جو تو عین مندرج ہین اُن مین سے مشہور گیارہ
ہین * کبر نفس * نجدت * علو ہمت * ثبات * حلم * سکون *
شہامت * تحمل * تواضع * حمیت * رقت * پر کبر نفس
وہ چیز ہی کہ نفس انسانی بری اور نا معقول چیزونکی طرف
التفات نہ کرے اور مشکل و آسان سے کچھ پروا نرکھے بلکہ
خوشی آمد یا بر آمد اور تونگری یا فقیری سے خوش یا مغموم
نہووے * اور احوال کے ہیر پھیر کے سبب کسی وجہ سے اختلال
کو اپنی طرف راہ ندے یہہ قوت مشریف ایسی ہی کہ
سواے چالاک طبیعت اور عالی ہمتون کے اُسکے پانے کو نہین
پہنچ سکتا ہی اِسی واسطے اہل تصوف کے مشایخون نے فرمایا ہی * آخر
جو چیز نکل آتی ہی راست بازونکے سرون سے وہ محبت جاہ وحشم
کی ہی * اور فقیری کی وہ لذت نہین پاتا ہی جسکے نزدیک خوش آمد
و بر آمد برابر نہین * نجدت استحکام نفس انسانی کا ہی ثابت
قدمی سے اِس طور پر کہ اگر کوئی بڑی مشکل پڑے یا سخت بلا
سامھنے آوے تو ہرگز اُس سے نڈرے اور اُسوقت حرکت بیجا
اُسسے صادر نہووے * علو ہمت وہ چیز ہی کہ اچھی چیزون کے طلب

کرنے اور کمالات کے پیدا کرنے مین اس جہان کے نفع ونقصان پر نگاہ نہ کرے کہ اُسکے پانے سے خوش ہووے اور نپانے سے بیزار ہووے یہان تک کہ موت سے بھی نہ ڈرے چنانچہ اُس میدان کے سالکون مین سے بعضے نے کہا ہی * قطعہ * وہ نہین ہون جو عدم سے مین ڈرون * مرنے جینے سے سدا مین خوش رہون * جان رب نے اک مجھے دی عاریت * جب وہ پھر مانگے وہین آگے دھرون * بیت * یہہ جان عاریت کہ جو حافظ کو دوست نے سونپی * پر ایک دن اُسے دیکھون مین دون وہین اسکو * ثبات قوت مقابلے کی ہی پریشانیون اور سختیون کے ساتھہ تا بسبب زیادتی کے اُسمین کچھ تاثیر نکر سکین * اور اُنکے آنے سے کسی طرح کی شکستگی کو دخل اُسمین نہووے * حلم عبارت ہی بردباری سے کہ بسبب اُسکے صاحب حلم جلد باکہ کدھی مغلوب غضب کا نہووے * سکون وہ ہی کہ حرمت اور دین ومذہب کے لئے یا جاہ وحشمت کے واسطے لڑائی اور جھگڑے مین جو درکار ہووے اُس مین سستی نہ کرے * شہامت وہ شوق ہی نفس انسانی کا بڑے کامون کے حاصل کرنے کے لیے تا کہ اُس سے نیک نامی

اور برا اجر پاوے * تحمل اُس قوت کا نام ہی جس کے سبب آلات بدنی یعنے ہاتھہ پانون وغیرہ کو اچھی فضیلتون اور نیک خصلتون کے تحصیل کرنے کے لئے استعمال کرین * تواضع وہ چیز ہی کہ اپنے تئین اُن لوگون پر جو پائین مرتبے مین ہین زیادہ نجانے اور اُس قوت کے حاصل کرنیکی اصل یاد رکھنا اس بات کا ہی کہ افراد انسانی امور خلقی اور نقص و احتیاج کی علامتون اور عجز و لاچاری کی صفتون مین مشترک ہین باعتبار وحدت اصلی اور قرابت جبلی کے جیسے مضمون آیۂ کریمے کا جسکا معنا یہہ ہی * ای آدمیو تم اپنے اس پروردگار سے ڈرو جسنے تمھین ایک ہی شخص سے پیدا کیا ہی اور مفہوم اُسکا کہ تمھین پیدا نہین کیا اور تمکو نہین بھیجا مگر برابر شخص واحد کے تصریح کرتا اور اُسکے چہرۂ حقیقت سے پردۂ خفا کو اٹھا دیتا ہی * حمیت وہ ہی کہ دین و مذہب اور حرمت کی حفاظت کے واسطے کاہلی نہ کرے اور اُسکے لئے جان و مال سے سعی کرنی لازم جانے چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ غیور ہی اور اپنی غیرت کے سبب بد کامون کو حرام کیا اور فرمایا ہی عمر نے کہ بے شبہہ نیک آدمی صاحب غیرت ہوتا ہی اور مین نیک آدمی سے صاحب

غیرت ہون اور تحقیق اللہ تعالی۔ مجھہ سے غیور ہی * رقت وہ
ایک ملکہ ہی جس سے اپنے ہم جنسون کی پریشانی کے دیکھنے سے
نرم دل ہو جاسے اور وہ سبب ہی شفقت و مہربانی کرنیکا *
پر عفت کے تحت مین جو نوعین مندرج ہین مشہور اُن مین سے
بارہ ہین * پہلی حیا وہ اپنے تئین بُرے کامون سے بچا رکھنا تاکہ
لوگون مین متہم اور بدنام نہووے چنانچہ پیغمبر عم نے فرمایا ہی کہ
حیا بہ وجہ سے بہتر ہی * دوسری رفق وہ کسی پر احسان کرنا کسی
کام مین بطریق تبرع کے * تیسری حسن ہدی وہ عبارت ہی
انسان کی نہایت خواہش سے کمالات کے حاصل کرنے کے
واسطے * چوتھی مسالمت وہ صلح و آمیزش کرنا اُس وقت
مین ہی کہ جب بسبب اختلاف مزاج کے آپس کے درمیان
فساد واقع ہو * پانچوین دعت وہ اپنے تئین تھامنا ہی وقت
غلبہ شہوت کے * چھٹین صبر وہ ہوا حرص کے ساتھہ لڑنا ہی
اس لئے کہ بُرے کام اُس سے صادر نہون * حق سبحانہ تعالی نے
فرمایا ہی جو اپنے پروردگار کی عظمت سے ڈرا اور اپنے تئین
ہوا و حرص سے بچایا پس بلے شبہ بہشت اُسکا مکان ہی *
بعضون نے صبر کی دو قسمین کی ہین * ایک مقصود سے صبر کرنا

دوسری گروہ پر * لیکن دوسری قسم قوت غضبی سے علاقہ رکھتی ہی * صبر کے زیور پیغمبری اور جوان مردی کے گلے کی زیب و زینت ہیں * چنانچہ پیغمبر ع م نے جو مکارم اخلاق کی بانی اور طریق توفیق کے ہادی ہیں فرمایا ہی * تم صبر اختیار کرو جیسے صاحب عزم پیغمبرون نے صبر کیا ہی یعنے حوادثات زمانی اور مشکلات ناگہانی مین پیغمبرون کے ساتھہ جو اُس پاک درگاہ کے مقرب اور اُسکی دوستی واخلاص کے خلعت فاخرہ سے محاج ہین موافقت کرے تاکہ دونون جہان کی خوشوقی کے دروازے اُسکے آگے کھل جائین اور شاہد مطلوب حجاب مستوری سے دکھائی دین چنانچہ حدیث مشہور مین واقع ہی * کہ صبر خوشوقتی کی کنجی ہی * اور دوسری حدیث مین بھی ہی کہ فتح صبر کے ساتھہ ہی * اور صحیفۂ صغرا مین جو پارس کے حکیمون نے ہیکلون اور عبادت خانون مین لٹکا دیا تھا یہہ لکھا تھا کہ جیسے لوہا اپنی سرشت سے عاشق مقناطیس کا ہی ایسی ہی ظفر خواہ مخواہ طالب ہی صبر کی * ستوین قناعت وہ کھانے پینے اور کپڑے وغیرہ مین تخفیف کرنی اور جس قدر کہ درکار و ضرور ہو وے اسپر اکتفا کرنی بنظر حقارت کے اُن چیزون پر

نہ جمع مال کی آرزو سے جو شرع کے رو سے نشانی بخل کی ہی اور عقل کے رو سے بد * بخلاف پہلی صورت کے کیونکہ وہ سب کے نزدیک بہتر ہی * چنانچہ حضرت ؑم کے کلام میں واقع ہی کہ (قناعت وہ ایسی دولت ہی جو نہیں خرچ ہوتی * آٹھوین وقار وہ خاطر جمعی ہی نفس انسانی کی اور جلدی سے اپنے تئین بچانا * حضرت پیغمبر خدا ؑم نے جو خاتم ہیں مجموعہ خوشس خلقی کے فرمایا ہی کہ جلدی کرنی شیطان کی طرف سے اور آہستگی رحمان کی طرف سے ہی * اور سید الانام علیہ الصلواۃ والسلام کی شریعت مین جلدی کی نہی مبالغہ اس طور سے ہی کہ امام ماوردی نے جو بڑے مجتہدون مین سے ہین تصریح کی ہی کہ اگر کسی کو نماز جمعے کے فوت ہونے کا خوف ہووے تو بھی چاہیے کہ راہ چلنے مین شتابی نکرے اور آہستگی اور میانہ قدمی کی راہ سے منحرف نہووے * نوین ورع وہ مداومت کرنی نفس انسانی کی ہی اچھے اور پسندیدہ کامون پر حق تعالی نے کہا ہی کہ خدا کے دوست پرہیزگار ہی ہین * دسوین انتظام وہ بندوبست اور اندازہ کرنا ہی ہر ایک کام کا موافق لیاقت و مرتبہ اور مطابق اپنی قوت کے * گیارھوین حریت

یعنے آزادی وہ عبارت ہی اچھے پیشون سے مال کو حاصل کرنا پھر اُسے بڑے بڑے مصرفون مین صرف کرنا لیکن بُرے کام اور بیجا مصرف سے احتراز کرنا واجب ہی * بارھوین سخاوت وہ نام ہی اُس ملکے کا جو سبب اُسکے دولت کے خرچ کرنے مین دریغ نہ آوے اِس طور سے کہ جس کو جتنا درکار ہو اُسکو اُتنا دے * اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مین واقع ہی کہ خدا تعالیٰ نے دین اسلام کو اپنے لئے قبول کیا اور سخاوت و خوشخوئی کے برابر کوئی شی دین کو رونق نہین دیتی ہی پس خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو اُن دونون سے مزین کیا * اور دوسری حدیث مین فرمایا ہی کہ قیامت کے دن پہلے جس چیز کو نیکو نکی ترازو مین تولینگے وہ خوش خلقی اور سخاوت ہی اور جب خدا تعالیٰ نے ایمان کو پیدا کیا کہا اُسنے یا الٰہی مجکو قوی کر حق تعالیٰ نے اُسکو خوش خوئی اور سخاوت سے قوی کیا * اور جس وقت کفر کو پیدا کیا اُس نے کہا یا بار الٰہ میرے تئین زور آور کر خدا تعالیٰ نے اُسکو بد خلقی اور بخیلی سے زور دیا * امام غزالی نے روایت کی ہی کہ کفار بنی عنبر مین سے ایک گروہ کو اسیر کر کے حضرت رسالت پناہ کے پاس

لائے حضرت نے فرمایا اُن مین سے ایک کی جان بخشی کرو باقی
سب کو مار ڈالو اسوقت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا
کہ خدا ایک ہی ہی اور دین بھی ایک اور گناہ اُن سبھون کا
برابر بس اِس مین کیا حکمت ہی جو ایک اُن مین سے
نجات پاے * پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ میرے تئین جبرئیل نے
خبر دی کہ سب کو مار ڈالو اور اُسکو چھوڑ دو کیونکہ وہ سخی ہی
اور سخاوت اُسکی ہمارے نزدیک مقبول ہوئی * اور اخبار
مین واقع ہی کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پیغمبر کو وحی بھیجی کہ سامری
کو مت مار اِس لئے کہ وہ سخی ہی * اور دوسری حدیث مین
ہی کہ بہشت سخی لوگون کا گھر ہی اور سخاوت کے تحت مین بہت
سی نوعین ہین تفصیل اُسکی بڑی کتابون مین ہی * جاننا چاہیے
کہ بیشتر شجاعت کو سخاوت لازم ہوتی ہی کیونکہ جب کوئی
بڑی مشکلون کے اُٹھانے اور خوف وخطرے کے مکانون مین جو
احتمال ہلاکی کا ہی ٹھہرنے کی پروا نہین رکھتا اور اپنی جان پر کھیلتا
ہی تو پھر آئینہ اُسکے نزدیک مال و اموال کچھ چیز نہین ہی اور
برعکس اُسکے بہت کم ہی کیونکہ بہت سے سخی ہین کہ اُنمین
شجاعت کی بو بھی نہین پائی جاتی اور جنس عدالت کے تحت

ہمین جو نو عین مندرج ہین مشہور ان مین سے بارہ ہین * صداقت * الفت * وفا * شفقت * صلہ رحم * مکافات * حسن شرکت * حسن قضا * تودد * تسلیم * توکل * عبادت * لیکن صداقت عبارت ہی سچی دوستی سے اور علامت اسکی یہہ کہ از روے شریعت و عقل کے واسطہ دوئی کا درمیان سے اٹھادیوین اور دوستی نہایت اتحاد سے ایک ہوجاوین اِس طور سے کہ جو اپنے اوپر پسند نکرے وہ اپنے دوست کے اوپر بھی پسند نکرے اور جس چیز کو اپنے لئے چاہے اسکو اپنے دوست کے لئے بھی چاہے چنانچہ پیغمبر صلعم نے فرمایا ہی کہ تم مین سے کوئی مومن نہین ہوسکتا ہی جب تک نچاہے اپنے دوست کے لیئے جو چاہے اپنے واسطے * اور اُلفت وہ ہی کہ سب کی راے اور عقیدے ان کے ایک دوسرے کی کمک مین برابر رہین اور سب ایک ہوکر مخالف کے توڑنے مین اتفاق کرین * اور وفا وہ چیز ہی کہ موافقت و اتفاق کی راہ سے سر مو تجاوز نہ کرے * پر بعضون نے تعبیر اس کی اِس طور سے کی ہی کہ جس سے جو وعدہ کرے اس کو اپنے اقرار کے موافق بجالاوے اور کسی کا حق اگر اپنے اوپر ہو تو اُسکو بخوبی ادا کرے * اور شفقت عبارت ہی

مہربانی اور رحم دلی سے جب کسی پر مصیبت دیکھے پھر اُسّے چھڑانے کے لئیے کسی وجہ سے کوتاہی نکرے کیونکہ دانشمندون کے نزدیک ظاہر ہی کہ ہر ایک ذرہ اِسس عالم کا اس آفتاب حقیقی کا پرتو ہی اور اُسی تجلی کی چمک اور سب ذیحیات اُس کے چشمۂ فیض سے سیراب اور اُسکے خوان نعمت سے شاداب ہیں * خصوصاً انسان کہ سر رشتہ اتحاد کا اُن کے درمیان از بسکہ استوار ہی * بیت * ہیں آپس مین جون عضو آدم کی نسل * کہ خلقت مین ہی ایک ہی اُن کی اصل * کسی عضو کو درد پہنچے اگر * سرایت کرے دوسرے مین اثر * مصیبت سے اورون کی بےغم ہو جو * تو پھر آدمی نام تیرا نہو * غرض اِس مقام مین بہت سی باتین ہین چنانچہ شبلی رحمت اللہ علیہ سے منقول ہی کہ کسی نے ایک چارپائے کو سونٹا مارا پر چوٹ اُسکی اِس کے بدن مین لگی * مترجم کی عبارت حیف ہی کہ باوجود تفاوت نوعی کے اثر الم کا پیدا ہو اور جہان قرابت نوعی کے ساتھہ اتحاد فطری متحقق ہی کچھہ بھی نہو تعجب ہی کہ اِس نے کیا کیا تھا کہ اس درجے کو پہنچا اور اُسنے کیا نہ کیا کہ اُسّے محروم رہا * بیت * چھوڑ دے اے بے مروت اپنی خودبینی کو تو * پھر یہہ ظلمت تیری آنکھون

مین بھرا سر نور ہی * اگرچہ راز اسکا ان لوگون سے جو رسمی
گفتگو کے تہخانے مین بند ہین اور نظران کی آشیا کی کنہ کو نہین
پہنچتی اِس لیئے شاید مطلوب کے جمال سے محروم رہ کر رسمی
کتابون مین ظاہرا جو لکھا ہی اُسی پر اکتفا کر کے ان معنون کی
بات سے رہ جانے پوشیدہ رہیگا لیکن اُن دانا وُن پر جنکی
آنکھین تقلید کی جالی سے خالی ہین اور ان کے انصاف کے دامن
غبار کجروی سے پاک * ظاہر ہی کہ وہم امور خلقی مین بہت تاثیر
کرنے والا ہی * اِسی واسطے ترشی کے خیال سے مُنہہ مین پانی بھر
آتا ہی اور اونچی دیوار کے اوپر آمد و رفت کرنے سے وہم گرنے کا
ہوتا ہی اگر زمین مین اتنی مسافت پر چلے پھرسے تو اِسکا گمان بھی
نہین ہوتا * یقین ہی کہ اِس تقریر کے بعد جو یہان محال دکھائی دے
عقل اُسّے کبھی انکار نہ کرے * لیکن یہہ تقریر یہان بطور تنزل کے
مذکور ہوئی * بیت * اسّے بالاتر زبان کچھ اور ہی * عشق کے
غم کا بیان کچھ اور ہی * بیت * شمع تجلی کو بصر چاہیئے * دیدۂ قابل
سے نظر چاہیئے * اور صلہ رحم وہ چیز ہی کہ جب کوئی جاہ و حشمت کو
پہنچے تو اقربا کو اُسکے شریک کرے اور سمین انکی بہتری
ہووے اُس کی سعی * یہہ قرابت ظاہری ہی پر قرابت باطنی کے

لیے بھی کہ جو نسبت روح کے ساتھہ رکھتی ہی اور اسکو قرابت الہی
کہتے ہیئن اِسی طرح سے رعایت حق کی واجب ہی بلکہ اُسّے بھی زیادہ *
چنانچہ امیرالمومنین ابن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہی کہ ایک
قرابت گوشت و لہو کی ہی * دوسری جان و دل کی * اور اُنکے
درمیان برّا فرق ہی * مصراع * آب و گل سے جان و دل تک
یان بہت ہی فرق ہی * اور مکافات وہ چیز ہی کہ جس قدر فایدہ
اپنے تئین غیر سے پہنچا ہی اُتنا ہی یا اُسّے زیادہ اُسکے بدلے اُسے
پہنچاوے اور جو کچھ ایذا اُسسے اپنے تئین پہنچی ہو تو اس سے کم
بدلا کرے * اور حسن شرکت وہ ہی کہ آپس مین کاروبار
اِسطور سے اختیار کرے جو شریکون کے دل نہ پھر جائین بحسب
اِمکان اور بشرط محافظت کے عدالت کے طور پر * اور حسن
قضا وہ ہی کہ لوگونکے حق کو ادا کرے اور اپنے تئین مذمت و ملامت
سے بچا رکھے * اور تودد اپنے ہم دردون کے ساتھہ دوستی کرنی ہی
اور فاضلون سے اچھی بات اور اُنکے ساتھہ داد و دہش کرنی
اور ان چیزون کو اختیار کرنا جو موجب کشش محبت کے ہیئن *
اور تسلیم وہ ہی کہ خدا کے احکام اور قوانین شرعی اور طریقہ
پیغمبری اور انکے امثال پر جو شریعت کے امامون اور طریقت کے

مشائخون سے مرسوم ہیں راضی رہے اور انکو اچھی نیت سے قبول کرے اگرچہ وے اس کی طبیعت کے موافق نہوں * حضرت رب العزت نے کلام مجید میں تسلیم کو موقوف علیہ ایمان کا کیا * اور فرمایا ہی کہ قسم تیرے رب کی کہ نہیں مومن ہو سکتے ہیں جب تک تجھے اپنے درمیان حکم نہ کریں پھر جو تو حکم کرے اسے اپنے دلو نمیں کچھ حرج نہ سمجھیں اور اسکو درستی نیت سے تسلیم کریں * اور توکل وہ ہی کہ جو چیز انسان کی قدرت و اختیار میں نہو اور اندیشے کا بھی کچھ اسمیں گذر نہیں زیادتی اور کمی اور اسکی جلدی اور دیری نہ چاہے اور اس کارساز حقیقی پر بھروسا کر کے بیجا خیالوں کو چھوڑ دے * بیت * خدا کے حکم پہ راضی ہو اور خوش دل رہ * کہ میرے اور نہ ترے اختیار میں کچھ ہی * اور حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ والسلام سے مروی ہی کہ جو کوئی گھر سے نکلنے کے وقت یہہ دعا پڑھے وہ کریم روزی بخش اپنے خزانۂ بے انتہا سے دروازے روزی اور فراغت کے اسکے آگے کھولے * بِسْمِ اللهِ عَلٰى نَفْسِي وَدِيْنِي وَمَالِي اَللّٰهُمَّ رَضِّنِي بِقَضَائِكَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا قَدَّرْتَ لِي حَتّٰى لَا اُحِبَّ تَعْجِيلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا

تَاخِيرَ مَا عَجَّلْتَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ * خدا کے نام
سے جو بہت بخشش کرنے والا اور نعمت دینے ہارا ہی مین
اپنے واسطے اور اپنے دین اور اپنے مال کے لئے خدا کے نام سے
پناہ لیتا ہون یا پروردگار تو اپنے حکم پر میرے تئین راضی رکھہ
اور تیار کر اُس چیز کو جو میرے لئے مقدر کیا یہان تک کہ
جسے تو دیری سے بخشے اُسکی جلدی مین نہ چاہون اور جسکو
تو جلد عنایت فرماوے اُسکی دیری نہ طلب کرون بے شک
تو ہر شی پر توانا ہی * بینا لوگون سے پوشیدہ نہین کہ مضمون
اِس دعا کا توکل و رضا کی طلب ہی مطابق خواہش الٰہی
کے اور لازم ہی کہ اپنی خواہش کو حق تعالیٰ کی خواہش کے ساتھہ
موافق کرے اور گوشۂ دل کو ہوا و ہوس کے وسوسون
سے بالکل خالی کرے تا تسکین اور نہایت خاطر جمعی حق تعالیٰ
کی طرف سے اُسکے دل مین حاصل ہووے یہان تک کہ ہونی
نہونی اُسکے ارادے سے بھی تعلق پکڑے * عبادت وہ چیز ہی
کہ اپنے پروردگار کی تعظیم و تکریم جسنے اُسے نیستی کے ویرانے
سے لاکر ہستی کی آبادی مین بسایا اور بغیر سابقۂ استحقاق
کے نہایت مہربانی سے بے شمار نعمتین اپنے خزانہ الطاف

سے عنایت فرمائین اپنے اوپر واجب کرے اور فرشتون اور
نبیون کی تابعداری اور صحابہ اور اُن کے تابعین اور اولیاؤنکی
متابعت اور اُن داناؤن کی جو علم الٰہی سے آگاہ ہیئن لازم جانکے
اور حکم شرعی کو ماننا مذہب کی رسومات بجالانا پارسائی اختیار
کرنی گناہون سے باز رہنا کہ دو سبب ہیئن کمال کے شعار
اپنا کرے لیکن طریقے عبادت کے تفصیلا شرع سے معلوم ہونے
ہیئن * اور جب آشیا کی بحث حکمت مین اِس طور سے ہوئی
کہ یہان تک رسائی عقل کی ہو اور احکام شرعی کو بھی
تفصیلاً جاننا عقل کے احاطے سے باہر ہی پر دو باتین جو وہان
عقل سے معلوم ہوتی ہیئن سو بطور مجمل کے ہیئن کیونکہ بے وسیلے
شمع نبوت کے شریعت کے گھر کی راہ دکھائی نہین دیتی *
اور عقل اکیلی وہان بھٹکتی پھرتی ہی * پس فقہ کی باتین
اجمال کے رو سے حکمت عملی مین داخل ہیئن اور تفصیل کی نظر
سے خارج * یہہ بیان ہی انواع قضیات کا * پر بعضے کے ساتھہ بعضے
کے ملنے سے بہت سی قسمین پیدا ہوتی ہیئن * حکیمون نے کہا ہی
کہ جیسے اشخاص کے مزاج مختلف ہیئن اور دو شخصون کے
مزاج ایک طور کے نہین * ویسے اخلاق بھی گوناگون ہیئن *

یہان تک کہ خصلت دو شخصون کی ایک روش پر نہین ہی * ارسطا طالیس نے کہا ہی کہ آدمیون کی شکل و صورت طرح بطرح ہونے کا سبب باوجود کہ اِس قدر تفاوت اور حیوانون مین نہین یہہ ہی کہ اُن کی عقل کے گوناگون ہونے سے جدی جدی ایسی کیفیتین کہ وہ تابع مزاج کے ہو سکین نفس انسانی مین پیدا ہوتی ہین کہ اُن مین سے ہر ایک کیفیت جدی ایک شکل کو چاہتی ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ غصے کی حالت کچھ ہی اور خوشی کی صورت کچھ * اور ایسی ہی ہنسی کا چہرہ اور رونے کی شکل اور * بخلاف اور حیوانون کے کیونکہ ان مین ایک ہی طرح کی عقل کے سوا کچھ نہین ہی * اِسی واسطے تفاوت کیفیتون مین کم ہی اور شکلین اُنکی ملتی ہوئی ہین * حاصل اِس تقریر کا یہہ ہی کہ بہ سبب اختلاف کیفیت کے مزاج متبدل ہوتا ہی * اور بہ سبب اُسکے اخلاق متغائر ہوتے ہین یہان تک کہ دو شخصون کے مزاج ایک ہی نہین ہوتے * اور خصلتین بھی ایک نہین * تنویر * اُن بحثون کے درمیان اِس مقدمے کے رو سے جسکی تمہید ہوئی اکثر معاملے یعنے ضعف اور سستی ہی * اُن مین سے بعضا یہہ ہی کہ ذکا اور

صنعت فہم اور اُن کی امثال کو جنس حکمت کی انواع مین داخل کیا * حالانکہ اُنہون نے حکمت کی سابق جو تفسیر کی ہی بموجب اُسکے دو قسمین سبب ہوتی ہین حکمت کا * ہان اگر تفسیر حکمت کی اِس طور سے کرین کہ وہ ایک ملکہ ہی جسکے سبب قوت نظری احوال موجودات کی پہچان سے مستحکم ہوتی ہی تو دو قسمین اُسکی انواع سے ہوسکتی ہین * پر یقین یہہ ہی کہ جنھون نے کہا ہی کہ قوت نطقی کی روشنی اگر برابر رہے تو اس سے روشنی علم کی حاصل ہوتی ہی اور بہ تبعیت اسکی حکمت * بنا اُس کی اسی تفسیر پر ہی * غرض اس فن کے مسامحون کے لئے عذر کی تمہید ہوئی * چوتھا لمعہ * جب اُن فضیلتون کو معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ مقابل اُن کے کتنی صفتین ایسی ہین کہ وہ اُن فضیلتون کی جنس سے نہین * بلکہ اُن سے مشابہ بھی نہین اس لئے اکثر لوگ جو علم اخلاق سے ماہر نہین فریب مین پڑتے ہین * پس لازم ہی کہ فضائل اور رذائل کے درمیان کیا فرق ہی اُس کا بیان اور وجہ تشبہ کو ظاہر کیجئے اِس طور سے کہ اصل جوہر پوت کی شبہ سے پہچانی جاسے یہانتک کہ جوہر کمال انسانی کے ڈھونڈھنے والے اور ملکہ نفسانی کے خواہش

دکھنے ہارسے دغا مین نہ آوین * اور دغا باز ہیر پھیر کرنے والون کے فریب مین آکر ٹھکریون کو موتیون کی قیمت سے نہ لین * لیکن ان فضیلتون مین بعضے لوگ ایسے ہیٔن کہ وے علمی باتونکو یاد کرتے ہیٔن پھر ان کی دلیلون کو بھی کسی طرح سے سیکھہ کر تقریر اس طور سے بناتے ہیٔن کہ اکثر آدمی جو سرمۂ بینائی اور انوار دانائی سے بے نصیب ہیٔن اُن تقریرونکو سنکر بہت ہی خوش ہو تعجب مین آتے ہیٔن * اور ان کی دانائی کی گواہی دیتے ہیٔن * حالانکہ اُنھین کسی بات کا یقین حاصل نہین اور انکے دلون کے صفحے حروف راستی سے عاطل ہیٔن * ان لوگون کو عاقلا اور دانا‌ؤن سے بول چال مین تشبیہ دینی ویسی ہی ہے جیسی طوطی اور بندر کو آدمیون سے یا لڑکون کو بوڑھون کے ساتھہ * بیت * اگرچہ ہی کا سانپ مانا کہ ہو وہ بشکل مار * دشمن کو زہر دوست کو مُہرا ہی اِس مین کب * بعضے ان مین سے وے ہیٔن کہ کسی مطلب مین صاف سچ کا بھی اعتقاد نہین کرتے اور ہر ایک بحث مین اگرچہ وہ ظاہر ہی جو نہین جانتے ہیٔن سو بول چال کیا چاہتے ہیٔن * اور جھوٹی باتون کو اپنے وہم سے تراشکر مبتدیون کو شک مین ڈالتے * باوجود اس کے کہ

جن یقینی باتون مین وہم کی مزاحمت نہین اُسسے قاصر ہین پھر
بڑے مطابون کے لیئے گردن دعوا کی بڑھاتے ہین اور باطل کو حق
سے ملا کر وہم و خیال کو بصورت علم و یقین کے دکھاتے ہین اور
اسی کا نام تحقیق رکھتے ہین ہرگاہ کہ حکمت بڑا سبب ہی کمال کا
اور پہچان اُسکی سوا سے حکیمون کے میسر نہین پس اُن
فریقون اور حکیمون کے بیچ تفرقہ کرنا بہت مشکل ہی * لیکن عفت
کے مقابل جو صفت مشابہ اُسکی ہی مثال اُسکی جیسے ایک
جماعت لذت دنیاوی سے اعتراض کرتی ہی اِسس توقع پر
کہ جنس عفت اُن کو زیادہ حاصل ہو مثلاً اکثر زاہد اِس زمانے
کے اپنی زہد کو دکھاتے ہین کہ اُس سے دام مکر و فریب کا پھیلا
کر عوام الناس کو چڑیونکی مثال پھنساتے ہین اِس لیئے کہ غرض
دنیاوی کو جو مرتبہ ادناہی حاصل کرین یا اُن لذتون سے کچھ خبر
نہین رکھتے اِس لیئے پہاڑی اور جنگلی آدمیون کی مانند شہر
و آبادی سے تفاوت رہتے ہین یا اُن لذتون کی بہتایت سے
بیزار رہین یا دوسرے اپنی پیدایش ہی سے اِسی طور پر ہین یا بنابر
کسی مرض کے شہوت اُن مین کم ہی یا دکھہ درد کے ڈر سے
یا اِس واسطے کہ اگر آدمی اُنکے احوال سے مطلع ہون تو اُنھین

سرزنش کرین * جو لوگ کہ ایسے ہین وے صاحب عفت نہین * پر سخاوت کے مقابل جو صفت اُسکی مشابہ ہی مثال اُسکی یہہ ہی کہ بعضے آدمی ہوا حرص اور شہوت پرستی مین مال واموال کو لُٹادیتے ہین یا لوگون کے دکھانے کے لیئے یا جاہ حشمت کے واسطے یا دفع حرج کے لیئے یا اُس مقام مین خرچ کرتے ہین جہان احتیاج اُسکی نہین * اور بعضے لوگ زیادہ خرچ کرتے ہین بسبب اسکے کہ وے دولت کی قدر سے غافل اور کس مقام مین اُسکو خرچ کرتے ہین اُسسے جاہل ہین * یہہ حالت اکثر اُنمین پائی جاتی ہی جنکو اتفاقاً بسبب میراث کے یا کسی اور سبب سے مال مفت ہاتھہ لگ جاے * مثل مشہور ہی کہ مال مفت دل بے رحم * وے احمق ایسے ہین کہ اسکے پیدا کرنیکی مشقت سے بے خبر * اور یہہ نہین جانتے کہ آمدنی بہت متعذر اور خرچ کرنا نہایت آسان تر * حکیمون نے کہا ہی کہ دولت جمع کرنی ویسی ہی کہ جیسے بڑے ایک پتھر کو پہاڑ کے اوپر لیجانا * اور خرچ کرنا ویسا ہی جیسے اُس پتھر کو وہانسے نیچے چھوڑ دینا گیا وے نہین جانتے کہ مدار زندگانی کا زر ہی * اور مفلسی کے سبب بے رونق ہوتے ہین فضیلت و ہنر * حضرت سلیمان پیغمبر کے صحیفے مین لکھا ہی کہ حکمت

تونگری سے جی اُٹھتی ہی * اور مفلسی سے مرجاتی * دانا کے
پاس اگر پیسا نہو کوئی اُسسے کچھ فایدہ نپاوے بلکہ
وہ آپ ہی اپنی احتیاج کے لیے دُکھ اُٹھاوے اور کمالات
سے رہ جاوے * بیت * مجھے بہ تجربہ حاصل ہوا کہ آخر کو * ہو
قدر مرد ہنر سے ہنر کی زر سے ہو * اور حاصل کرنا اُسکا اچھی
وجھون سے دشوار * اِس لیے کہ بہتر پیشے کمتر ہیں * اور
آزادون کو اُسکی راہون پر چلنا مشکل ہی * پس جو لوگ
اِس وضع سے پیسے خرچ کرتے ہیں وے سخی نہیں بلکہ حقیقت
مین سخی وہ شخص ہی جو اپنی دولت کو کسی غرض کے
واسطے بخشش ندے * بلکہ اِس لیے کہ سخاوت بہت اچھی چیز
اور بالذات مطلوب ہی اور بغیر اُسکے دوسری وجہ سے
اگر قصد اُسکا ہووے تو وہ سخی بالذات نہوگا بلکہ بالعرض
چنانچہ سابق مطالع کے درمیان خدا کے افعال مین اشارہ اُسکی
طرف ہوا ہی * اور شجاعت کے مقابل جو صفت مشابہ
اُسکی ہی نظیر اُسکی یہہ ہی کہ بعضے لوگون سے شجاعت کے
کام ظاہر ہوتے ہیں پر وے حقیقت مین شجاع نہیں ہیں * مثلاً
ایک جماعت پر خطر لڑائیون اور ڈرتے کامون مین طمع مال

یا واسطے مرتبے کے یا کسی غرض کے لیئے ٹھہر رہتی ہی لیکن یہہ
صرف اُسکی حرص کے سبب ہی اور شجاعت کی قوت سے
نہین * جیسے چور بڑی مار پیٹ اور دایمی قید بلکہ کٹ مر جانے
پر بھی صبر اختیار کرتے اِس لیئے کہ نام اُنکا اپنے ہم جنسون کے
درمیان کہ وے بھی بُرے کامون مین اُنکے شریک ہین رہے
اور جو کوئی اپنے بھائی بندون کی ملامت اور بادشاہ کی دہشت
یا مانند اُسکی سے اُن چیزون پر راضی ہووے یا کبھی اتفاقاً فتح
پائی ہو اِس واسطے اُسکے دل مین غرور آگیا ہی ایسے ایسے
آدمی بھی شجاع نہین ہین * بلکہ حقیقت مین شجاع وہ شخص ہی
جسکے تیر قصد کی ہدف گاہ سوا اِس قوت فاضلہ کے نہووے
بقیاس اُسکے جو اور قوتون مین مذکور ہوا * پر درندون کی
خاصیت جیسے شیر وغیرہ اگرچہ شجاعت سے ملتی ہی لیکن
بہت وجہون سے نہین بھی ملتی * اُن مین سے ایک وجہ یہہ
ہی کہ وے اپنے غلبے اور برائی کی استواری اور اپنی طبیعت
کی خواہش سے غلبے کا شوق رکھتے ہین * بس اُن کامون
پر اُنکا اقدام کرنا اُن کے غلبۂ طبیعی کے رو سے ہی شجاعت کی
نظر سے نہین * دوسری یہہ کہ مثال اُن کی پہلوان زورآورون کے

برابر جو تمام بدن ہتھیار سے سجے ہوئے ہیں اگر کم زور ہتھیاروں کے ساتھ لڑتے ہیں اور یہہ شجاعت کے طریقے سے باہر ہی * کیونکہ تمام فضیلتوں کی اصل عقل ہی تاکہ اور قوتین اُسکے تابع اور فرمان بردار رہین سو اُن مین نہین * پس حقیقتہً شجاع اُسکو کہئیے جس سے شجاعت کی خصلتین عقل کے حکم سے ظاہر ہون * اور غرض اصلی اُسکی سوا اِس فضیلت کے نہو * اور جو کہ ایسا ہو بے شبہ اُس کے نزدیک بدکاری کا ڈر موت کی دہشت سے زیادہ تر ہی * اور مرنے کی نیک نامی جینے کی بدنامی سے بہتر * جیسا کہ کہا ہی * مصرع * آبرو جگ مین رہے تو جان جانا بشم ہی * اور ایک شعر عربی مین کہا ہی جسکے معنے یے ہین * بیت * ہم پر آسان ہی کہ کریں تہین برائی کا جو فخر * جو کہ چاہے دلہون کو اس پہ بھاری کب ہو مہر * اگرچہ لذت شجاعت کی ابتدا مین کچھ نہین معلوم ہوتی کیونکہ اول اُسکا خوف ہلاکی کا ہی لیکن آخر کو حلاوت زندگانی کی اور منفعت اُسکی دونون جہان مین اپنی آنکھون سے مشاہدہ کریگا * خصوصاً جب کہ دین کی نگہبانی اور شرع متین کی تقویت کے لیئے اپنی جان پر کھیلے * چنانچہ آیۂ قرانی اس پر دال ہی

جسکے معنے یہ ہیں * جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے گمان مکریں

کہ وے مُردہ ہیں بلکہ زندہ ہیں خدا کے نزدیک اُن کو روزی
دی جاتی ہی * اور مرد دانا جانتا ہی کہ لڑائی سے بھاگنا سبب
زندگانی کا نہیں ہوتا * اور نامرد بھاگنے میں اپنی جان کا بچاؤ
چاہتا ہی جو بچ نہیں سکتی پس حقیقت میں طالب محال کا ہی بالفرض
اگر کتنے دن تک اُس نے فرصت پائی لیکن نامردی کی شرم
اور بے عزتی کی خفّت اور اپنے ہم سرونکا طعن و تشنیع اُسکی
شیرینیٔ حیات کو تلخ کر دیتی ہی * پس ایسی زندگانی سے جوانمردی
اور نیک نامی اور توقع اجر عظیم کے ساتھہ مرنا ہزار درجے بہتر
ہی * بیت * اک دن تو ہوویگا جو کہانی بہ خاص عام * بارے
وہ کر کہ جس سے تو ہو جاے نیک نام * اور حضرت مرتضی علی
کرم اللہ وجہہ نے جو اپنے یارون سے فرمایا ہی مضمون اُس کا یہہ ہی
کہ ای آدمیو فراموشی تمھاری خصلت موروثی ہی غفلت کی نیند سے
چونکو اور یاد رکھو کہ اگر تم مارے نہ جاؤ البتہ ملک الموت
کے ہاتھہ سے نہیں بچوگے پس لڑائی سے کیون ڈرتے ہو اور
نامردی کی شرم کیون اپنے اوپر لیتے ہو قسم اُس رب کی
جسکے اختیار میں ہماری روح ہی کہ تلوار کے ہزار وار کھانے

اپنے سر پر بچھونے پر مرنے سے بہتر ہی * کیونکہ مردانہ وار جان پر کھیلنا اولا اِسّے ہی کہ رندیونکی مثال جان دینا * بیت * دونون جگ مین سرخ رو ہی جو شہید عشق ہی * خوب ہی وہ دن کہ مجکو کشتہ یہان سے لے چلین * اور اکثر حدیثین شجاعت کی فضیلت مین وارد ہین اُن مین سے ایک حدیث ہی جسکا مضمون یہہ ہی * کہ تحقیق خدا تعالی شجاعت کو چاہتا ہی اگرچہ ایک سانپ کو بھی مارے * اور سب آدمی کے نزدیک شجاعون کی تعظیم اور اُن کی تکریم واجب ہی * علی الخصوص بادشاہون اور سلاطین کو کیونکہ یہہ گروہ عالی شکوہ نفیس جنسون سے کہ وہ گوہر جان ہین کارزار کے بازار مین کار و بار کرتے ہین * اور اپنے سینون کو سپر مصیبت کی بناکر دولت کے مخالفون سے لرتے * پس بادشاہون کو لازم نہین کہ مال و اسباب کو اُن سے دریغ رکھین * یا تھوری تقصیر سے اُن پر خفگی فرمائین * اور جو کوئی منصب کی پریشانی یا دولت کے جانے کے خوف اور بے وقر ہونیکی دہشت سے یا محنت کے سبب اپنے تئین ہلاک کرتے ہین اُن کی ان حرکات کو نامردی پر قیاس کرنا بہتر ہی * کیونکہ اہل شجاعت

ہر ایک مصیبت پر صبر کرتے ہیں * اور سختیوں کو اُٹھاتے
ہیں * اور ہر صورت کی گھبراہٹ سے اپنے تئین بچاتے *
کیونکہ آفت کے وقت گھبرانا اور بلاؤں سے دل چرانا
نامردی اور زنانہ پن ہی * اور شرع مین سبب طعن کا *
چنانچہ احادیث صحیحہ مین بھی ایسا ہی وارد ہی اُن بحثونسے
معلوم ہوا کہ عفت اور شجاعت بدکی حاصل نہین ہوتی مگر حکیم کو *
اما عدالت کے مقابل جو صفت مشابہ اُسکی ہی بیان اُسکا
یہہ ہی کہ اکثر کام بطور عدالت کے اُن لوگون سے صادر ہوتے
ہین جو حقیقۃً عادل نہین بلکہ وے صرف دکھانے یا سنانیکے لیئے
یا اِس واسطے کہ لوگون کو اپنی طرف لگا لین یا مال و دولت
اور جاہ و حشمت پیدا کرین عدالت کی روش سے بناوت
کرتے ہین اُنھین عادل نہ کہا چاہیئے بلکہ حقیقت مین عادل وہ شخص
ہی کہ اپنے سب قوا کو برابر رکھے تا کہ عقل کے حکم سے سب کام اسکے
موافق ہون کہ کوئی قوت زیادہ اُس حصے سے جو عقل نے
اسکے لیئے مقرر کیا ہی نجاہے * اور ایک دوسرے سے تغلب
نکرے * جب اپنے تئین اِس وضع پر درست کرے تب آدمیونکے
معاملے مین عدالت کے طریقے کو اسی نسق سے مرعی رکھے * اور

اپنی اوقات کو ہمیشہ اچھے کاموںکی تلاش مین مصروف کرے * اور رسم نوعدیگر کو بد جانے * یہہ فضیلت اُسوقت میسر ہوتی ہی کہ نفسانیت کو چھوڑکر طریقۂ انسانیت پر جو مقتضا ہرطرح کے ادب سیکھنے کا ہی آوے تب انصاف کی علامتین اُس کی پیشانی عدالت سے ہویدا اور نقشے کاروبار کے تختۂ اعتدال پر پیدا ہون * اِسی طرح سے اور فضیلتون مین بھی قیاس کرے کہ کھوٹے کو کھرے سے اور کمتی کو پورے سے پہچان لے * یہان تک کہ بازار معاملے مین عیار پیشون سے نہ ٹھگا جاے * اور سودا نیکنامی کا دونون جہانمین اُسکے ہاتھہ آوے *

پانچوان لمعہ * جاناچاہیے اُن فضیلتونمین سے ہرایک کے مقابل ایک صفت رذیل ضد اسکی ہی اور جیسے اجناس فضائل کی چار ہیں ویسے اجناس رذایل کی بھی پہلی نظرمین چار معلوم ہوتی ہیںن * اول جہل مقابل حکمت کے * دوسری نامردی مقابل شجاعت کے * تیسری بدکاری مقابل عفت کے اور چوتھی ظلم مقابل عدالت کے * اور نظر تحقیق سے * جو ظاہر ہوتا ہی سو یہہ ہی کہ ہر ایک فضیلت کی ایک حد معین ہی * جب اس حد سے تجاوز کرے گھٹتی یا بڑھتی سے تب ایک

صفت رذیل پیدا ہوتی ہی * پس فضیلت بیچون بیچ کی حد کا نام ہی *
اور رذیل صفتین اُس کے دو طرف کی مثال ہیثن * جیسے مرکز
دائرہ کا ایک نقطۂ معین بیچون بیچ مین ہی باوجود اسکے کہ محیط
سے اس تک جتنے نقطے فرض کیہئے جائین سب سے وہ دور ہی
اور گرد بگرد اُسکے محیط کی ہر ایک طرف کے نزدیک نقطے بیشمار
ہو سکتے ہیثن اسی طرح سے ہر ایک فضیلت معین کے مقابل
رذیل صفتین بیشمار ہیثن * اور جیسے اچھی راہ کی سیدھی
چال سیدھی لکیر کے برابر ہی پھر اُس راہ سے بُری راہ مین چلنا
اُس سیدھی لکیر کے تیرھے ہونیکی مثال ہی * اور ظاہر ہی کہ
جتنی لکیرونکو دو نقطون سے ملایئے اُنمین سے چھوٹی سیدھی
ایکہی لکیر اُن دونون نقطون کے بیچ ہوتی ہی * اور ہر طرف
اُسکی تیرھی لکیرین بیشمار ہو سکتین * پس اسی طرح سے
اچھی راہ کی سیدھی چال ایکہی روش کے سوا ہو نہین سکتی *
اور بُرے رستے کی تیرھی چالین بیشمار ہیثن * اور جب اصل
بیچون بیچ کی حد کو پانا بہت مشکل ہی اور پانے سے بھی اس پر
ٹھہر رہنا اُس سے زیادہ مشکل * کیونکہ وہی طریق فضیلت کا ہی
پر اُس مین ثابت رہنا نہایت دشوار * اسی واسطے پیغمبر علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے جو آدمیون اور جنون دونو فریقون کے
راہ بتانے ہارے اور پل صراط سے پار کرنے والے ہیں * فرمایا ہی
کہ سورۂ ہود نے بیر سے تئین ضعیف کیا * کیونکہ اس مین اچھے
چالن پر رہنے کا حکم ہی * مضمون اُسکا یہہ کہ توسیدھی راہ پر جیسے
مین نے حکم کیا ہی ثابت رہ اوراس سبب پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پل صراط کا بیان یون فرمایا کہ وہ بال سے
باریک اور تلوار سے تیز ہی اور یقین ہی * کہ سورۂ فاتحہ جو
مشتمل طلب ہدایت پر ہی اسی معنا سے خبر دیتا ہی * اور
جب کہ بڑے بڑے عالمون اور حکیمون اور ولیون سے
مروی ہی * کہ آخرت کی باتین جسکا وعدہ اور وعید مخبر
صادق نے کیا ہی وہ سب اخلاق واعمال کی صورتین ہیں کہ ہر
ایک شخص وہان اپنے مرتبے کے موافق اُن کو مشاہدہ کریگا چنانچہ
فرمایا ہی * کہ آدمی خواب غفلت مین ہین جس وقت مرینگے
تب خبردار ہوئینگے * پرجو لوگ اِس عالم مین بیہوشی کی
نیند سے چونکے ہوئے ہین اُنکو یہین اطلاع ہو جاتی ہی یہ باتین
قرآن اور حدیث کی اکثر جگہہ مین صراحتہً مذکور ہین * اور سبب
اُن صورتون کا خواہ رغبت سے ہون یا کراہت سے اعمال

اور اخلاق ہیں جنھیں اِس عالم مین حاصل کرتے ہیں * چنانچہ نحوا آیہ کریمے کا جسکے معنے یہ ہیں * کہ تحقیق دوزخ کافرون کا گھیرنے والا ہی * اور حدیث پیغمبر ع م کی کہ مضمون اُسکا یہہ ہی جو کوئی سونے روپے کے باسن مین پیئے وہ اپنے پیٹ کو دوزخ کی آگ سے بھرے اور تحقیق بہشت کی زمین بہت صاف وستھری اور درخت اُسکا کلمہ سبحان اللہ و بحمدہ ہی * صاف اُسکی خبر دیتا ہی * اگر طالب صادق اپنی چشم بینا کو وہم وخیال کے غبار سے دھو ڈالے اور عقل کی گردن کو تقلید کی رسن سے چھڑا دے بالکہ حدیث مشہور بھی جسکے معنے یہ ہیں کہ دنیا عاقبت کی کھیتی ہی اُسکی خبر دیتی ہی اگر گوش ہوش سے سنے * قطعہ * پیر دہقان نے دردمندی سے * اپنے بیٹے سے ایک دن یہہ کہا * اِس جہان بیچ اپنی کھیتی مین * تو جو بوئیگا سو ہی کاٹیگا * بس باعتبار اُن باتون کے جو مذکور ہوئین آخرت کی سیدھی راہ جو عبارت ہی پل صراط سے جسے حشر کے دن جہنم کے اوپر باندھین وہ اعمال واخلاق کے بیچون بیچ کی حد کے برابر ہی اور دوزخ اُسکی گرد و نواح کی مثال جو کوئی آج کے دن اِس راہ مین مضبوط رہیگا اور اُسکی سدھاوٹ سے

سے نہ تاریگا سو قیامت کے دن بھی پل صراط کے اوپر سے نڈر چلا جائیگا اور بہشت کے درمیان جو پاک آدمیون کا گھر ہی بے خطرے داخل ہو گا ❊ اور جو اِس عالم مین اِس سیدھی راہ سے بھٹک جاے تو عاقبت کو اُس پل صراط سے گر پڑے اور دوزخ کے بیچ جو گنہگارون کا مکان ہی رہے ❊ اور فیثاغورس حکیم سے منقول ہی کہ انسان جو کام کرتا ہی اُسکے مقابل ایک فرشتہ یا دیو پیدا ہوتا ہی کہ وہ اُسکے مرنے کے بعد مصاحب و ملازم اُسکا ہوتا ہی چنانچہ آیۂ قرآنی مین ہی کہ اگر عمل اُنکا نیک ہو تو جزا اُسکی نیک ہی اور جو عمل اُنکا بد ہو تو جزا اُسکی بد ہی ❊ پس انسان کو چاہیے کہ احتیاط کرے تاکس واسطے اپنے لیئے ایسا مصاحب ڈھونڈھے ❊ جاننا چاہیے کہ وسط یعنے بیچون بیچ کو دو معنون سے تعبیر کرتے ہین ایک وسط حقیقی جسکی نسبت اُسکی دونون جانب کی طرف برابر رہے جیسے چار بیچون بیچ ہی دو اور چھ کے یہہ وسط معتدل حقیقی کے برابر ہی کہ اطبا اُسکی نفی پر دلیل لاتے ہین ❊ دوسرا اوسط اضافی اعتدال نوعی اور شخصی کے برابر جو طبیبون کے نزدیک درست ہی یعنے بعضے کی نسبت سے بیچون بیچ ہی اور بعضے

کی نسبت سے نہین * پر جو وسط اُس فن مین معتبر ہی وہ معنے ثانی سے مراد ہی * اِسی واسطے فضیلت کی شرطین باعتبار اشخاص کے مختلف ہوتی ہین * بلکہ بہ نظر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت کے * اور ہر شخص کی فضیلتون مین سے ہر ایک فضیلت کے مقابل رذیل صفتین غیر متناہی ہین * پر اس مقام مین آئینہ خیال مین صورت ایک شک کی دکھائی دیتی ہی * کیونکہ جب وسط اس فن مین اعتدال شخصی اور نوعی کی مثال سے ہوا تو بے شبہ اُس کا ایک عرض بھی مانند عرض مزاجی کے ہوگا * پھر اسکو بال سے باریک اور تلوار سے تیز تر کہنا مناسب نہین ہوتا * تقریر اُسکے اُٹھانے کی یہہ ہی کہ جیسے مراتب عرض مزاج مین ایک مرتبہ ایسا ہی کہ وہ سب سے بہتر اور قریب تر ساتھہ اعتدال حقیقی کے ہی ویسا ہی مراتب ملکات مین بھی ایک مرتبہ ایسا ہی کہ وہ سب سے افضل اور مقصود بالذات ہی * اور دوسرے مراتب بسبب بعد کے اُس مرتبہ سے شایبۂ افراط و تفریط سے خالی نہین اور جیسے شخص اور نوع ان مراتب مین افضیلت کی حالت پر نہین ہیں لیکن بہ سبب ایک قرب معین کے

جو اِس مرتبے سے رکھتے ہیں وجود نوع اور شخص کے محفوظ رہ سکتے ہیں * ویسے فضیلتوں میں بھی فضیلت حقیقی وہی مرتبہ ہی اور باقی مراتب بسبب قرب کے اِس مرتبے سے فضیلت میں محسوب ہوتے ہیں جیسے اعتدال بدنی میں * اور مراتب پورے اعتدال پر نہیں اور شایبۂ انحراف سے بھی خالی نہیں * اِس لیئے کہ اُن سے خلل فاش افعال میں ظاہر نہیں ہوتے مراتب اعتدال میں داخل ہیں * اور اِسی صورت سے مدارج کمال میں موافق تفاوت قرب کے اعتدال حقیقی میں تفاوت پڑجاتا ہی * اور قواعد طب روحانی کے قیاس پر قواعد طب جسمانی کے ہیں * پر اُس میں شک نہیں کہ اگرچہ اعتدال اس معنے کے رو سے بھی متحقق ہی لیکن دریافت اُسکی صعوبت سے خالی نہیں اور مقام مبالغہ میں اگر اُسکے وصف میں کہیں کہ وہ بال سے باریک اور تلوار سے تیز تر ہی تو کچھ مضایقہ بھی نہیں خدا جسکو چاہے راہ راست کی طرف ہدایت کرے * اور جب اِس بیچون بیچ کی حد سے انحراف طرف افراط یا تفریط کی ہو تب مقابل میں ہر فضیلت کے دو صفتیں رذیل پیدا ہوں * پس فضیلت گویا اُن دونوں کے

بیچ ہی * جب اگلی تقریر سے معلوم ہوا کہ اجناس فضیلت کی
چار ہیں تو اجناس رذیلت کی آٹھ ہوئیں دو اُن میں سے
اطراف حکمت کے ہیں سفہ و بلہ لیکن سفہ طرف افراط کا
مشغولی ہی قوت فکر کی اُن چیزون مین جو واجب نہین یا
اُس مین جو کہ قدر واجب سے زیادہ ہو اسکو گربزی کہتے ہیں
اور بلہ طرف تفریط کا بے کاری ہی اُسکی امور واجبی سے اور
مطلقا اُن کو چھوڑ دینا اپنی خواہش سے یا اُن مین قصور کرنا *
اور دو اُن مین سے اطراف شجاعت کے ہیں لیکن افراط کو
تہور کہتے ہیں وہ اقدام کرنا اُن ہلاکی کے مقامون پر ہی جنکو
عقل اچھا نہین جانتی * اور طرف تفریط کا نام جبن ہی وہ ڈرنا
اُن چیزون سے ہی کہ جن سے دہشت کرنا عقل کے نزدیک
درست نہین * اور دو اُن مین سے اطراف عفت کے ہیں
پر اُس کی طرف افراط کو شرہ یعنے بدکاری کہتے ہیں وہ زیادہ
رغبت کرنا ہی خواہشون کی طرف قدر معقول سے اور طرف
تفریط کا نام سکون ہی یعنے اپنے تئین اُن ضروری لذتون سے
جو شرع اور عقل کے نزدیک بہتر یا درست ہی محروم رکھنا
اپنے اختیار سے نہ کہ خلقت کے روسے * اور دو اُن مین سے

طرف عدالت کی ہیں * طرف اول ظلم ہی وہ عبارت ہی حق
تلفی اور مال مردم خوری سے * اور طرف ثانی کو انظلام کہتے
ہیں یعنے ظلم ظالم کا قبول کرنا اور اُسکی اطاعت کرنی ذلت کے
روسے ہی اُن چیزون مین جو اُسکی خواہش کے مطابق ہون
اور بعضے عدالت کی دونون جانب کو جور کہتے ہیں کیونکہ طرف
ثانی بھی ظلم ہی اپنے اوپر یا غیر پر * اور جیسے عدالت جامع جمیع
کمالات کی ہی ویسے ظلم جو اُسکے مقابل مین ہی وہ جامع ہی تمام
نقایص کا اور یہین سے ہی کہ شیخ الاسلام عبد اللہ انصاری
وغیرہ محققون نے کہا ہی کہ جو آزار نہین وہ گناہ بھی نہین کیونکہ
جہان تک گناہ وہ ظلم ہی خواہ اپنے اوپر یا اورون پر * بیت *
جو کچھ تو چاہے سو کر پر ستانہ ای ظالم * ہمارے دین مین سوا
اسکے کچھ گناہ نہین * اور بعضے بزرگون نے کہا ہی اہل طریقت اکثر
چیزون مین اختلاف کرتے ہیں لیکن سب اس پر متفق ہین
کہ راحت پہنچانی سب سے بہتر ہی * اور دکھہ دینا بہت بد تر *
اور حدیث صحیح مین ہی کہ ظالم کی نیکیان مظلوم کے نامۂ اعمال
مین لکھی جاتی ہیں اور مضمون آیۂ کریمہ کا بھی یعنے ہم اُن پر
ظلم نہین کرتے ہیں ولیکن وے اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہیں

اُس سے خبر دیتا ہی اسی طرح سے حد توسط کو اجناس فضایل کی تمام انواع مین قیاس کیا چاہیئے * چھتھا لمعہ * عدالت کی شرافت کے بیان کرنے مین * پہلے تمہید کے طور سے تقریر کی جاتی ہی کہ مطابق عقل و نقل کے ذات پاک حضرت حق جل و علا کی احاطۂ افہام سے باہر ہی اور اُسکے ایوان اجلال کا کنگرہ طائر بلند پرواز ادراک کی پرواز سے برتر بلکہ غایت سیر عقول بشری اور نہایت عروج قوت نظری کی وہ ہی کہ نسبت و اعتبارات کے واسطے سے جو باعتبار تعلق ذات اقدس کے ممکنات سے ہی ثابت ہوسے * بیت * بولا کہ غلط ہم سے نشان کب پاوے * رتبہ ہی ترا عالم صورت ہی کا * پر اول آئینہ جس مین رخسار اُس معشوق قدیم کا اہل عرفانکو دکھائی دیتا سو وحدت ہی نہ وہ وحدت جو مقابل ہی کثرت کے * کیونکہ وہ ایک سایہ ہی اُسکے سایون سے اور وہ وحدت بھی نہین جو اعداد مین ساری ہی اس لیئے کہ وہ ایک پرتو کے سوا نہین اُس کے جمال بے زوال کی تجلی سے بلکہ وہ وحدت ہی کہ اگر شمع جمال کو روشن کرے تو یہہ عالم کثرت پروانے کی مانند اُس کے آگے جل مرے * بیت * جو شمع جمال اپنی روشن کرے * کسے

تاب جو آنکھہ ٹھہراسکے * اُسکے جلال عالم سوز کی تجلی کے آگے ذرے دکھائی ندیوین اور کثرت مقام ظہور مین نہ ٹھہرے اور اسکی ذات پر کمال کی وسعت مین کوئی چیز شمار مین نہ آوے چنانچہ فحوا آیہ کریمہ کا * یعنے آج کسکی پادشاہت ہی خدا سے واحد قہار ہی کی ہی بیان اُسکا اچھی طرح سے کرتا ہی * بیت * مانک ہستی کا ہی شہ جز واحد قہار کون * شحنہ اُسکے قہر کے ہین اس مین ہی سیارکون * یہین سے ہی کہ اہل حکمت کے رئیسون اور مذہب کے بڑے مشائخون نے تصریح کی ہی کہ حق تعالی کی وحدت ذاتی اور ہی نوع وحدت کی مغایر ہی وحدت عددی کی چنانچہ شیخ کبیر امام خبیر عارفون کے پیشوا ابی محمد حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی معتقد کے صدر مین عبارت عربی سے مرقوم ہی معنے اُسکے یہ ہین * کہ خدا واحد ہی پر واحد عددی نہین اور مثل اُس واحد کے بھی نہین جو احاد مین ہی تصور اِس وحدت کا جون قانون ادراک عقلی کے طریقے سے باہر * اور بغیر روش کشف و عیان کے اُس تک پہنچنا متعذر ہی اور بسبب مشکل ہونے اِسی تصور کے فرمایا ہی حسب اللہ کا ذکر کیا جاے جس حال مین وہ واحد ہی نفرت کرین

دل اُن کے جو آخرت پر ایمان نہین لاتے * چنانچہ امام راغب
اور دوسرے محققون نے بھی تحقیق کی ہی * اور جو پرتو کہ دیدهٔ
عقل کو نظر آسکتا ہی سو وحدت عددی ہی کیونکہ بغیر اُسکی روشنی
کے کوئی چیز مقام ظہور مین آنہین سکتی * اور نہ ہونے سے
اُسکے کسی شخص کی بقا کی صورت ممکن نہین * اور حکماء
مشائیین کے نزدیک جو ارباب کشف وشہود کے امام ہیں
مقرر ہی کہ کمال ہر ایک صفت کا وہ ہی کہ اپنے ضدون سے
قریب ہونے اور ملنے کے گھیرے مین آوے * چنانچہ حق سبحانہ
تعالی کے مبارک اسمون مین مشاہدہ کیا جاتا ہی * هو الاول
والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم *
پس جو موجود ایسا ہو کہ باوجود اس کثرت احکام الہی کے
وحدت اِس مین ظاہر ہو تو وہ اشرف ہو سکتا ہی پر
دلکش آوازون اور اچھے نغمون اور موزون شعرون اور
اچھی صورتون مین جو تاثیر ہی سبب اُسکا شرف وحدت
تناسب کا ہی اور آثار غریبہ جو وفق اعداد پر مترتب ہین وہ
بھی اِسی قسم سے ہین اور حکمت کے بیچ مقرر ہی کہ جتنا مزاج
موافق اور وحدت حقیقی کی طرف نزدیک تر اور مائل ہووے

اُس میں جو صورت یا جو نقش پایا جاے افضل و اکمل ہوگا
اِسی واسطے سلسلۂ موالید میں جب کہ مزاج معادن کا وحدت
اعتدالی سے بعید ہی تو صورت نوعی اُسکی فقط مبدا ہی حفظ
ترکیب کا * پھر جب اِس مرتبے سے ترقی کرکے درجہ اعتدال
نباتی کو پہنچے ساتھ اُس حفظ ترکیب کے مبدا تغذیہ و تنمیہ و
تولید کا ہوتا ہی * اور اِس رتبے سے گذر کے جب
اعتدال حیوانی میں پہنچے تو اُن آثاروں کے ساتھ مبدا حس
و حرکت ارادی کا ہوتا ہی * جب اِس پاے کو چھوڑ کر
اعتدال انسانی کو پہنچے تو اُن تمام آثاروں کے ساتھ
مبدا نطق کا یعنے ادراک کلیات اور اُسکے توابع کا ہوتا ہی *
اور اشخاص انسانی کے مزاج اعتدال حقیقی کی طرف جس قدر
نزدیک ہوں کمالات اُن کی زیادہ تر ہوں یہاں تک
کہ درجۂ نبوت کو پہنچیں پھر اُنکے درمیان بھی بہت سے مراتب
متفاوت ہیں یہاں تک کہ رتبۂ ختم کو پہنچے جو مظہر ہی ہر ایک
کمال کا اور نہایت سب نہایتوں کی ہی کہ اُسکے آگے کوئی
مرتبہ نہیں * اور علم موسیقی میں مقرر ہوا ہی کہ کوئی نسبت
شریف تر مساوات کی نسبت سے نہیں اور جو نسبت وجوہ

انحلال کی کسی وجہ سے نسبت مواسات کی طرف رجوع نہ کرے وہ حد ملایمت سے خارج اور تنافر کے تحت مین داخل ہی * تبصرہ * جب اطراف کلام کی اِس مقام تک پہنچی تو اُن معنون کے بعضے کی تفصیل کی طرف اشارہ کرنا بہتر ہی اور بیان اُس کا جس طور پر کہ لائق اِس مقام کے ہو یہہ ہی کہ نغمہ وہ ایک آواز ہی جس مین ایک نوع کی درنگ ہوتی ہی* لیکن جس وقت حدت وثقل کی ایک حد معین مین مکرر ہو اور اُس سے کوئی تاثیر ایسی جو خاصیت تالیف کی ہی پیدا نہو تو اُس علم کے جاننے والے کی نظر اُسکی طرف نہین ہی * کیونکہ نظر اُسکی نغمون پر منحصر اِس وضع سے ہی کہ میانہ اُن کا مطابق حدت وثقل کے یا زمان متخلل کا میانہ درمیان اُن کے موافق مقدار کسی نسبت ملائم یا متنافر کے حاصل ہو* شق اول کو علم تالیف کہتے ہیْن اور ثانی کو علم ایقاع * اور جب حدت وثقل کے بیچ اختلاف پایا جاے تو بالضرور اُن نغمون کے درمیان کسی نسبت ملایم یا نسبت متنافر مین تفاوت پیدا ہوگا اِس لیئے کہ اگر تفاوت اُن کے درمیان مثل بالفعل سے یا مثل بالقوت بیے ہو تو ملائم ہی نہین تو متنافر * اور مراد

مثل بالفعل سے وہ ہی کہ قدر تفاضل اقل کے برابر ہو یہہ
اس صورت مین ہوسکتی ہی کہ ایک نغمہ دوسرے کا دوچند ہو
جیسے چار اور دو * چھہ اور تین * اِسے بعد ذي الکل کہتے ہیں *
اور مثل بالقوت سے مقصود یہہ ہی کہ جو مثل بالفعل نہین ہی
دونا کرنے سے مثل بالفعل ہوسکے اُس کی دو قسمین ہیں
ایک وہ ہی جو قدر تفاوت کي طرف سے قوت ہو. جیسے چھہ اور
چار * تفاوت اُن کے درمیان دو کا ہی * اور دو کے دونا کرنے
سے چار ہوتے ہیں * اِسے نسبت زائد بالجز کہتے ہیں * دوسری
وہ ہی کہ جن دونون کے درمیان تفاوت ہی اُن کے ایکھی کی
جانب سے قوت ہو. جیسے چھہ اور دو * کیونکہ تفاوت اُن کے
درمیان چار کا ہی پر دو کو کہ احد المتفاوتین ہی دوچند کرنے سے چار
ہوتے ہیں * اُسکو نسبت کثیر الاضعاف کہتے ہیں * اور جو نسبت کہ
اُن وجھون پر ہو یا اُن کی طرف راجع ہو وہ ملائم ہی * اور جو
برخلاف اُسکے ہو وہ متنافر ہی * اور یہانسے معلوم ہوا کہ جو دو نغمے کہ
انکے درمیان نسبت غیر عددی یعنے نسبت صمّی مین سے ہو وہ متنافر ہی *
نسبت صمّی عبارت اس نسبت سے ہی کہ وہ ایسے دو مقدار ونکے
بیچ ہو کہ کوئی مقدار ان دونون کو ایک ساتھہ کھو نہ سکے *

جو خاصیت مقدارون کی ہی اور وہ عدد کے بیچ پائی نہ جاوے اور
متنافر ہو مثال اس کی وہ نغمہ ہی جو تمام وتر سے یا اس کے اس
جز سے پیدا ہو کہ نسبت اسکی کل کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت
ضلع مربع کی اسکی قطر کی طرف ہی اور جو نسبت ان دونون کے
درمیان عددی ہو پر اقل مفنی اکثر کا نہو اور ان دو عددون کے
کے بیچ تفاوت اُس جز سے نہو جو بالقوۃ عدد زائد کے برابر ہو سکے
اور اُسکی کسی نسبت ملائم کی طرف اُن وجہون سے بھی رجوع نکرسے
جنکا بیان شرحوار ہو گا تو وہ البتہ متنافر ہی مانند اُن دونون نغمون
کے جو ایک دوسرے پر زیادہ مقدار چار سبع کے ہو * مثلاً
ایک نغمہ سات کا دوسرا گیارہ کا ہو کہ تفاوت اُن کے درمیان
چار سبع کا ہی نہ سات کا کہ اقل ہی تضعیف سے گیارہ ہو تا ہی
اور نہ چار سبع کہ قدر تفاوت ہی اور اگر اقل مفنی اکثر کا ہو
تو اُسّے خالی نہیں کہ قدر تفاوت اقل کے برابر ہی یا اُسّے زیادہ
اول نسبت نصف و ضعف کی ہی اس کو بعد ذی الکل کہتے ہیں
اور ثانی کا نام کثیر الاضعاف ہی اور اگر تفاوت اُنکے درمیان
اُس جز سے ہی جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہو سکتا ہی اگر وہ جز
نصف اور نا دون نصف کو جیسے بعد ذی الکل کہتے ہیں نسبت

عددی سے نکھو وے جیسے نصف اور ثلث ہی اِسے ابعاد وسطیٰ کھتے ہیں، وہ اُنھیں دو صورت میں منحصر ہی * اور اگر تفاوت ربع و سدس سے ہو تو جز و تفاوت نصف کو اور جو سبع و خمس سے ہو تو مادون نصف کو کھو دیگا * لیکن ابعاد وسطی کی پہلی قسم کو بعد ذی الخمسہ کھتے ہیں. جیسے دو اور تین * اور دوسری قسم کو بعد ذی الاربعہ کھتے ہیں. جیسے تین اور چار اور اگر تفاوت اُس جز سے ہو جو نصف اور مادون نصف کو کھوندے اُسکا نام ابعاد صغار ہی اور وہ زائد بالربع ہوتا ہی اور یہ قسمیں تمام دو عددون کے درمیان تداخل کے ساتھ یا اُس جز کے تفاوت کے ساتھ متحقق ہیں جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہو سکے ان قسمون تک کہ تفاوت محسوس ہو سکتا ہی لیکن حلق انسانی سے اُنکا ادا ہونا اگر ممکن ہو تو ملائم و معتبر ہیں اور جو تفاوت اُس مرتبے سے ہو کہ کچھ معلوم نہیں ہوتا یا بہت کم محسوس ہو یا حلق انسانی سے اخراج اُنکا محال ہو تو موسیقی والے کی نظر میں اُنکا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ جس صورت میں کچھ معلوم نہو یا تھوڑا تفاوت محسوس ہوتا ہی تو اُس صورت میں علم تالیف سے جو لذت معتبر مطلوب ہی حاصل نہوگی لیکن وجہ اخیر کی

صورت مین اگرچہ اخراج اُنکا دوسرے آلات سے ممکن ہی
لیکن جب کہ وے طبیعت انسانی کے طریقے کے جونسبتین اصوات
حلقی کی ہیئن برخلاف ہوئین تو طبیعت انسانی کی زیادہ رغبت
اُسکی طرف نہوگی * اور لذت معتد بہ اُس سے پہنچائی جاگی * حالانکہ
فن موسیقی زیادہ لذت کے لیئے موضوع ہی پس جو نغمہ کہ
برعکس اُسکے ہی وہ مدنظر اِس فن کا نہوگا یہان سے معلوم ہوا
کہ جو نسبت برخلاف نسبت آواز حلق اِنسانی کے ہی وہ
معتبر نہین * اور نہایت نسبت اصوات حلقی کی بہ حسب استقرا
کے بڑے بُعدون مین وہ ہی کہ ایک نغمہ دوسریکا دو چند
ہو جیسے ایک اور چار اور چھوٹے بعدون مین وہ ہی کہ ایک
زائد ہو چھتیس جزون مین سے کسی جز سے یعنے ایک ۳۶ کا
ہو دوسرا ۳۷ کا اِسکے اوپر جو مرتبے ہیئن سو معتبر نہین *
اما بیان اُسکا کہ ایک نسبت دوسری کی طرف کس طرح سے
رجوع کرسے پہ ہی کہ باوجود اسکے جو نسبت ضعفی کہ اُسے نسبت
مثلی کہتے ہیئن وہ سب نسبتون کی اصل اور سب سے
اشرف ہی اور وہ اپنی نہایت شرافت سے اور بہ سبب قریب
ہونے کے وحدت کی طرف ہر ایک جانب اُسکی دوسری کے قایم

مقام اُس وضع سے ہوتی ہی کہ ملائمت جون کی تون باقی رہتی
ہی * یعنے اگر ایک نغمہ دونا ہو اور دوسرا آدھا پھر اُس آدھے
کو اگر اُس دونے کی جگہہ میں رکھیں یا بر عکس اِسکے کریں تو سُر کا
رشتہ نہ توٹے اور گانے کا تار ویسا ہی باقی رہے مثلاً ایک نغمہ
آٹھہ کا ہو جو دونا ہی چار کا اگر اُس چار کے مقام میں آٹھہ کو
رکھیں اور تین کے نغمہ کے ساتھہ گانے لگیں تو اُس آٹھہ اور
تین سے ایک بعد ملائم پیدا ہوگا باوجود اِسکے کہ اُن کے درمیان
اتفاق اچھا نہیں ہی لیکن ملائمت اُن کی اِس لیئے ہی کہ چار
جو نصف آٹھہ کا ہی تین کے ساتھہ ملائمت رکھتا ہی اور تین کی
طرف سے اگر تو بھی اعتبار کرے اور کہے کہ تین نصف ہی چھہ کا
اُسکے اور آٹھہ کے درمیان ملائمت ہی تو بھی مقصد پورا ہوگا *
اور بہر صورت راجع طرف بعد ذی الاربعہ کے ہوگا اور جو پانچ کو
تین کے ساتھہ استعمال کریں ملائم ہو * اور ابعاد صغار کی
طرف رجوع کرے اِسلئے کہ پانچ اور چھہ کے بیچ ایک نسبت
ملائم ہی چھوٹے بعدون سے اور تین قائم مقام چھہ کا ہی یا کہون
کہ درمیان اڑھائی اور تین کے نسبت چھوٹے بعدون کی ہی
اور پانچ قائم مقام اڑھائی کے ہی اور اُن صورتون کو تمام

متفق باتفاق ثانی کہتے ہیں * اِس مقام میں صاحب بصیرت کو
معلوم ہو کہ بعد ذی الخمسہ کو بعد کثیر الاضعاف اور بعد
ذی الاربع کی طرف اور بعد ذی الاربع کو بعد ذی الخمسہ
کی طرف رجوع کرسکتے ہیں کیونکہ اگر پہلی صورت میں دو کو قائم
مقام چار کے خیال کریں تو بعد ذی الاربع کی طرف رجوع کرے
اور جو تین کو چھہ کی جگہہ میں تصور کریں تو بعد کثیر الاضعاف کی
طرف رجوع کرے * اور دوسری صورت میں اگر تین کو قائم
مقام چھہ کے فرض کریں تو بعد ذی الخمسہ کی طرف راجع ہو
اور بعد ذی الکل کی شرافت واصالت میں سے جو زیادت
اُسکی مثال بالفعل سے ہی یہہ ہی کہ وہ بعد اوسط کی طرف واسطۂ
عددی اور واسطۂ تالیفی دونوں سے منقسم ہوتا ہی * لیکن
مراد واسطۂ عددی سے وہ عدد ہی کہ دو عددوں کے بیچ متوسط
اِس طور سے ہو کہ نسبت اُسکی باعتبار قرب و بعد کے دونوںکی
طرف برابر رہے جیسے چار متوسط ہی درمیان چھہ اور دو کے *
اور عبارت واسطۂ تالیفی سے ایک عدد ہی جسکی زیادت
کی نسبت جو اُسے اقل کے اوپر ہی اور کسی عدد زائد کی زیادت
کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت عدد اقل کی اکثر کی طرف ہی

جیسے چار دو کی نسبت کی برابر اور جو نسبت اُن کے درمیان واسطۂ تالیفی ہی سو تین اور چھہ کے بیچ ہی کیونکہ زیادت چار کی تین کے اوپر جو واسطہ تالیفی ہی درمیان تین اور چھہ کے ایکھی ہی اور چھہ کی زیادت چار اور دو کے اوپر اور نسبت اُن دونون کے بیچ ویسی ہی جیسی نسبت ہی درمیان تین اور چھہ کے * پر بیان پہلی صورت کا اس طور سے ہی کہ چار کی نسبت دو کی طرف بعد ذی الکل ہی اور جب تین کو جو واسطۂ عددی ہی اُن کے بیچ لاوین دو نسبتین پیدا ہون ایک درمیان دو اور تین کے یہہ بعد ذی الخمس ہی دوسری درمیان تین اور چار کے وہ بعد ذی الاربعہ ہی * اور تقریر دوسری صورت کی یہہ ہی کہ نسبت چھہ کی تین کی طرف بعد ذی الکل ہی اور چار کو جو نسبت تالیفی ہی اگر درمیان اُن کے متوسط کرین دو نسبتین حاصل ہون ایک نسبت چار کی تین کی طرف یہہ بعد ذی الاربعہ ہی دوسری نسبت چار کی چھہ کی طرف وہ بعد ذی الخمس ہی اور اِس تفصیل سے نسبت ضعفی بعد ذی الکل کی وجہ تسمیہ اور نسبت تالیفی دونون کی معلوم ہوئی اِس تمہید کے رو سے معلوم ہوا کہ تمام ابعاد ملائم نسبت

مساوات کی طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ بعد ذی الکل میں قدر تفاضل مثل بالفعل ہی * اور دوسری صورتون مین مثل بالفعل کے جدا ہونے سے مماثلت بالقوت قدر تفاضل کی جانب سے یا جنکے درمیان تفاوت ہی اُن کی کسی طرف سے یا مماثلت بالذات یا بالواسطہ ہی * جیسے تفصیل اُسکی ہوئی * پس ملائمت کا مرجع مماثلت ہی جو ظل وحدت کا ہی * اور قدیم حکیمون کے نزدیک نسبت کی پہچان اور اُسکی وجہون کے استنباط کرنے اور اُسکے وسیلے سے اور اچھے اچھے علمون کے حاصل کرنے مین بڑا اعتبار ہی پر نسبت عددی اور نسبت ہندسی اور نسبت تالیفی مشہور نسبتون مین سے ہی نسبت عددی سابق تقریر سے معلوم ہوئی اور نسبت ہندسی وہ ہی کہ اول کی نسبت دوسری کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت دوسری کی تیسری کی طرف اِسے نسبت متصلہ کہتے ہین یا جیسی تیسری کی چوتھے کی طرف ہو اسکو نسبت منفصلہ کہتے ہین نسبت تالیفی وہ ہی کہ اوسط و اصغر کے درمیان جس قدر تفاوت ہی اُسکی نسبت اوسط و اکبر کی قدر تفاوت کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت اصغر کی اکبر کی طرف ہی جیسے مذکور ہوا اور اُن دونو کے استخراج کے

قاعدے ارثماطیقی کی کتابون مین مذکور ہین اور علم ہندسہ سے بھی معلوم ہوتے ہین * اور اکثر دقیقے علوم کے اور حکمت کے بہت سے اسرار نسبت کے احکام پر مبتنی ہین فیثاغورس سے منقول ہی کہ قواعد موسیقی کو آسمانون کی آوازون سے نکالا اور اُسنے یہہ کہا ہی کہ کوئی خوش آیند نغمہ آسمانون کی آواز سے نہین اگرچہ اِس بات کو حکیمون کے بعضے فاضلون نے ظاہر کے اوپر قیاس کیا اور کہا ہی کہ آواز کا سبب ہوا کے زور شور سے چلنے پر موقوف نہین لیکن شاید اُس سے بطریق کنائے کے اِس نسبت شریف کی طرف اشارہ ہو جو حرکات فلکی کے درمیان ہی زمانہ کی جلد روی یا آہستگی کے مطابق جو اُسکے تابع مین واقع ہی کیونکہ یقین ہی کہ کوئی ایسی ایک نسبت شریف ہوگی جو مدار ہی عالم کون و فساد کے انتظام کا * بس تعجب نہین کہ اُس نسبت یا اُسکے قریب کو اگر نغمون اور آوازون مین تقلید کرین تو نہایت بہتر اور دلچسب ہو جسکو خدا نے دانائی بخشی سو جانتا ہی کہ روح کا متعلق ہونا بدن سے اِس لیئے ہی کہ ایک نسبت شریف اعتدال کی اجزاے عناصر مین حاصل

ہوئی ہی اور اِسی واسطے جب وہ چھوٹ جاتی ہین وہ تعلق بھی جاتا رہتا ہی بس حقیقت کے روسے روح عاشق ہی اُسی نسبت کی اور اسی سبب سے ہی کہ جہان کہین اچھی نسبت پائی جاسے موجب دلچسپی اور رغبت قلبی کا ہو جیسے خوبصورتی کہ عبارت ہی تناسب اعضا سے اور بلاغت و فصاحت جو عبارت ایک مناسبت خاص سے ہی اجزاے کلام کے بیچ اِس وضع سے کہ موافق مدعا کے طریقہ گفتگو کا محفوظ رہے اور تاثیر نغمون کی بھی بسبب تناسب کے ہی جیسے بیان ہوا اور تحقیق یہہ کہ وہ ایک معنی ہی اگر اجزای عنصری مین جو آپس مین ملے ہوئے ہین پائی جاسے تو اعتدال مزاج ہی * اگر نغمون کے درمیان ہو اُسکا نام خوش الحان * اور جو چال و چلن مین حاصل ہو ناز و کرشمہ * اور اگر گفتگو مین ظاہر ہو تو فصاحت و بلاغت * اور جو اعضا کے درمیان ہو تو خوب صورتی * اور اگر ملکات نفسانی کے بیچ ہو تو عدالت ہی * نفس انسانی ہر ایک مقام مین عاشق و طالب اُسی معنی کا ہی جس رنگ مین دکھائی دے اور جس لباس کے ساتھہ نمود ہو * بیت * ہی مجکو چاہ جس کی وہ جس مکان مین ہو * حیوان مین

ٹھوڑ ہو یا اِنس و جان مین ہو * جنّے سے یا قبا سے جو ہو اپنی
سج بنا * پہچان لونگا تیرے تئین جس نشان مین ہو * تبصرہ *
تفہیم اِس لمعے کی سابق بحثون کے درمیان معلوم ہوئی کہ مدار
عدالت کا رعایت کرنی اُس مناسبت کی ہی جو وحدت کی طرف
رجوع کرتی ہی * پس جب کہ اعتبار عدالت کا اُن کامون پر
موقوف ہوا جو عالم معاش کے بندوبست کے وسیلے ہین تو اُس اعتبار
کی تین قسمین ہوئین اِس لیئے کہ وہ کام تین نوع کے ہین *
ایک وہ ہی جو تقسیم اموال اور بخشش سے تعلق رکھے *
دوسری وہ جو معاملے اور داد و ستد مین ہی * تیسری سیاست
و تادیب سے علاقہ رکھتی ہی * لیکن اُن تینون صورتون مین
تناسب درکار ہی * پر قسم اول مین کہتے ہین جب نسبت
اِس شخص کی اس مال اور اس بخشش کے ساتھہ مانند نسبت
اُس آدمی کے ہی جو مرتبے یا ایسے مال یا ایسی بخشش مین جو
نظیر اُس بخشش کی ہی اُس مال سے برابر آ کے ہو پس
یہہ بخشش حق اُسکا ہی اگر کچھہ زیادتی یا نقصان اُس مین ہو تو
تدارک اُسکا واجب ہی یہہ نسبت منفصلہ سے تشبیہ رکھتی ہی *
اور دوسری قسم مین کدھی نسبت منفصلہ کو استعمال

گھٹنے اور رکھنی نسبت متصلہ کو * پہلی جیسے کہے تو کہ نسبت اس بزازی اس کپڑے سے کیسی ہی جیسے اس بڑھئی کی اس چوکی سے ہی تو معاوضے میں کچھ ظلم نہیں * اور دوسری جیسے کہے تو کہ نسبت اس کپڑے کی اس سونے کے ساتھہ کیسی ہی جیسی نسبت اس سونے کی اس چوکی سے ہی پس اگر کپڑے کو چوکی سے معاوضہ کریں تو حیف نہیں یہہ مثال اخلاق ناصری میں اسی طرح سے مذکور ہی لیکن اُس میں خلل ظاہر ہی ہاں اگر نسبت کپڑے کی سونے سے مانند نسبت کرسی کی سونے سے ہو تو معاوضے میں حیف نہیں ہوتا ہی ولیکن یہہ نسبت متصلہ نہیں ہی جیسے سابق اُسکی تعریف سے معلوم ہوا پر تیسری قسم میں جو نسبت معتبر ہی وہ نسبت ہندسی کی مشابہ ہی جیسا کہے تو کہ نسبت اس شخص کی اپنے مرتبے کے ساتھہ مانند نسبت اور ایک شخص کی ہی اسکے مرتبے سے * پس اگر اس شخص سے بھائی پر کچھ ظلم یا کچھ نقصان اُسکا ہو تو اُسی نسبت سے اُسکا بدلا کرنا واجب ہی تا عدالت برقرار رہے * غرض مرتبہ اعتدال کو نگاہ رکھنا اور اُس سے امور ناملائم کو دفع کرنا بغیر پہچانے وسط کے حاصل نہیں ہوتا * ہر نگاہ کہ سابق

تقریروں سے ظاہر ہوا کہ وسط کو دریافت کرنا نہایت مشکل
ہی پس شریعت الٰہی کی طرف جو میزان حق و باطل کی ہی
رجوع کیا چاہیئے تا وحدت حق کا جوہر اُس سے پورا کرے اور
جب کہ انسان کی طبیعت مقتضی اُسکی ہی کہ شہر و آبادی
میں رہے اور ایک دوسرے سے کاروبار کیا کرے اور
زندگانی اُسکی بغیر شراکت و اعانت کے ممکن نہیں اور
مشارکت میں بھی دینا لینا عوض و معاوضہ ضرور ہی * مثلاً
نان بائی کسان کے لیئے روٹی پکانا اور کسان اُسکے واسطے
کھیتی کرتا ہی * اور درزی جولاہے کی خاطر کپڑا سینا اور جولاہا
اُسکے لیئے کپڑا بنتا ہی * اور اسی طرح کے بہت سے کام ہیں
لیکن اِس عالم احتیاج کے جدے جدے کام کے درمیان ایکھی
چیز ایسی جو دونوں جانب کی تھامنے والی ہو نہیں ہو سکتی
پس اسی واسطے احتیاج ہوئی کہ پیسے کو درمیان لاویئے *
کیونکہ اُسّے تکفل اُسکا ہو سکتا اور نام اُسکا عادل متوسط ہی
لیکن جب کہ وہ بے زبان ہی اِس لیئے پھر ایک عادل گویا کی
طرف احتیاج ہوئی اور وہ پادشاہ عادل ہی * پس حضرت
حق تعالیٰ نے بنی نوع انسان میں سے ایک پادشاہ کو مقرر کیا

اور سپہر و شمشیر سے اُسکی تائید کی کہ اگر کوئی پیسے کی عدالت سے منکر ہو اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور رسید ھی راہ سے پھر جاے تو شمشیر قاطع سے اُسکا سر براہ کرے پس احتیاط عدالت کی تین چیزون سے متصور ہوتی ہی ٭ ایک شرع مقدس الہی ٭ دوسری پادشاہ عادل ٭ تیسری پیسا ٭ چنانچہ حکیمون نے کہا ہی ٭ پہلا ناموس شریعت الہی ہی ٭ دوسرا ناموس پادشاہ جو تابع اُسکے ہی کیونکہ دین اور پادشاہی دونون توامان ہیںن ٭ تیسرا ناموس پیسا ہی ٭ اور ناموس اُنکی زبان مین سیاست کو کہتے ہیںن ٭ پر ناموس اکبر جو شرع ہی چاہیے کہ سب اُسکی تبعیت کرین ٭ اور دوسرا ناموس جو پادشاہ ہی وہ رعایا کی آسایش مین رہے ٭ اور تیسرا ناموس جو پیسا ہی لازم ہی کہ پادشاہ کے اختیار مین ہو ٭ چنانچہ نص قرانی مین بھی اُسکی طرف اشارہ ہوا ہی معنے اُسکے یہ ہیںن اور ہمنے اُن کے ساتھہ کتاب اور میزان کو اِس لیئے نازل کیا کہ انسان عدالت پر قایم رہے اور اُتارا ہم نے لوہے کو اُس مین سخت ذر اور آدمیون کے لیئے منفعت ہی ٭ کیونکہ کتاب سے اِشارہ شریعت کی طرف ہی اور میزان سے کنایہ

اُسکا ہی جوہر ایک شی کے اندازے کی ترازو اور اُن چیزون
کی نسبت کے پہچاننے کا جنکے درمیان تفاوت ہی سبب ہو
پیدا اُن مین داخل ہی * اور نوجہ سے اشارہ ہی اُس تلوار
کی طرف جو بادشاہ جنگ جو اور سیاست خو کے قبضۂ
اقتدار مین ہو * پس اُن باتون کے مقابل ظالم تین شخص
ٹھہرے * پہلا بڑا ظالم وہ ہی جو شریعت الٰہی کی اطاعت
نہ کرے وہ بدکار اور کافر کہلاتا ہی * دوسرا ظالم اُس سے
چھوٹا وہ ہی جو پادشاہ وقت کی متابعت سے سر پھیرے
اُسے باغی کہتے ہین * تیسرا ظالم اُسّے چھوٹا وہ ہی جو عدالت
کی راہ پر کہ پیسے کے سبب بنتی ہی نہ چلے اور اپنے حق سے
زیادہ طلب کرے اُس کا نام چور اور خیانت کرنے والا ہی
لیکن فساد اُن دونون کا تیسرے سے بہت ہی بڑا ہی کیونکہ
جو کوئی شریعت الٰہی کے امر و نہی کے دائرے سے نکلے بار آئینہ
وہ اُن دونون ناموسون مین سے کسی کی اطاعت نہ کریگا
اور اُسّے ہر قسم کے فساد پیدا ہو سکتے ہین جو شخص کہ
پادشاہ وقت کے حکم سے سر پیچی کرے اور اس آیۂ کریمہ
کے مضمون پر جسکے معنے یہ ہین * کہ تم اطاعت کرو خدا کی اور

اطاعت کرو اُسکے رسول اور اُن لوگون کی جو تم مین سے صاحب حکم ہین * عمل نہ کرے تو بادشاہ حقیقی کے حلقۂ فرمان سے باہر ہو اور ہر طرح کی بدعت اُسّے متصور ہی اِس صورت مین سب کو لازم ہی کہ بقدر امکان اُسکے دفع کرنے کے لیئے سعی کرین * حکایت * نامور بادشاہون کی اخبار کے لکھنے والون نے تواریخ کی کتابون مین یون نقل کی ہی * کہ ملک شاہ بادشاہ اگلے زمانے کے بادشاہون مین سے اور اُس وقت کی بادشاہت کا سررشتہ اُس کے قبضۂ اقتدار مین تھا پیل گردون اُسکی اطاعت کی عماری اُٹھاتا اور ابلق ایام اُس کے امر و نہی کا تازیانہ سہتا * رمضان کی اُنتیسوین تاریخ کو قصبۂ نیشاپور مین اُس نے فتح کے جھنڈے بلند کیئے اور صفحۂ خاطر کو ہر ایک نوع کی کدورت سے پاک و صفا کیا * شام کے وقت جون ہین شاہ خورشید ملک مغرب کی طرف متوجہ ہوا اور خیمۂ زرین کو دریا کے کنارے پر کھڑا کیا اور دن کے شور و غوغا کے سبب غروب کے خلوت خانے مین آرام فرمایا اور روزہ دارونکی آنکھین یعقوب کے مانند یوسف عید کے انتظار مین دن کی مثال سفید ہوگئین تھین چاہتے تھے کہ ہلال عید

جو یوسف کنعانی کی آبرو کے برابر ہی پیشانی فلک پر نمود ہوا سر
لیئے اپنے اپنے سینے کی انگیٹھی مین لبان ہوس کا آتش
اشتیاق سے جلاتے تھے اور مارے گرسنگی کے بدحواس
ہو رہے تھے * نہایت گھبراہٹ سے ہر ایک شخص چاند دیکھنے کو
چھت کے اوپر چڑھا از بسکہ غلبۂ خیال سے ہر ایک ٹکڑا مینہہ کا
اُنکی آنکھون مین ہلال کی مانند نظر آیا * بیت * یان تک
سما گیا تو دل بے قرار مین * تیرے سوا نہ سوجھے کچھ اس
چشم زار مین * القصہ درگاہ کے مقربون نے عید کے لالچ سے
شرع کے مقدمون اور دین کی شرطون سے آنکھہ چھپا کر
بادشاہ کے حضور عرض کی کہ عید کا چاند نظر آیا اور شاہ کو اپسر
لائے کہ ارشاد ہوا شہر مین منادی پھیر دین کہ کل عید ہی اُس
عصر مین امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک جوینی جو بڑے
مجتہدون مین سے اور امام شافعی کے چچیرے بھائی اور امام
حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی کے استاد ہین مسند نشین فتوا
و اجتہاد کے تھے * جب اس ماجرا سے واقف ہوئے فی الفور
اعلام کیا کہ ابو المعالی کہتا ہی کہ کل رمضان ہی جو کہ میرے
فتوا پر عمل کرے چاہیئے کہ صبح روزہ رکھے * جب بادشاہ کے

حواشیون کو اُسکی خبر ہوئی اِس بات کو بری طرح سے اظہار
کیا اور عرض کی کہ ابو المعالی نے خلاف حکم سلطانی کے کیا
ہر گاہ کہ عوام خلائق اِس دیار کے اُسکے معتقد ہیں اُسی کے فتوا پر
عمل کرینگے یہہ حرکت دولت بادشاہی کے لائق اور آپ کی
شان کے موافق نہین بادشاہ اسبات سے بہت غصے ہوا لیکن
ازبسکہ نیک ذات اور درست عقیدہ تھا اور اہل علم کی عزت
اپنے اوپر فرض جانتا اور اپنی استعداد کے مطابق امام الحرمین
کے رتبے سے بھی واقف تھا * ارکان دولت سے کہنے لگا کہ
تم جاؤ * امام کو مہربانی اور حرمت کے ساتھہ میرے آگے لاؤ *
ہرچند وے کہنے لگے کہ اُسنے حضرت کا حکم نمانا پھر اسکو حرمت
سے کیون بلائیے * ارشاد ہوا کہ جب تک اُسکی بات نہ سنون
مین ایک خبر کے سنتے ہی ایسے بزرگ کو بے حرمت نہین کرسکتا
ہون * الغرض جب امام الحرمین کے پاس فرمان پہنچایا
جو کپڑے کہ گھر مین پہنے ہوئے تھے اُسی کپڑے سے بارگاہ
سلطانی مین آئے * چوبدارون نے حضور مین عرض کی کہ
امام نے اتنی نافرمانی پر اکتفا کیا * گھر مین جس لباس سے تھا
اُسی لباس کے ساتھہ بارگاہ معلی مین حاضر ہوا * اور محفل شاہی کا

کچھ ملاحظہ نہین کرتا ہی * بادشاہ یہہ سنکر زیادہ غصّے ہوا اور
دیوان خانے کے داروغہ کو بھیجا کہ کس لیئے اِس حالت سے
آتا ہی کیا نہین جانتا کہ بادشاہونکی مجلس مین اِس طور سے
جانا بے ادبی ہی * تب امام آواز بلند سے کہنے لگے کہ بادشاہ کو
لازم ہی کہ اپنی بات کا جواب آپ ہی سنے * اِس اپنے کہ
اورون کو مقدور نہین جو تقریر اُسکی بخوبی حضور مین عرض کرین *
غرض جب حضور تک پہنچا کہنے لگا ای بادشاہ مین اِسی کپڑے
سے نماز ادا کرتا ہون اور درست ہی * تو جس لباس سے
خدا تعالی کی بندگی مین حاضر ہو سکیئے وہ بادشاہ کی بندگی کے بھی
لائق ہی لیکن جب کہ عادت اِس طرح کی ہی کہ ایسے کپڑدن
سے شاہون کے حضور نہین جاتے دل مین گذرا کہ پاس ادب کا
کرون اچھے کپڑے اور موزے پہن کر حاضر ہون پر جس وقت
حکم عالی پہنچا اِسی لباس سے مین بیٹھا ہوا تھا ڈر گیا کہ جب
تک کپڑے بدلون اور کچھ دیری ہو تو بہ سبب اُسکے فرشتے
میرے نام کو بادشاہ اسلام کے باغیون کے دفتر مین لکھین بلکہ
اسی پاپجامے سے جو مین پہنے ہوئے بیٹھا تھا اگر آتا تو بادشاہ کے حکم
بجالانے کے لیئے جلدی کے ثواب سے محروم نہوتا * بادشاہ نے

فرمایا اگر اطاعت سلطانی کو اس مرتبے سے تو واجب جانتا ہی * تو میرے حکم کے برخلاف کسواسطے منادی پھروانا ہی * جواب دیا کہ جو بات فرمان بادشاہی سے علاقہ رکھتی ہی اُسکا مجھے قبول کرنا واجب ہی * پر جسکا تعلق فتوا سے ہی لازم ہی کہ مجھسے پوچھین * کیونکہ احکام شرعی اور رسوم دینی مین حکم علماہی کا ہی * روزہ رکھنا عید کرنا فتوا سے علاقہ رکھتا ہی نہ سلطان کے حکم سے * جب یہہ باب ذہن نشین سلطان کے ہوئی غصے کی آگ رضامندی کے پانی سے بجھائی اور امام کو انواع نوازش و بخشش کے ساتھہ رخصت کیا الحمد للہ کہ اس زمان فرخندہ اوانمین جو شاہزادۂ عالمیان کی صبح ظہور کا نور حضرت صاحب قرانکی بمن دولت اور حضرت بادشاہ کی تاثیر عدالت سے اللہ تعالی اُنکا ملک اور غلبہ ہمیشہ رکھے کہ عالم اُنکی عدالت گستری اور شریعت پروری سے روشن اور گریبان افلاک اُنکی مرحمت و مہربانی سے معطر ہی گروہ خلایق کی مصلحتون کا مدار اور احکام شریعت غرا کی اصل ہی جب تک ہلال سلطانی خورشید کے ساتھہ تربیت سے مدارج کمال کو پہنچے حق سبحانہ تعالی حضرت سلطان سلیمان مکان اصف

نشان کے ہلال دولت کو حضرت صاحب قران سکندر زمان
مخدوم اکابر دوران کے پرتو انوار میں پہنچا کر زوال کے چشم
زخم سے محفوظ اور آسمان اُبہت و جلال کے اُن دونون
نیرون کے سعادت و اقبال کے ستارون کو مغرب وبال کی
علامت سے مامون رکھیے * مثنوی * الٰہی تو میری دعا کر قبول *
بحق پیمبر و آل رسول * تنویر * حکیم ارسطا طالیس نے
کہا ہی کہ عدالت فضیلت کے جز کے برابر ہی بلکہ وہ تمام فضیلت
ہی * اور ظلم جو مقابل اُسکے ہی رذیلت کے جز کے مقابل ہی
بلکہ وہ سر تا پا رذیلت ہی * لیکن عدالت پہلے شخص اور
اُسکے خصائل سے علاقہ رکھتی ہی جیسے اُسکی طرف اشارہ
ہوا ہی پھر اُسکے شریکون کے ساتھہ اہل خانہ یا شہر کے
رہنیوالون میں سے ہون * اسی واسطے پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ
والسلام نے فرمایا ہی * کہ ہر ایک تم میں سے اپنے اعضا سے
جسمانی اور قواے نفسانی کا نگہبان ہی * وہ قیامت میں پوچھا
جائیگا اُنکے احوال سے * اور جب فرمایا کہ عادل لوگ منبر کے
اوپر حق سبحانہ تعالیٰ کے نور کی مثال ہیں * صحابیون نے پوچھا
وے کون آدمی ہیں * فرمایا وے جو پہلے اپنے حق میں اور اپنی

اولاد کے حق میں عدالت کریں * پھر اُن کے حق میں جو اُنکے نائب میں اور اُنکے تابع فرمان رہیں * حکیموں نے بطور تمثیل کے کہا ہی * جو چراغ کہ اپنے پاس ہی اگر اُسے روشن نہیں رکھہ سکتا ہی پس جو کہ اُس سے تفاوت ہی بطریق اولی اُسکو روشن نہیں رکھہ سکیگا * یعنے جو کوئی اپنی اور اپنے خصائل اور اعضا کی عدالت سے عاجز رہے پھر اُس سے اہل خانہ اور شہریوں کی عدالت متصور نہیں ہی * چاہیئے کہ پہلے اپنے تن بدن کی عدالت سے خبردار ہو اور افراط تفریط کی مضرت سے احتراز کرے بعد اُسکے گھر کے لوگوں یا شہر کے رہنے والوں سے وہی طریق سلوک رکھے اور نائب خداوند تعالی کا کہلاوے * حکیموں نے کہا ہی کہ جب خلق اللہ کے بندوبست کی ڈوری ایسے بزرگ کے قبضۂ اقتدار میں رہے تو زمانے کے انتظام کا سررشتہ بخوبی مستحکم ہو * اور اُسکے مبارک دور کی تاثیر سے کھیتی اور نسل میں برکت پیدا ہو * روایت ہی کہ کسری کے خزانے میں ایک تھیلا پایا اُس میں گیہوں کے دانے ازبسکہ بڑے بڑے چھوہارے کی مثال تھے اُس تھیلے پر لکھا تھا کہ جس زمانے میں بادشاہوں کی عدالت

نہایت کامل تھی برکت اِسی مرتبے مین تھی * درست ہی کہ اِس زمان واضح برہان مین حضرت خاقان صاحب زمان کی عطوفت و رحمت کی برکت سے تھوڑی مدت کے بیچ ہر طرح کی جمعیت و خاطر جمعی اہل بلاد اور کافہ عباد کو پہنچی اور ملکون کا میدان جو ظالمون کے ظلم سے پایمال ہلاکت کا ہو گیا تھا آبادی پر آیا یہہ نشانی نزول رحمت اور علامت حصول برکت کی ہی * بیت * خدایا تو ملک اِسے آباد رکھہ * دل خلق کو خرم و شاد رکھہ * ساتوان لمعہ * عدالت کی قسمون مین *

ارسطاطالیس نے تقسیم اِسکی تین قسمون سے کی ہی * ایک وہ ہی کہ اسپر اقدام کرنا اِس لیئے ہی کہ حق تعالی کی بندگی کا حق ادا کیا جاسے کیونکہ اُسکی مہربانی نے بے سابقۂ استحقاق کے خلعت وجود کی مین ہر ایک موجود کو انعام فرمایا * اور اپنے خزانۂ احسان مین سے اِس عالم امکان کی ہر ایک شی کو بے شمار نعمتون سے نوازش کیا * پس اقتضا عدالت کا یہہ ہے کہ ہر ایک متنفس اپنے اور اس حق کے درمیان جو لازم ہی اُسی کے بجالانے مین طریق مستحسن کو نگاہ رکھے اور اُسکی بندگی کے چلن مین کسی طرح سے قصور نہ کرے * دوسری وہ جو

متعلق ہی اپنی نوع کے شرکاوسے مثلا بادشاہونکی تعظیم * علما اور آیمۂ دین کی تکریم کرنی * آمانتون کو پھیر دینا * معاملے مین انصاف کرنا * تیسری وہ ہی کہ جو گذرے اُنکے حق سے ادا ہونا اِس طور پر کہ اُن کے اموال مین سے اُنکے قرضون کو آدا کرے * وصیتون کو بجالاے اور جو اُسکی مثال سے ہو * جو شخص احکام شریعت سے آگاہ اور پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کے اخلاق سے خبردار ہی سو جانتا ہی کہ حضرت نے بہ حکم اسکے کہ ہر قسم کی زبان اُن کو عنایت کی ہی * اکثر مقام مین عبارت فصیح اور اشارۂ صریح سے اقسام عدالت کا بیان فرمایا اُن مین سے ایک اشارہ یہہ ہی * کہ فرمایا ہی تعظیم خدا کے حکم کی اور مہربانی خلق اللہ کے اوپر * جاننا چاہیئے کہ یہہ عدالت کی تمام قسمون پر مشتمل ہی کیونکہ رعایت کرنی عدالت کی یا اُن چیزون مین ہی جو بندے اور اُسکے پروردگار کے درمیان ہین * فقرہ اولی سے اشارہ اُسکی طرف ہی یا اُن چیزون مین جو اُسکے اور دوسرے آدمیون کے بیچ ہین * اور اُسکی طرف فقرہ ثانی سے کنایہ ہی * اور دوسری حدیث مین فرمایا جسکے معنے یے ہین کہ دین نیکی کرنی ہی * لوگون نے پوچھا کسکے واسطے فرمایا خدا

اور اُس کے رسول کے واسطے اور سب مومنون کے لیئے * عاقل
دانا جانتا ہی کہ اتنی حکمت شریف کو ایسی مختصر عبارت
مین اس فصاحت و بلاغت کے ساتھہ سوا اِس ادیب کامل
کے جسنے مکتب سے اسکی کہ میرے پروردگار نے میرے تئین
ادب سکھایا پس آداب میرے اچھے ہوے * ادب سیکھا ہی
کون بیان کرسکتا ہی * اسی واسطے حکماے متاخرین جب شریعت
محمدی کی حقیقتون سے آگاہ ہوئے اور انھون نے دیکھا کہ وہ تمام
حکمت عملی کی تفصیلون پر مشتمل ہی تو حکیمون کی سب باتونکی
تفتیش اور انکی تمام کتابون کے تتبع کرنے کو فضول سمجھا * بیت *
جو دیکھا باغبان کا قد و بالا * اُٹھایا سرو گلشن سے دل اپنا *
عبادت الٰہی کی تحقیق مین گفتگو یہہ ہی کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
قوا و اعضا مین سے ہر ہر کو ایک ایک غرض کے لیئے خلق کیا ہی *
تا سب ملکر کمال حقیقی کے حاصل کرنے کے لیئے جو غرض اصلی ہی
سبب ہون یعنے خلافت الٰہی جو عبارت بادشاہت سے ہی
اُسکے اسرار پر وقوف حاصل ہو * چنانچہ مطالع کے درمیان اشارہ
اِسکی طرف ہوا ہی پس اِن قوتون اور اُن اعضا کو اُنکی
غرضون مین صرف کرنا عبادت اور عدالت اور شکرگذاری

ہی * اور رعوا اُن کے متوجہ کرنا گناہ اور ظلم اور ناسپاسی ہی *
جب کہ اُسکا التزام کرنا نہایت مشکل ہی حق سبحانہ تعالی نے اپنے
کلام بلاغت انتظام کے درمیان اُنکے اوصاف میں فرمایا کہ میرے
بندونمین سے شکر گذار تھوڑے ہیں * لیکن ہر ایک قوت و عضو کو
کس کام مین مصروف رکھیئے تفصیل اُسکی شریعت محمدی
مین شرح وار ہوئی ہی * اسی طرح سے آدمیون کے حقوق بھی
معاملہ اور نکاح اور قتل و قصاص کے ابواب مین مشروح ہو چکے
ہین وہان سے معلوم کیا چاہیے پر عدالت کی وجہون مین سے
بڑی وجہ عدالت بادشاہی ہی کیونکہ وہ عدالت کی سب
صورتونکی جامع ہی اس لیئے بغیر اس کے کسی شخص کو مقدور
عدالت کا نہین ہو سکتا * بالفرض اگر ہو تو نہایت مشکل سے *
کیونکہ تہذیب اخلاق کی اور بندوبست خانہ داری کا بھی انتظام
احوال سے علاقہ رکھتے ہین اور باوجود اتنی فکر ذکر اور محنت
و مشقت کے خاطر جمعی جو وسیلہ تحصیل کمال کا ہی میسر کہان *
جیسا کہ اخبار مین آیا ہی کہ اگر بادشاہ عدالت اختیار
کرے تو ہر ایک بندگی کے ثواب مین جو رعایا سے ہو شریک
رہے * اور جو ظلم اختیار کرے تو ہر معصیت کے وبال مین اُنکے

ساتھہ برابر ہو ٭ اور حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہی کہ قیامت کے دن پادشاہ عادل خدا کے مقرب بندون مین سے ہوگا اور سلطان ظالم اُسکی رحمت کی بارگاہ سے دور رہیگا ٭ حدیث مصطفوی مین وارد ہوا ہی کہ ایک گھڑی کی عدالت ستر برس کی عبادت سے بہتر ہی اِس لیئے کہ ایک ساعت کا عدل تمام ملکون کے درمیان ایک دم مین پھیل جاتا اور مدت تلک اُسکا چرچا رہتا ہی ٭ عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ اگر مین جانتا میری کوئی دعا مقبول ہی تو بادشاہ کی نیک خوئی کے لیئے دعا کرتا کہ نفع اُسکا تمام خلائق کو پہنچے ٭ جب کہ عدالت کی اِس نوع کی تفصیلین سیاست مدن سے مناسبت رکھتی ہین اِس مقام مین اِسی قدر اختصار پر اکتفا کیا اور اِس بحث مین لوگون نے اعتراض کی ہی کہ تفضل محمود ہی اور عدالت مین داخل نہین کیونکہ عدالت عبارت ہی برابری سے اور تفضل زیادہ ٭ سابق معلوم ہوا کہ اعتدال کی حد سے تجاوز کرنا افراط سے معلوم ہو یا تفریط سے مذموم ہی ٭ پس چاہیئے کہ تفضل مذموم ہو ٭ جواب اِسکا اس طور سے دیا ہی کہ تفضل عدالت کے باب مین احتیاط

کی قسم سے ہی تا اُسکی نقصانی سے ایمن رہے * اور ہر ایک ملکے کے توسط مین احتیاط کرنی ایک طور پر نہین * چنانچہ سخاوت مین جو وسط ہی اسراف و بخل کے بیچ احتیاط اُسکی زیادت کی طرف میل کرنے سے ہوتی ہی * اور عفت مین جو وسط ہی درمیان بدکاری اور پارسائی کے نقصانی کی جانب میل کرنے سے اور تفضل متحقق نہین * مگر بعد رعایت کرنے شرایط عدالت کے اس طور پر کہ پہلے حد استحقاق مین ہو بعد اُسکے احتیاط کی جانب مین پھر زیادتی اُس مین ضم کی جاسے * اور اگر کسی نے اپنے تمام اموال کو بیجا مصرف مین خرچ کر ڈالا اُسے متفضل نہ کہینگے بلکہ وہ مبذر ہی * پس تفضل عدالت مامون اور متفضل عادل محتاط ہی شرافت اُسکی اس سبب ہی کہ یہہ طریق عدالت کے باب مین مبالغہ اور احتیاط ہی نہ اس سبب سے کہ خارج ہی * یہہ وہ جواب ہی جو قوم نے دیا ہی لیکن یقین ہی کہ داناؤن کو یاد کرنے سے اُن باتونکے جو اس فن کے توسط معتبر مین مذکور ہوئین اُسّے بہتر جواب حاصل ہو * جاننا چاہیئے کہ تفضل کو عدالت مین کدھی اختیار کرتے ہین تا موجب نقصان اپنے حق کا نہو کیونکہ اگر درمیان دو شخص کے حاکم کرے تو کسی

جانب مین تفضیل متصور نہو * حالانکہ رعایت کرنی اصل اعتدال اور مطلق مساوات کی لازم ہی * تفاویر * حکیمون سے ایک گروہ نے کہاہی کہ اگر رابطہ محبت و اخلاص کا آدمیونکے بیچ مربوط رہتا تو سلسلۂ عدالت کی طرف احتیاج نہوتی کیونکہ اہل معاملے مین سے بسبب ربط و اتحاد کے ایک دوسرے کی رضاجوئی اختیار کرنا اور کوئی کسی کے حق مین طمع نکرتا * تحقیق اسبات کی یہہ ہی کہ رابطہ اخلاص کا نہایت مستحکم ہی رابطۂ عدالت سے کیونکہ محبت ایک وحدت جبلی داخل طبیعت ہی اور عدالت ایک وحدت قسری اُس سے خارج ہی * ساتھہ اُسکے عدالت بغیر محبت کے منتظم نہین ہوتی * پس پادشاہ مطلق محبت ہی اور عدالت اُسکا نائب سر اُس معنی کا یہہ ہی محبت اِس آیۂ قدسی کے رو سے جسکے معنے یے ہین * کہ مین ایک گوشۂ مخفی مین تھا پس چاہا مین نے کہ پہچانا جاؤن تب پیدا کیا مین نے خلق کو ایجاد آشیا کا سبب ہی * پس دوام اور انتظام بھی اُسی پر مبنی ہو سکتے ہین * بیت * بل بے اے عشق کہن سال تو ہر دم نو ہی * تیرے فرمان کے تابع ہی ہر اک پیر و جوان * اگر خدا تعالی چاہے تمام بحث محبت کی حکمت منزلی مین

آدیگی * اٹھوان لمعہ * فضیلتون کے حاصل کرنے مین * حکمت کے بیچ مقرر ہوا ہی کہ مبادی ان حرکتون کی جو کمالات کی طرف پہنچاتی ہی یا طبیعت ہی یا صناعت * اول جیسے حرکت نطفے کی اطوار مختلفہ پر یہان تک کہ کمال حیوانی کو پہنچا سے * ثانی جیسے حرکت چوب کی اوزار کے وسیلے سے یہان تک کہ کمال تختی کو ملا دے لیکن طبیعت صناعت کے اوپر متقدم ہی کیونکہ طبیعت بے مداخلت ارادۂ انسانی کے مبادی عالیہ سے اخذ فیضان کرتی ہی بخلاف صناعت کے اِس لیئے کہ تعلق اُسکا ارادہ انسانی سے ہی * پس طبیعت گویا صناعت کا استاد اور معلم ہی اور جیسی نسبت کمال طبعی کی مبادی علیّہ کے ساتھہ ہی ویسی کمال صناعی کی نسبت طبیعت سے ہی پر نسبت اُسکی صناعت سے باعتبار تقدیم و تاخیر اسباب کے اور اُسکی تدبیر مین ایک وجہ مناسب سے ہوسکتی ہی تا جو کمال کہ فعل طبیعت کے اوپر تقدیر الٰہی سے مترتب ہی صناعت سے تدبیر انسانی کے سبب حاصل ہو یا وہ زیادتی جو صناعت کو ہی وہ حاصل ہونا اُن کمالات کا ہی جو ارادے اور مشیت سے علاقہ رکھتے ہین * مثلاً جب انسان جانور کے بیضے کو موافق گرمی مین

جیسے چھاتی کی گرمی ہی سوا وسے تو بہت سے بچے ایکبارگی پیدا
ہون کہ برابر اُسکے جانور کے ازخود سینے سے ایکبارگی پیدا
ہونا مشکل ہی * جب تمہید اِس مقدمے کی ہوئی تو اب
مین کہتا ہون کہ جب مہذب کرنا اُن خلقون کا جن پر نظر اہل
فن کی مقصور رہی امر صناعی ہی * تو البتہ اِس بات مین
طبیعت کا اقتدا اِس طور پر کیا چاہیئے کہ جو ترتیب وجود مین
مقدم ہو اُسے تہذیب اخلاق مین بھی مقدم رکھین اور
جو کوئی قوتون کے مراتب مین تامل کرے تو اُسے معلوم ہو
کہ لڑکے کو جو قوت پہلے حاصل ہوتی ہی وہ طلب کرنا غذا کا ہی
اِس لیئے کہ جونہین وہ پیدا ہوتا ہی تو دودھ کی طرف متوجہ
ہوتا ہی یہہ صرف الہام ربانی سے ہی کیون کہ اُس خالق نے
فرمایا ہی کہ مین نے ہر ایک شخص کو اسکی پیدایش عطا کی پھر
اُسے راہ بتائی اور جب قوت اُسکی زیادہ ہونے لگتی ہی
تو اُسکے طلب کرنے مین چلانے اور رونے اور اُسکی مانندون سے
توسل ڈھونڈھتا ہی پر اوائل مین بسبب حکم اجمال کے امور متشاکلے کے
درمیان جیسے ماکی اور اُسکے غیر کی صورت ہی امتیاز نہین کر
سکتا پھر جب اُسکی خواہش ظاہری او رباطنی مین جون جون

قوت آتی جاتی ہی خیال اُسکا اُن شکلون کے یاد رکھنے پر جنھین وہ دیکھتا ہی قادر ہوتا اور مطالب کی صورتون کو جو حواس کے وسیلے سے اُس کے دل مین گذرین اُنکی درخواست کرتا ہی جیسی خصوصیت ماکی اور اُسکے غیر کی ہی اور اس قوت کے کامل ہونے سے ایک نوع کمال قوت غضبی کی اُس مین پیدا ہوتی ہی تا اُس کے وسیلے سے دفع ضرر کا اور مزاحم و مانع کی صورت مین مقصد پانیکے لیئے نہایت مقاومت کرے پھر جو اسکے ٹالنے کو استقلال نپاوے تو شور و فریاد اور اپنے غیر کی اعانت سے کمک ڈھونڈھے * پھر جب یہہ قوت پوری ہوتی ہی تب نفس ناطقے کا ایک اثر خاص جس کا نام قوت حیا ہی اُس مین ظاہر ہوتا ہی اور وہ نتیجہ تفرقہ کرنے کا ہی درمیان نیک و بد خوب صورت و بد صورت کے اور یہہ قوت بھی آہستہ آہستہ مراتب کمال کی طرف ترقی کرتی ہی * پھر جب قوت شہوی اور قوت غضبی شخص کنین اُس کمال کو جو اُسکے لائق ہی پہنچاتی ہی تب وہ قصد نوع کے باقی رہنے کی کرتی ہی * مثلا پہلی قوت بسبب کھانے پینے اور بڑھنے کے جب اُسکو ایک مرتبۂ کمال کی طرف نزدیک کردے تو وہ چاہتا ہی کہ ایک اور

شخص کو پیدا کرے اس لیئے کہ بسبب اُسکے نوع باقی رہے
تب مادّہ منی کا اس مین پیدا ہوتا اور خواہش نکاح اور
جنے جنانے کی کرتا ہی * اور دوسری قوت جب اسکے حافظے
مین قرار اور مضبوط ہو تب امور ناموافق کے دفع کرنے کے لیئے
اور مذہب و ملت کی حرمت کی پاسداری اور سیاسات
وغیرہ کے واسطے جنکے فائدے انواع کی طرف رجوع کرتے ہین
سعی کرتا ہی لیکن تیسری قوت یعنے قوت تمیز جب جزئیات
کے درک کرنے سے مستحکم ہو تب کلیات کا تعقل اور انواع
و اجناس کا تصور کرنے لگتا ہی * پھر جب اسپر قادر ہوا تب
وہ اسم عقل کا مصداق ہوتا ہی * پھر ان کمالون کے ظاہر کرنے مین
جو خاصہ انسانی ہی شروع کرتا ہی یہی وقت انسان بالفعل
ہونے کا آغاز ہی پر اسکے آگے اسکو انسان کہنا کیسا ہی جیسے
کیری کو آم کہنا اور اسی مرتبہ کے بیچ ان کمالون مین جن کا تعلق
طبیعت کی تدبیر سے ہی منتہی ہوتا ہی * اور یہہ مرتبہ تدبیر صناعی کی
ابتدا ہی یہان تک کہ اس کمال اصلی کو جو اقصی مراتب انسانی
کا ہی اور اسکی تعبیر مطلع کے درمیان نیابت خدا یعنے بادشاہت
سے کی ہی پہنچے * پس طالب کمال کو لازم ہی کہ اسی طریق

سے تحصیل کمالات میں رہے اور پہلی قوت شہوی کو مہذب کرے تا اس کے سبب ملکہ عفت یعنے پارسائی حاصل ہو بعد قوت غضبی کو تاکہ شجاعت حاصل کرے تب پیچھے تکمیل قوت تمیز کی کرے یہاں تک کہ حکیم کہلاوے ٭ پس اگر اتفاقاً ابتداے پیدایش میں قانون حکمت کے طریقے سے تربیت پائی ہو تو اس سے کیا بہتر لیکن آن قوتونکا یاد رکھنا اپنے اوپر واجب جانے اور شکر اس نعمت عظمی کا اُس حکیم مطلق کی درگاہ میں بجالاوے اور جو برعکس اِسکے پرورش پائی ہو تو نا اُمید نا چاہیے بلکہ آیندہ اُسکے تدارک میں ہمیت مصروف رکھے ٭ جاننا چاہیے کہ بغیر اُن لوگون کے جنکی خدانے تائید کی ہی اور بحکم اِس آیہ قرآنی کے جسکے معنے یہ ہیں ٭ کہ اللہ نے تجھے گمراہ پایا پس تیرے تیئن ہدایت کی انھین کمال خلقی اور فضل غیبی کے وسیلے سے عمل کسبی اور فکر بشری سے مستغنی کیا ہی کوئی شخص وضعیات کمال کے ساتھہ مخلوق نہین ہی اور اُسکے حاصل کرنے کے لیئے محنت و مشقت سے بھی مستغنی نہین اگرچہ بہ سبب تفاوت استعداد کے کوئی بہ آسانی حاصل کرتا اور کوئی بدشواری ٭ پس جیسے خطاط اور تاجر کو پہلے مشق لکھنے اور کاروبار کی چاہیے

یہان تک کہ کاتب یا تاجر ہو ویسے طالب فضیلت کو اُنکا ہون
پر جو موجب اُسکی تحصیل کا ہی اقدام کرنا لازم تا وہ ملکہ اُسکو
حاصل ہو یہہ صناعت فن طبابت کے ساتھہ مشابہت تام رکھتی
ہی کیونکہ منظور نظر طبیب کا حفاظت کرنا اعتدال مزاجی کا ہی
جب تک کہ ممکن ہو * اور اعادہ کرنا اُسکا بعد زوال کے اور اِس فن کے
طلب کرنے والے کا قصد اعتدال خلق کی احتیاط کرنی ہی پھر اسے
حاصل کرنا بسبب اختلال کے بلکہ یہہ علم حقیقت کے رو سے
خود طب روحانی ہی جیسے سابق مذکور ہوا * یہین سے ہی کہ
جالینوس حکیم نے حضرت عیسی علیہ السلام کو لکھا تھا کہ یہہ نامہ
طبیب بدنی سے طبیب روحانی کو پہنچے * پس جیسے علم طب
کے دو جز ہین * ایک احتیاط کرنی صحت کی * دوسرا بیماری کو
دور کرنا * ویسے اِس فن کی بھی دو قسمین ہین * ایک وہ جو
فضیلت کی محافظت سے تعلق رکھے * دوسری جو دفع رذیلت کے
لیئے کام آوے * پس طالب کو پہلے اُن تینون قوتون مین نظر کرنا
لازم ہی جنکا ذکر سابق مذکور ہوا * اگر اُن سبھو نکا احوال اعتدال
کے طور پر ہی تو اُسکی محافظت کی سعی کیا چاہیئے * اور جو اُس
سے منحرف ہو تو اُسکے بدلنے مین کوشش کرے * جب اُنکی

تہذیب سے فراغت ہو تو قوانین عدالت کی حفاظت مین مقدور بھر سعی بلیغ کرنا واجب جانے یہان تک کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت نہو * اور ہمیشہ اپنی اوقات کو اُس مین مصروف رکھے تب کمال حقیقی کے نہایت مرتبے کو پہنچ جائے * دوان لمعہ * صحت نفسانی کی محافظت مین * جب روح کتئین کسی نوع کی فضیلت حاصل ہو تو اُسکی حفاظت کرنی اور اُس قوت فاضلہ کو اپنے اختیار مین رکھنا اور اچھے اچھے آدمیون سے صحبت و ملاقات رکھنی اور بُرے لوگونکی مجلس سے احتراز کرنا واجب ہی کیونکہ اپنے یار و مصاحب کی خوئین طبیعت مین جلد اثر کر جاتی ہین * اِسی واسطے حکیمون نے کہا ہی کہ طبیعت گویا چور ہی یعنے اپنے ہمنشین کے اخلاق کو پوشیدہ لے لیتی ہی اور جیسے بدون کے اختلاط سے اپنے تئین بچانا واجب ہی اُسی طرح سے اُنکی باتون سے بھی خصوصاً اُن کلامون سے جنھین اُن کے خیال اور وہم باطل تراش کر اُنکو بناوٹ مین رکھتے ہین کیونکہ ویسی ایک مجلس مین بیٹھنا یا ویسی ایک بات کو سننا اِس شیوے مین اتنی بدیان مزاج مین آجاتی ہین کہ اُنسے چھوٹنا سوا ایک مدت کے اور بہت سی تدبیر کے میسر نہین ہوتا * اور اکثر ہی کہ یہہ صحبت

علماء دانشمند کی بھی گمراہی کا سبب ہو جاتی ہی* اور علم فقہ
مین جو مقرر ہوا ہی کہ اُن شعرون کا پڑھنا جو بری باتون پر مشتمل
اور اُنمین طبیعت کی رغبت ہوا و حرص کی طرف ہو حرام ہی* سو
اسی حکمت کی طرف رجوع کرتا ہی اور اسباب سرود کے جو کچھ
شراب خوارون کے شعار ہین انکا حرام ہونا بھی اسی قسم
سے ہی کیونکہ عمل کرنا اُن چیزونکا موجب ہی شہوت پرستی
اور بدکاری کا* بھید اُسکا یہہ ہی کہ پیدایش انسانی مین بسبب
علاقہ بدنی کے روح کو قواے جسمانی کے ساتھہ بھی نسبت ہی
اور اسباب شہوت و غضب کے اِسمین داخل
ہین پھر ہوا و حرص کی طرف رغبت کرنی کیسی ہی جیسے
نیچے اُترآنا کہ اُسمین کچھ تکلف نہین اور فضیلت کا قصد
کرنا کیسا ہی جیسا بلندی پر چڑھنا* پر یہہ بدون محنت شاقہ
اور تکلیف تامہ کے متصور نہین یعنے بغیر ترک کیئے ہوا حرص
جسمانی کے میسر کہان* ع* آسمان سرو ری یار دور بہت ہی
دوری* یہین سے ہی کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ و السلام کی
حدیث مین آیا ہی کہ* بہشت احاطہ کی گئی مشقت اور ریاضتون
سے اور دوزخ ہوا و حرص اور خواہشون سے* جاننا چاہیئے

کہ دوستون سے آمیزش کرنی اور ہنسنا بولنا ایک
اندازموافق کے ساتھہ بہتر ہی بلکہ وہ زیادہ الفت اور محبت
دائمی کا سبب ہوتا ہی * جیسے اور خلقون کی دو دو طرف ہیٔن
ویسے اِسکی بھی دو جانب ہیٔن * طرف افراط کو چھوتھہ اور
مسخراپن اور بے غیرتی کہتے ہیٔن * اور جانب تفریط کو بے مزگی
اور بیگارت اور پشیمانی * پس یے دو طرفین مانند اور طرفون
کی مذموم ہیٔن اور مرتبہ وسط کا محمود اُسکا نام کشادہ روئی
خوشش خوئی خوش طبعی اور ظرافت ہی اور اِس حد کے
نگاہ رکھنے والے کو خندہ رو خوش خو خوش طبع اور ظریف کہتے
ہیٔن * حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس عظم
شان کے ساتھہ مزاح کرتے تھے لیکن سچ ہی بولتے * اور
امیر المومنین حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ بھی باوجود
اُسس مرتبہُ ولایت کے ہنسی اِس مرتبے سے کرتے کہ وے
تینون خلیفہ کے بعد جب مسند امامت پر بیٹھے سلمان فارسی
رضی اللہ عنہ سے کچھہ ہنسی کی بات کی تب اُن نے کہا یہہ وہ
شی ہی کہ اِسنے تمکو سب کے پیچھے ڈالا سبب اِسکا یہہ ہی
کہ حضرت کی خلقت مین عشق ولایت کا جو موجب جذبہُ باطنی

اور غلبۂ وحدت باقی کا ہی بیشتر تھا اور خلافت واسطۂ ظاہری اور علاقۂ کثرت فانی کے سوا نہین اُنکے درمیان آسمان و زمین کا فرق ہی اِسی واسطہ چندان شوق ثانی کی طرف میلان طبیعت کا نہ تھا * بیت * موسیا آداب دانان او رہیئن * دل جلے اور سینہ بریان اور ہیئن * جو چاہے کہ اپنی روح کو صحیح اور تندرست رکھے تو اُسکی حفاظت مین سعی کرے طریق اُسکا اِس طور پر ہی کہ اپنے قوا کو خواہ وے نظری ہون یا عملی اچھے کامون مین مصروف رکھے کیونکہ ہر ایک قوت اپنے اپنے کام کی مشاقی سے مضبوط اور غفلت کے سبب سست ہو جاتی یہان تک کہ محل زوال مین پہنچتی ہی اور یہہ طریق ریاضت بدنی کے برابر ہی * کیونکہ طبیب کو لازم ہی کہ صحت بدنی کی حفاظت کے لیئے مراتب سعی مین سے کسی مرتبے کو فروگذاشت نہ کرے یہان تک کہ بدن صحیح و تندرست ہو کر ہر طرح کی بیماریون سے بچ رہے بلکہ ریاضت روحانی صحت نفسانی کے لیئے مشقت کے روسے زیادہ ہی ریاضت بدنی سے کیونکہ اِس ریاضت کے واسطے کئی ایک باتون کے سوا نہین بخلاف ریاضت نفسانی کے اِس لیئے کہ اگر نفس انسانی نظر و فکر کی مواظبت

سے معطل رہے اور حقائق کمال کے ادراک سے جو غرض اصلی ہی اعراض کرے تو بے شبہ حماقت و نادانی سے موصوف ہوتا ہی * اور عالم عقول کے فیضان سے جو غذاے روحانی اور رزق آسمانی ہی محروم رہتا * باطن مین کمال انسانی کے مرتبے سے گرجاتا اور ظاہر مین حیوان بے زبان کی مثال دیکھائی دیتا * پھر جب غفلت کی نیند سے چونک اُٹھے خواہ اس عالم مین یا اس جہان مین سوا افسوس و پشیمانی کے کچھ اُسکے ہاتھ نہ لگے * چنانچہ حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہی اُسکے معنے یہ ہین * کہ اگر تو دیکھے گناہ گارون کو جس حال مین کہ وے اپنے خدا کے حضور مین سر نیچے کیئے اور کہین یا پروردگار ہمارے ہم نے دیکھا اور سنا پھر ہمین دنیا مین بھیج تو ہم نیکی کرین اور ہم یقین کرنے والے ہین * ہرچند کہ علم و فضل سے زمانے کا یکتا ہو اور اُسکے عصر مین کوئی اُسکا ہمتا نہو چاہیئے کہ عجب و پندار کے سبب مراتب کمال سے گرنہ پڑے اور اب تک بھی سعی و کوشش کے طریقے سے باز نرہے * کیونکہ اس عالم تردد مین ایک سے ایک عالم متبحر اور داناے عصر ہی اور اپنے کبر سن کو کسب کمال کے چھوڑ دینے کا عذر

اور سستی و ناتوانی کا بہانہ نکرے * افلاطون سے پوچھا کہ تعلم کب تک مستحسن ہی بولا جب تک کہ عیب جہالت کا رہے * اور لازم ہی کہ جو کچھ اُس نے حاصل کیا ہی اُسکے ضبط اور تکرار کرنے دیکھنے سننے میں کاہلی نہ کرے * کیونکہ فراموشی علم و ہنر کے حق میں بڑی آفت ہی * صحت روحانی کے احتیاط کرنیوالے کو چاہیئے کہ اپنے دل میں سوچے کہ نعمت مجازی کے طلب کرنے ہارے جو محل زوال اور مقام انتقال میں ہی اُسکے پیدا کرنے کے واسطے کیا کیا رنج و محنت اور سفر کی اذیت اُٹھاتے ہیں * پس دولت حقیقی اور خصلت ذاتی کے حاصل کرنے کی تاکید جس سے اُسکے جوہر ذات کی آرایش ہو ہر ایک صورت سے اپنے اوپر واجب جانے * اور اِس دولت فانی کو نعمت باقی کے اوپر ترجیح نہ دے * فرض کیا کہ بہت سے تردد کے بعد دولت دنیا کی حاصل کی * پھر جب وہ مر گیا تو اُس کے ورثے جو اکثر اُن میں سے اُسکے دشمن بھی تھے لے لیتے ہیں * بخلاف فضیلت کمال کے کیونکہ وہ رفیق دونوں جہان میں ہی * اِسی واسطے

پیغمبر خدا علیہ الصلواۃ و السلام کی حدیث میں آیا ہی کہ دنیا کو چھوڑ دے تو خدا تیرے تئیں چاہے * اور ترک کر اُن چیزوں کو جو

آدمیون کے پاس ہین تو وے لوگ تجکو پیار کرین * اور دوسری حدیث مین ہی تو دنیا کے بیچ غریب اور مسافر

ہو کے رہ اور اپنے تئین قبر کے رہنے ہارون مین سے گن * ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ جو کوئی دن کاٹنے پر قادر ہو چاہیئے کہ وہ زیادہ طلبی سے باز رہے اِس لیئے کہ اُسکی نہایت نہین اور اُس کے ڈھونڈھنے والے کو بہت سی آفتین پہنچتی ہین * اور کہا ہی کہ اسباب دنیاوی سے غرض دفع احتیاج کے سوا نہین * جیسے بھوکھہ اور پیاس اور آفت بدنی سے بچنا نہ اُس کی لذت مقصود ہی بلکہ لذت اصلی تندرستی روح کی ہی جو میانہ روی کی چال سے ہاتھہ آتی ہی * پس معلوم ہوا کہ زیادہ طلبی سے اعراض کرنا سبب ہی لذت وصحت دونون کا * اور اُسکی خواہش مین منشا ہی دونون کے گم کرنے کا * سلیمان ابن داوٗد کے صحیفے مین علی نبینا وعلیہما الصلوٰة لکھا ہی کہ دنیا کے درمیان طلب زیادتی کی نہ کرو اسلیئے گھر کے بیچ صاحب خانہ ہو یا مہمان اشتہا سے زیادہ کھا نہین سکتا * پس غنی اور غریب قدر حاجت مین برابر ہین بلکہ صاحب فراغت کو زیادہ وبال ہی * اور اُسکو سوا اُسکے کچھ اور فائدہ نہین جو کہے کہ یہہ چیز میری

ہی ٭ اور جسکے گھر مین اوقات بسر ہوتی ہو تو اسکا خرچ نہو تو مقدار حاجت سے تجاوز نہ کرے اور پوچ کامون سے پرہیز کرے ٭ اور چاہیئے کہ کسی وجہ سے شہوت و غضب کو اپنے اوپر غالب نہ کرے ٭ اور تحریک اُسکی فقط طبیعت ہی کے اوپر موقوف نرکھے بلکہ عقل مصلحت اندیشی کی تدبیر سے بھی تعلق رکھے اور اپنے تئین اُن آدمیون کے برابر نکرے جو اپنے دل مین اُس لذت کا خیال کیا کرتے ہین جو معاشرت یا غصے کے وقت مثلاً اُنکو پہنچی ہو پھر اُسکے سبب اُسی طور سے ایک لذت ایسی اور اُٹھائی جو وہ سبب دوسری اور شہوت یا غضب کا ہو ٭ پھر اِسی وضع سے اپنے تئین ایسے وبال سے گرفتار رکھین کہ اِسّے چھوٹنا بہت مشکل ہو یہ حالت اُس شخص کے حال سے شبیہ ہی جو اپنی چال سے بلا مین مقید ہو جاوے پھر اُسّے چھوٹنے کی تدبیر مین مشغول ہو ٭ اور ظاہر ہی کہ کوئی دانا ایسی حرکت پر اقدام نہین کرتا اور جب طبیعت کے حوالے کرے تو اِس طور سے کرے کہ اُسکے وقت مین عقل کی مصلحت سے انتظام پاوے اور حد اعتدال سے تجاوز نہو تا فضیلت پارسائی اور شجاعت کے مرتبے کو پہنچے ٭ اور لازم ہی کہ

کہنے بولنے کام کرنے۔ بیٹھنے اُٹھنے چال چلن مین پہلے سوچ لے تا عادت انسانی کے طور سے جو چیز کہ مخالف ہی ارادۂ عقل کا اُس سے سرزد نہو۔ احیاناً اگر عادت نے سبقت کی اور کوئی ایسا کام جو اُس کے قصد کے برعکس ہی اُس سے ہو گیا تو اپنے تئین ندامت مین اس وضع سے ڈالے جو اُس کی عبرت کا موجب ہو۔ جیسے اُس نے ایسے کھانے پینے کی جرات کی جس سے پرہیز کرنا عقل کے رو سے واجب ہی تو اسکی سزا اپنے اوپر اس طور سے مصلحت سمجھے کہ بار دیگر اُس کی خواہش نکرے بالکہ روزہ رکھے اور اپنے تئین اسی قصور کے واسطے زجر و ملامت مین ڈالے اور جو اتفاقاً اُس سے بیجا غصہ سرزد ہوا تو علی الرغم اُس کے ایک نادان کو اپنا ملازم کرے تا بہ سبب صدور امر نا ملائم کے اُسّے چُپکا ہو رہے اور غصّے کو پی جایا کرے یا کُچھ مال جُرات یا خدا کی بندگی ایسی جو اُس پر شاق گذرے کرے۔ تا بار دیگر ارتکاب ایسی حرکت کا نہ کرے۔ حکیمون کی تواریخ مین منقول ہی کہ جب بادشاہ نے سقراط کو تاہل کے لیئے حکم کیا اس لیئے کہ اُس سے کوئی نسل یادگار رہے اور اُس سے لوگ فائدے حکمت کے اُٹھادین۔ تب اُسنے ایک ایسی کالی

دراز عورت کو اختیار کیا کہ ہر کہہ و مہ کے پاس وہ زبان
درازی مین علامۂ عصر اور مشہور تھی * اس لیئے کہ اسکی
صحبت سے قوت غضبی کو مقہور کرے اور اُقلید س حکیم
شہر کے احمقون کو خلوت مین بلا کر بیٹھا دیتا تا آ سکو
پر ملا زجر و ملامت کرین * اور جو کوئی اپنے مزاج مین کاہلی
دریافت کرے چاہیئے کہ نیک کامون کی مشقت سے جو اسکی عادت
معہود سے زائد ہین اپنی تادیب کرے * غرض اُن کامون کی
مشق مین خو کرے کہ طبیعت کو امکان غفلت و اہمال کا نہو
یہان تک کہ اُن پر قادر اور اُن سے خوگر ہو جاۓ * اور برے
کامون کو اگرچہ چھوٹے بھی ہون تو اُن کو چھوٹا نہ جانے * اور
اُن سے احتراز کرے تا موجب سستی کا نہو * یہین سے ہی
کہ شرع کے بعضے امامون نے تصریح کی ہی کہ جس گناہ کو
صغیرہ حساب کرتے ہین بنظر شخص کے وہ کبیرہ ہو سکتا ہی *
اس معنی کو پیغمبر صلعم کی حدیث سے بھی نقل کیا ہی * اور
صغائر آہستہ آہستہ باعث کبائر کے ہوتے ہین بلکہ گناہ صغیرہ
کے بار بار کرنے سے حکم گناہ کبیرہ کا پیدا کرتا یا وہ خود کبیرہ ہو جاتا
ہی * باعتبار اُس اختلاف کے جو علما کے بیچ ہی * اور لازم

ہی کہ اپنی پہچان کے سعی کرنے مین مقدور بھر کوتاہی نہ کرے *
اور اُسی وجہ کے رد سے جو جالیوس نے کہی ہی کہ ہر کوئی
اپنے تئین چاہتا ہی اور بحکم اُس قول کے جسکے معنے یہ ہین * کہ
دوستی ہر ایک شی کی تجھے اندھا اور گونگا کر دیتی ہی * نہ اپنے
عیب سے واقف ہو سکتا نہ پرائے عیب سے * پس مناسب
یہہ ہی کہ دوستی کسی دانا کی اختیار کرے اور بعد اسکے کہ
جب رابطہ دوستی کا مربوط اور طریقہ نشست و برخواست
کا مضبوط ہو تب اسکو اپنے عیبون کے اطلاع کر دینے کی تکلیف
دے اور اِس بات مین بہت سا مبالغہ اور الحاح کرے *
ہر چند کہ وہ کہے کہ تجھہ مین کوئی عیب نہین دیکھتا ہون راضی
نہو بلکہ پوچھنے مین اور بھی اصرار کرے * پھر اگر اُسنے کسی
عیب سے مطلع کر دیا تو لازم ہی کہ بیزار نہو بلکہ خوش ہو اور
امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرمانے مطابق
جسکا مضمون یہہ ہی * کہ جسنے میرے عیبون سے مجھکو واقف
کر دیا خدا اسپر رحمت بھیجے * اُسے اپنے حق مین احسان
سمجھے اور شکر اُسکا اپنے اوپر واجب جانے اور اُنکے چھوڑنے کی
تدبیر مین رہے اگر دوستون سے اسکا مقصد بر نہ آوے تو

دشمنون سے التماس کرنا واجب ہی کیونکہ دشمن اظہار عیوب مین پروا نہین کرتا بلکہ وہ اُسکے افشا کرنے مین اکثر ساعی ہوتا ہی* پس اِسی طریقے سے اپنے عیب پر مطلع ہو سکتا ہی* پھر ایسا کرے جو کسی طور سے اُس مین خلل راہ نپاوے* یہی معنے ہین اُسکے جو جالینوس نے دوسرے مقام مین کہا ہی کہ نیکون کو دشمنون سے نفع حاصل ہوتا ہی* اور حضرت عیسی علیہ السلام سے منقول ہی کہ مین نے بے ادبون سے ادب سیکھا* اور بعضے حکیمون نے کہا ہی کہ فضیلت کے طلب کرنیوالے کو چاہیئے کہ اپنے آشناؤن کے احوال کو آئینے کی مثال خیال کرے اور اپنی سیرت اور خو خوارق کی صورت اُس مین دیکھ لے تو افعال بد کو اپنے معلوم کرے* کیونکہ نفس انسانی جس طرح غیر کی برائیون پر جلد واقف ہو جاتا ہی اُس طرح اپنی بدیون سے خبردار ہو نہین سکتا*

دسوان لمعہ* امراض نفسانی کے معالجہ کرنے مین* جیسے طب جسمانی مین مقرر ہی کہ حفاظت تندرستی کی احتیاط اور موافق چیزون کے اختیار کرنے سے ہوسکتی اور بیماری دوا کے استعمال کرنے سے جو

اُسکی ضد ہی مندفع ہوتی ہی * طب نفسانی میں بھی یہہ قاعدہ جاری ہی * اور جب کہ فضیلتون کی چار قسمین اور رذیلتونکی آٹھہ ہین چنانچہ سابق گذرین * پس رذایل کو اُس اصطلاح کے روسے جو کہتے ہین کہ دو ضد اُن دونون موجودونکا نام ہی جنکے درمیان تفاوت اُس مرتبے سے ہو کہ کدھی وو اکٹھے نہوسکین * اضداد فضائل کے نہ کہہ سکیئے لیکن باعتبار اصطلاح عام کے اطلاق ضدون کا اُنھین دونون پر منحصر نہین * اور طب نفسانی کی اصل یہہ ہی * کہ پہلے مرضون کو پہچانے پھر شناخت اِسکی کہ کس مرض کا کیا سبب ہی اور اُسکی علامت کیا * پھر دریافت کرنا اُسکا کہ اس مرض کی دوا کس طور سے کیا چاہیئے * اور جب کہ قواے انسانی کی تین نوع ہین * قوت تمیز * قوت غضب * قوت شہوت * تو اُن کا منحرف ہونا عداعتدال سے کیفیت کی جہت سے یا کمیت کی جانب سے ہی * پر ثانی زیادتی کرنی اعتدال کی حد پر یا اس حد سے نقصان کرنا * پس ہرایک قوت کی بیماری تین وجہہ سے ہوسکتی ہین * افراط یا تفریط یا ردائت کیفیت سے * امّا افراط قوت تمیز کا باعتبار شق نظری یا بنظر شق عملی کے ہوتا ہی * اول جیسے

فکر کی حد سے تجاوز کرنا اور بحث و مناظرے میں مبالغہ کرنا *
اور بے محل ٹھہر جانا منشا اسکا شبہ بیجا ہی * اور ان مصلحونکے
عرف میں جو لذت یقین سے محروم ہیں اسے تدقیق کہتے ہیں *
اور بہ سبب اِس کے مطالب یقینیہ سے رہ جاتے * پر دوسری
قسم اگر امور جزوی میں ہو اس کا نام گربزی ہی یعنے خلاف
حکمت * اور جو امور کلی میں ہو اسے دہا کہتے ہیں یعنے انداز سے
زیادہ عقلمندی * اور تفریط قوت نظری کی خمود یعنے سستی
فکر کی اور بلادت ہی * اور قوت عملی کی بلاہت ہی * غرض وہ
قصور کرنا فکر کا ہی حد واجب سے عملیات میں ہو یا علمیات میں *
اما ردائت اِس قوت کی جیسے شوق ان علمون کا کرنا جو نتیجے
کمال حقیقی کے نہین دیتے زیادہ اس قدر سے جو ممد تحصیل یقین کا
ہو * چنانچہ علم جدل اور خلاف اور سفسطے کا یعنے بحث کرنیکا
ہی زیادہ اسے کہ تحصیل یقین کا ہو * اور جیسے علم جادوگری رمالی
بازیگری کا اِس لیئے بہ سبب ان کے غرض اصلی کے رتبے
سے رہ جاتا ہی * اما قوت غضبی کا افراط جیسے بہت غصہ کرنا
اور انتقام کے پیچھے پڑ جانا اور آتش خشم کو مرتبۂ اعتدال
سے زیادہ بھڑکانا اور تفریط اسکی جیسے بے غیرتی اور بزدلی ہیا *

پرداخت اِس قوت کی کیسی جیسے بیجا غصہ کرنا مثلاً کنکر پتھر
یا چارپایون یا لڑکون یا اُن لوگون پر جو اُنکے تابعدار ہیٖن غصے ہونا *
یا بیموجب خفگی کرنی * پر قوت شہوی کا افراط جیسے کھانے
پینے پر زیادہ حرص کرنا اور عورتون سے بہت صحبت رکھنی
ایسی جو استحسان عقلی سے خارج ہو * اور تفریط اسکی
یہہ ہی کہ جس قدر کھانا پینا ضروری ہی اُس میٖن قصور کرنا اور
بیاہ شادی کا ارادہ جس سے بقاء نسل مقصود رہی نہ کرنا اِسکا نام
خمود شہوت ہی یعنے شہوت کو بجھانا پر رداءت اِس قوت کی
جیسے مٹی اور کوئلے کھانیکی بھوکھہ ہونی اور شہوت رانی مردونکے
ساتھہ کرنی غرض شہوت رانی اسوضع کی کہ عقل کے نزدیک
بد ہو اور یہہ سب امراض بسیط کی جنس ہیٖن * اور اُنکے تحت
میٖن بہت سے انواع مندرج ہیٖن * پھر اُنکے آپس کے ملنے سے
بہت سے مرض پیدا ہوتے ہیٖن اُن میٖن سے بعضون کو مہلک
کہتے ہیٖن * اس لیئے کہ وہ اکثر امراض دائمی کا سبب ہوتے
ہیٖن * جیسے حیرت نادانی غصہ دری بزدلی غمگینی حسد انتظاری
عشق اور بیکاری ہی * اور جب کہ تاثیر اُن بیماریون کی
بہت ہی تو معالجہ اُنکا ضرور * لیکن ہر ایک اپنے اپنے مقام میٖن

ظاہر ہو گی انشاء اللہ تعالی * اور جبکہ بدن اور روح کے
درمیان ازبسکہ علاقہ اور شدت سے رابطہ ہی * چنانچہ
اُنکے کسی مین جو کیفیت پیدا ہو دوسرے مین بھی سرایت
کرتی ہی * پس سوچا چاہیئے کہ سبب اِس کیفیت ردیہ کا
اگر کوئی مرض بدنی ہی جیسے سوء مزاجی یا بد ترکیبی تو دوا
اُسکی طب جسمانی سے کرنا ضرور * اور جو علت اُسکی بدکاری
کے سبب سے ہو تو طب نفسانی سے * اور جیسے تدبیر جسمانی
غذا کے اور دوا کے استعمال کرنے سے ہو سکتی ہی * اور کدھی
اتفاق ایسا ہو جاتا ہی کہ احتیاج زہر اور سخت کامونکی طرف
ہوتی ہی جیسے داغ دینا یا کسی عضو کو کاٹ ڈالنا * تدبیر نفسانی
بھی اسی روش پر ہی * پہلے اپنے اخلاق کو درست کرے
اور برے کامون سے اپنے تئین نیک کامونکے وسیلے سے بچاوے
یہہ گویا غذا کی قسم سے ہی * دوسرے اپنے تئین کہنے سنے
کام کرنے اور سوچنے کے رو سے زجر و ملامت مین رکھے یہہ گویا
دوا کے طور پر ہی * تیسرے ارتکاب کرنا اُسکا جو موجب ایک
ایسی رذیلت کا ہو جو خلاف اُسکا ہی یہہ صورت تشبیہ رکھتی
ہی اُس حالت کے ساتھہ جب اتفاق زہر کے علاج کا ہو * چوتھے

عقوبت و تعذیب اور تکلیفات شاقہ اختیار کرنا اور اُن ریاضتون مین مصروف ہونا جن سے نفس انسانی کو رنج پہنچے یہان تک کہ وہ قوت ضعیف اور فرمان بردار ہو جاے یہہ داغ دینے اور قطع کرنے کا شبیہ ہی * یہہ طریق معالجے کا ہی اجمال کی وجہ سے * پر تفصیل کی وجہ سے کتنے مرضون کے علاج کا بیان جو اُن تینون قوتون سے علاقہ رکھتے ہین ہوگا تا اور مرضون کا قیاس اُنپر کرین * پر قوت تمیز کی بیماریان اگرچہ بہت ہین لیکن مخوف تر اُنھین سے تین قسم کی ہین * ایک حیرت * دوسری جہل بسیط * تیسری جہل مرکب * پہلی نوع افراط کی قسم سے * دوسری نوع تفریط کی * تیسری رداءت کیفیت کی قسم سے ہی * لیکن علاج حیرت کا یہہ ہی کہ جب دلایین ایک مطلب کی آپس مین متعارض ہون اور وہ مطلب نفی ہو مثلاً نفس انسانی آسکی دونون طرف کے یقین کرنے سے لاچار ہو تو چاہیئے پہلے اِس قضیئے پر یہہ کو سوچے کہ دونون نقیضونکا ماننا اور اُن کا اُٹھہ جانا مُحال ہی * جب آسے یقین اجمالی حاصل ہو کہ نفس الامر مین ہر ایک مسئلے کی دونون طرفون مینسے ایک طرف حق ہوگی اور دوسری جانب باطل * پھر اُس

مطالب کے مناسب مقدموں میں بطور قوانین منطقی کے
تفتیش کرے * اور اس تفتیش میں احتیاط کی شرطیں اچھی
طرح سے ملحوظ رکھے * یہانتک کہ حق باطل سے علحدہ ہو * اور
وہ حیرت کے احاطے سے چھوٹ جاے * علاج جہل بسیط کا
وہ عبادت ہی نادانی سے بے اعتقاد کیے علم کے اپنے شان میں
پر ابتدا میں یہہ بد نہیں ہی بلکہ وہ علم سیکھنے کی شرط ہی * کیونکہ
اگر وہ عالم ہی یا اپنی شان میں اعتقاد علم کا کرتا ہی تو سیکھنا
محال لیکن اُس مرتبے میں رہنا بد ہی اور شرع و عقل کے رو
سے اُس کو ملامت کرنا واجب * علاج اُسکا یہہ کہ وہ انسان
اور دوسرے حیوانوں کے احوال میں تامل کرے تا اُسے
یقین ہو کہ اُن پر فضیلت آدمیوں کی باعتبار علم و تمیز کے ہی اور
وے نادان جو زیور علم خالی ہیں حقیقت میں گونگے جانوروں کی
مثال ہیں بلکہ اُن سے بھی بدتر * چنانچہ مطالع کے درمیان
ظاہر ہو چکا اسی واسطے اُن فضلا کی محفل میں جو میدان کمال کے
شاہسوار ہیں جب حاضر ہوں تو اُن سے گفتگو کرنے کی کچھ راہ
نہ پاے * اور حیوان بے زبان کی مانند منہہ دیکھہ کر رہ جاے *
پس سوچا چاہیئے کہ وے آپس میں جو باتیں کیا کرتے ہیں

سو جانوروں کی آواز سے مناسبت رکھتی ہیں یا آدمی کے کلام
سے * اِس لیئے کہ ان کی باتیں اگر نطق انسانی کے شمار میں
ہوویں تو ان علما کے مجمع میں جو جواہر بیان کے بازار کے جوہری
ہیں رواج پاتیں * یا کہ انھیں آدمی کہنا کیا ہی جیسے گیہوں
کے جھاڑ کو گیہوں اور انگور خام کو انگور کہنا * اور تھوڑے تامل
سے ظاہر ہوتا ہی کہ اتنے گونگے جانور بہ حسب پیدایش کے اپنے
کمال نوعی کے پہنچنے کے لیئے قوا اور آلات جسمانی کو مصروف
رکھتے * اور اس راہ راست جس سے اُسکی نہایت کو پہنچتے ہیں
منحرف نہیں ہوتے * بخلاف اس نادان کے جو بھلے بُرے کی پہچان سے
غافل ہی * اور اپنے ارکان اور جوارح اور قوا کو پیدایش کے
خلاف مقتضی میں صرف کرتا اور تحصیل کمال کی سیدھی راہ سے
جو خاصہ نوع انسانی کا ہی باز رہتا ہی * پس یہہ جاہل بے شبہ
ان حیوانوں سے بدتر ہی * پھر جب اِسی قیاس کے اوپر احوال
جمادات کا ملاحظہ کیا جاے تو معلوم ہو کہ اِس مرتبے سے بھی وہ
فروتر ہی کیونکہ اس نے بہ سبب اپنی بدچالی کے فطرت انسانی کو
اعلی علیین کے رتبے سے اسفل السافلین میں ڈال دیا *
ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ اگر بینا اور نابینا دونوں کوئے میں

گرچہ پن تو کم بختی مین دونون شریک ہین پر اندھا بہ سبب اپنے اندھے پن کے بچاؤ سے معذور ہی اور بینا بہ سبب تقصیر کے عقلاں کے نزدیک مستحق ملامت و عتاب کا ہوتا ہی * چنانچہ عربی شعر مین کہا ہی مضمون اس کا یہ ہی * بیت * مین نہین دیکھتا ہون انسان مین * عیب جیسا ہی نقص قادر کا * اور اہل نقل و علم کے اتفاق سے ثابت ہوا ہی کہ کوئی فضیلت بدون علم کے تمام نہین ہو سکتی اسی واسطے حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے کتاب اعجاز انتساب مین پیغمبر علیہ السلام کو علم کی زیادتی کے دعا مانگنے کے لیئے حکم کیا اور فرمایا ہی * کہہ ای محمد کہ ای میرے پروردگار میرے علم کو زیادہ کر * اور جب عایشہ صدیقہ نے حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ * آدمی کس چیز کے سبب اچھے ہوتے ہین فرمایا کہ عقل کے سبب * اور حضرت مصطفی علیہ السلام نے حضرت مرتضی علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ای علی جب کہ آدمی اپنے پروردگار سے قرب منزلت ہر طرح کی بندگی کے سبب پیدا کرتے ہین * پس تو عقل و فکر کے وسیلے سے انکے مرتبے اور قرب سے بھی سبقت کر * اور حدیث مین آیا ہی کہ * آدمی عالم یا معلم ہی اور

باقی گوبر کے کیڑے سے * ایک اصحابی نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون عمل بہتر ہی * فرمایا کہ علم پھر اسنے یہی سوال کیا تو یہی جواب ارشاد ہوا * یہان تک کہ اسنے تین بار پوچھا اور حضرت نے یہی جواب دیا * تب اسنے عرض کی کہ مین عمل سے سوال کرتا ہون نہ علم سے فرمایا کہ علم کے ساتھہ تھوڑا عمل بہتر ہی بہت عمل سے جو جہالت کے ساتھہ ہو * علاج جہل مرکب کا * حقیقت اسکی اعتقاد کرنا اُن باتون کا ہی جو مطابق واقع کے ہین اور یہہ بےشبہہ مستلزم ہی اپنے عالم ہونیکے اعتقاد کا باوجود کہ وہ عالم نہین * یا جیسا وہ نادان ہی پر نہین جانتا کہ نادان ہی * اسی واسطے اسکو جہل مرکب کہتے ہین * اور جیسے اطبا بدنی بعضے امراض دائمی کے علاج کرنے سے عاجز ہوتے ہین * اطباے روحانی بھی ویسی بیماریون کی دوا سے لاچار ہین * کیونکہ جب کوئی اپنے تئین عالم اعتقاد کرتا ہی پھر علم کی طلب اور اسکا حاصل کرنا کیونکر اُسے متصور ہو * چنانچہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہما السلام نے فرمایا ہی کہ جنم کے اندھے اور کوڑھی کو مین اچھا کرسکتا ہون پر احمق کے علاج سے لاچار ہون * لیکن جو علاج کہ فی الجملہ چشم

منفعت اُسّے متوقع ہو سو علوم ریاضی کا اشتغال ہی کیونکہ
اُس علم کے درمیان حق باطل سے نہایت جدائی رکھتا ہی
اور وہم کی مداخلت چنداں اُس میں نہیں جیسے علم ہندسہ
اور حساب اور مانند اُسکی تا طبیعت اُسکی لذت یقین کی
پاوے * پھر جب اپنی معتقدات کی طرف رجوع کرے اور
اِس طرح کی چین اور لذت نپاوے اور اپنے خلل سے واقف
ہو جہل اُسکا بسیط ہو جاتا ہی * اور فضائل کے حاصل کرنے کی
استعداد اُس میں پیدا ہوتی ہی * پر قوت غضب کی بیماریاں
اگرچہ بے شمار ہیں لیکن سخت تر اُن میں سے تین نوع
کی ہیں * ایک غصہ * دوسری نامردی * تیسری دہشت
پہلی قسم افراط کی جہت سے * دوسری تفریط کی * تیسری
رداءت کیفیت کے سبب ہی * علاج غضب کا * غضب وہ
ایک کیفیت نفسانی ہی سبب اُسکے روح اور خون جو
سواری اُسکی ہی جوشش و خروش میں آتے ہیں * سبب
اُسکا خواہش انتقام کی ہی * پھر جب وہ کیفیت زیادہ
زور کرتی ہی تو وہ جوش خروش اُسکا اور بھی بڑھہ جاتا ہی یہاں
تک کہ دماغ اور رگیں جو روح کی آمد و رفت کی راہ ہیں

اُسکی آتش خشم کے دھوئین سے بھر جاتی ہیئن * اور تاریکی سے اسکی عقل کی روشنی چھپ جاتی * اور تمام کام اسکے برخلاف عقل کے ہو جاتے ہیئن * حکیمون نے تمثیل انسان کی اُس حالت مین اُسکے ساتھہ دی ہی کہ جیسے آگ سے بھرے ہوئے ایک غار مین کوئی پڑا ہی اور دھوئین کی شدت سے کچھ دکھائی نہین دیتا * ایسے وقت مین علاج اُسکا مشکل ہی کیونکہ اس حالت مین اُسے جتنی نصیحت اور زجر و ملامت کرین تو اور بھی اُسکی آتش خشم کے بھڑکانے کا سبب ہو * لیکن اِس صورت مین اُسے لازم ہی کہ وضع بدل ڈالے یعنے اگر وہ کھڑا ہی تو بیٹھہ جاے اور جو بیٹھا ہو تو کھڑا ہو یا لیٹ جاے علی ھٰذا القیاس تاکہ غصّہ اُسکا فرد ہو اور اُسکو نافع * اور ٹھنڈا پانی پینا اُسکو مفید ہی اگر کچھ خوف نہو * اور پیغمبر خدا علیہ السلام کی حدیث کے موافق وضو کرنا سو جانا اسی طرح سے اُسکو نافع ہی * اور غصہ ہونے مین سب کے مزاج برابر نہین کیونکہ بعضون کے غصے کی آگ ہرتال کی مثال ایک چنگاری سے سلگ جاتی ہی * اور بعضون کی روغن دار چیز کے برابر شعلے کی طرف احتیاج ہوتی ہی * اور بعضونکی سوکھی لکڑی کی

مانند پھونک پھانک کی طرف * اور بعضونکی بہت دیر سے مشتعل ہوتی ہی * پر یہہ مرتبہ بہ سبب عجز و نامردی کے نہین بلکہ عظم شانی اور دور اندیشی کے باعث ہی * اور تفاوت اِن مرتبونکا باعتبار آغاز حرکت غضب کے ہی بعد اِسکے جب غصّے کے اسباب پی در پی ہوا کرین تب وے سب درجے برابر ہیں بلکہ پچھلے شخص کا غصّہ سخت بالا ہوتا ہی اِس لیئے کہ اُسکے غصّے کے ظاہر ہونے کا واسطہ کسی سبب قوی کی جہت ہوگا * اسی واسطے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہی * کہ تم حلیم کے غصّے سے اپنے تئین بچائیو * اور حضرت کی حدیث میں ہی کہ فرزند آدم کئی قسم ہیں بعضے ایسے ہیں کہ جلد غصہ ہوتے اور جلد پھر جاتے ہیں اور بعضے دیر غصہ ہوتے پھر جلد پھر جاتے ہیں * اور بعضے وے ہین کہ بدیر خفا ہوتے اور بدیر ٹھنڈے ہوتے ہیں * اور بعضے ایسے ہیں کہ جلد غصے ہوتے اور دیر سے تسکین میں آتے ہیں * پر اُنمین سے دوسرے درجے کا سب سے بہتر ہی اور سب کا برا اخیر مرتبے کا * امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کہ غصہ آدمی کی عقل کو کھو دیتا ہی تو بادشاہ کو لازم ہی کہ غصے کے وقت کسی معاملہ پر حکم عقوبت کا

نکرے اِسواسطے کہ شائد وہ غصے کے سبب قدر مستحق سے تجاوز
کر جائے * اور اُسکے دل مین خوشی حاصل ہو * یہ جو
سے ہی کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک متوالے کو
دیکھا جب چاہا کہ اُسے پکڑ کر درّہ شرعی مارین کہ اُسنے گالی
دی * وونہین امیرالمومنین نے اُسے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ
اب اِسے اگر تازیانہ مارون تو اپنی تسکین خاطر کے لیئے اُسکو
دکھہ دون نہ خدا کے لیئے * ایک دن تقصیر مند دن مین سے
کسی کو عمر ابن عبد العزیز کے حضور لائے اُسنے سخت درشت
باتین کہین تب فرمایا کہ اگر میرے تئین اِس وقت غصہ نہوتا
مین تجھے عقوبت کرتا * اور اسباب غضب کے دس ہین *
عجب * افتخار * مراء * لجاج * مزاح * تکبیر * استہزا *
غدر * ضیم * منافسہ * اور غضب کے لواحق جو اس مرض کو
عارض ہوتے ہین سات ہین * ندامت * ترہب * دنیا و آخرت
کی مکافات * دوستون کی دشمنی * استہزا رذیلون کی
شماتت اعدا کی * تغیر مزاج کا * تالم درہمان حال * لیکن
حقیقت کے رو سے دیوانے کا غصہ ایک ساعت کے سوا نہین *
جیسے حکیمون نے کہا ہی کیونکہ ہر آئینہ غصہ درکا مزاج اعتدال

صحیح سے بہت حرارت کی طرف مائل ہی * پھر اگر یہہ مزاج دیر پائی کرے جنون سبب بھی پیدا ہو * چنانچہ قوانین طبی کے واقف کار اسے جانتے ہیں * یہیں سے ہی کہ حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی * کہ گرم مزاجی ایک نوع کا جنون ہی اگر اس مزاج کے آدمی کو پشیمانی نہو تو وہ علامت ہی استحکام جنون کی * اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ روح خارج کی طرف حرکت شدید کرتی ہی * اور دل جو روح حیوانی کا منبع ہی خالی رہ جاتا ہی * اور روح کی مدد جو ہمیشہ عضوون کو پہنچتی ہی منقطع ہو جاتی ہی یا بہ سبب اسکے کہ حرارت غضبی کی تپش جوہر روح میں پہنچ جاتی ہی * اور بخار اسکا دخان ہو جاتا ہی * غرض ان دونون حالتون میں مرگ ناگہانی کا سبب پیدا ہوتا ہی * یا اخلاط اس شخص کے سوخت ہونے ہیں اور اسسے امراض ردیہ جو موذی بہلاکت کی طرف ہون پیدا ہوتے ہیں * اسی واسطے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کی کہ میرے حق میں کچھ نصیحت کی بات فرمایئے اسکو تین بار غصہ ہونے سے منع فرمایا اور اسی پر اقتصار کیا * اصحاب میں سے ایک صحابی پیغمبر

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ دین کیا ہی فرمایا کہ نیک خوئی * پھر وہ داہنی طرف آیا اور یہی سوال کیا پھر حضرت نے یہی جواب ارشاد فرمایا * پھر بائین طرف آکر پوچھا تو یہی جواب سنا اسی طرح سے پیچھے جا کر سوال کیا * فرمایا کہ تو نہین سمجھ سکتا ہی کہ دین وہ ہی کہ تو غصے سے باز رہے اور کلام مجید مین ہی * جو کوئی غصے کو پی جاسے اور آدمیون کی خطا سے درگذر دے * علاج غضب کا اور بیماریون کی مثال دفع موجب سے ہوسکتی ہی * پس اگر سبب اُسکا پندار ہو وہ ایک گمان کاذب ہی اپنے حق مین اُس مرتبے کا جسکا مستحق وہ فی الواقع نہین ہی اُسکے دور کرنے کا طریق یہہ ہی کہ اپنے عیبونکو دھیان کرے اور اپنے تئین غضب مین ڈالے پھر اُسکے ساتھہ اورون کے کمال کو ملاحظہ کرے اِس لیئے کہ کوئی ایسا نہین کہ اگر انصاف کی نظر سے اپنے احوال کو دیکھے تو جس کمال کا سزاوار ہی ظاہر نہو * کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ انے موجودات کی ہر ایک شی کو بموجب اُسکی استعداد کے اپنے خاص اسمون اور اپنی صفتون کے پرتو سے معین کیا ہی اُس مین کسی کی شرکت نہین اور اس عالم

نظام کے بیچ ہر شخص کو اُسکے حاصل کرنے کی قوت عنایت
فرمائی* ع * اِس ملک مین طاوُس ساہی کام مین ہر ایک گس *
اور جو سبب اُس کا مال یا خوبصورتی یا نسب یا جاہ سے ہی
پس اگر مال ہو تو داناوُن کو معلوم ہی کہ جو چیز لوٹ اور چھینے
اور چوری یا غارت ہونے کی آفتون سے بچ نہین سکتی وہ
سبب افتخار کا کس طرح ہو سکتی ہی* اور جو خوبصورتی ہو تو
ظاہر ہی کہ جو چیز تھوڑے عارضے سے زائل ہوتی ہی عقلا کے
افتخار کا موجب کیونکر ہوگی * بیت * مغرور مت ہو ہرگز مال
و جمال سے ہان * اک شب مین اُسکو لے لین اور اِسکو
ایک تب مین * اور اگر نسب ہی تو وہ آبا اجداد کی شرافت
کے اعتبار سے ہوگا فرض کرین کہ اگر باپ اُس کا مثلاً اُسّے کہے
کہ تو اِس شرافت کا جو دعوا کرتا ہی وہ فی الحقیقت میری
ہی اِسّے کیا بزرگی تیری جو تو فخر کرتا ہی تو وہ بے شبہہ لاجواب
ہو جایگا اور شائد کہ فضلا سے زمان مین سے کسیکے ساتھہ
باپ اُس کا درجہ مساوات کا رکھتا تھا اِس لیئے شرافت
اُس کی طرف عائد ہوئی* پس کیونکر اُسکے ساتھہ نسبت
رکھتی اُسی فاضل کے برابر فخر کرنے کا سبب ہو سکیگی *

یہہ خصلت ناقصون کی ہی کہ باپ کی شرافت کے اوپر مغرور رہو دعوا افوقیت کا علما پر اِسس طور سے رکھتے ہیں کہ گویا اپنے باپ کے رتبے سے بھی زیادہ ہیں فرض کیا کہ وے اُن سے کمتر ہیں تو تھوڑی بزرگی کے سبب جو ایک شخص کی ذات میں ہی اشرف ہوسکتا ہی اُن بہت بزرگیون سے جو اُس کے غیر میں ہیں * اور اِسی خیال باطل کے سبب اپنے تئین عقلا کے نشان ملامت اور فضلا کے محل عتاب بناتے ہیں * چنانچہ عربی شعر میں رکھا ہی اُس کے معنے یہ ہیں کہ * بیت * اگر تو فخر آبا کا کرے ہی وے تو گذرے ہیں * ولیکن یہہ بہت بد ہی کہ تو اُن سے ہوا پیدا * اور حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مکارم اخلاق کے متمم ہیں ارشاد کیا مضمون اُس کا یہہ ہی * کہ

تم اپنے نسب کی باتین پیش نہ لاؤ بلکہ اپنے اعمال کی گفتگو کرو اور امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی معنے اُس کے یہہ ہیں * قطعہ * مین بتاتا ہون اپنا عری ہی کنیت * ادب مین عجم کا ہون یا مین عرب کا * جوان ہی وہی جو کہہ ہان کہ مین ہون * نہ وہ ہی جو بولے کہ تھا باپ میرا * نقل ہی کہ یونان کے رئیسون مین سے ایک شخص نے ایک

غلام دانا پر اظہار فخر کیا غلام بولا کہ اگر تیرے فخر کا سبب
یہہ لباس فاخرہ ہی جس سے تو نے اپنی سجاوٹ کی ہی تو
وہ اس کپڑے مین ہی* اور جو یہہ گھوڑا تیز قدم ہو جس پر تو
سوار ہی تو یہہ بزرگی تیری نہین* اور اگر فضیلت پدری ہی
تجھے اوسسے کیا حاصل* جب کہ ان فضیلتون مین سے کچھ تیری
نہین پس اگر تجھہ سے اپنی اپنی شرافت لے لین بلکہ
جس وقت تیری طرف عائد بھی نہین تو احتیاج پھیر لینے کی بھی
نہین پھر اوسسے تیری کیا شرافت ہوگی* اور روایت ہی کہ
ایک حکیم کسی مال دار کی صحبت مین رہتا تھا اور وہ مال و متاع
دنیاوی کے سبب اپنے تئین کھینچتا اور فخر کرتا* اتفاقا حکیم کو
احتیاج تھوکنے کی ہوئی داہنے بائین دیکھہ کے اوس دولتمند
کے منہہ پر تھوکا حاضران مجلس اوسے بد کہنے لگے حکیم نے جواب دیا
کہ ادب کی چال یہی ہی کہ نامعقول جگہہ مین تھوکئے* مین نے
جتنا ادھر اودھر دیکھا کوئی مکان اسکے منہہ سے جو نادانی کے
عیب سے صورت انسانی اوس کی مسخ ہو گئی ہی خراب نپایا*
اور اس فقیر نے بعضے استادون سے خدا ان پر رحمت
بھیجے سنا ہی کہ پارس کی اطراف مین ایک دنیا دار مال

و متاع اور دولت فانی کے سبب مغرور و مسرور تھا ایک دن
کسی ولی کے پاس گیا جب اُسنے مراقبے سے فراغت
کی اور اُسکی طرف نظر پڑ گئی خادم پر خفگی کی اور کہا کہ
اِس گدھے کو یہان سے نکال دے اور یہان تک غصے ہوا کہ وہ
دنیادار باہر نکلا پھر جب ٹھنڈے ہوئے خادم نے استفسار کیا
بولے کہ مینے نے سواے شکل حماری کے اِسکی صورت سے
مشاہدہ نہ کیا * مراء اور لجاج جو عبارت جنگ و جدل سے ہے
وہ علاقۂ اُلفت کے زائل ہونے کا سبب اور رابطۂ وحدت
کے ٹوٹنے کا موجب ہین اِس لیئے کہ مخالفت ضد ہے موافقت
کی * اور بہ سبب اسکے کہ کثرت کو غلبہ اور رفعت مندی ہے سلسلۂ
انتظام کے ٹوٹنے کا احتمال اور بناے اتحاد کے گرجانے کا شبہہ ہے اِس
واسطے کہ قوام کثرت قہرمان وحدت سے منوط و مربوط ہے *
پس یہ دونون خصلتین جہان کے بند و بست کے اُٹھا دینے کا جو
بڑا مفسد ہے سبب ہوتی ہین * پر کبر وہ قریب عجب کے ہے
اور فرق اُنکے درمیان یہہ ہے کہ عجب اُس کمال کا اعتقاد کرنا
اپنی شان مین ہے جو حقیقت کے رو سے اُس مین نہین اور
کبر اسی کمال کا دعوا کرنا اور دون کے ساتھہ اگرچہ وہ اُسکا

معتقد نہو * علاج اُسکا اِس طور سے ہی کہ سوچے مین کہان سے
پیدا ہوا ہون اور حقیقت میری کیا * جو شخص دو مرتبہ پیشاب کی
راہ سے نکلا ہو کس طرح و دسرا وار کبر و غرور کے ہی جب یقین
اُسکا حاصل ہو تو کبر و نخوت کی بیماری سے اپنی روح کو صحیح
تندرست رکھے * اور مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ
آدمی کو غرور کرنا کیا لائق ہی اِس لیئے کہ اول اُسکا غلیظ نطفہ
اور آخر بدبو مردہ اور بیچ مین خود نجاست کا ڈھونے والا * اور
حدیث قدسی مین ہی کہ کبر میری چادر اور بڑائی میری
ازار بس جو کہ ان دونون کے لیئے جھگڑے اُس کو دوزخ
مین ڈالونگا * اور حدیث نبوی مین آیا ہی کہ حشر کے میدان
مین تکبر کرنے والونکو چھوٹی چھوٹی چیونٹیون کے برابر بناوین حقیقت
اُسکی یہہ ہی کہ سوا سے غنی مطلق کے جسکے دامن جلال مین
کسی طرح سے گرد احتیاج کی لگ نہین سکتی * اور وجود
جمیع ممکنات کا اُسکے انوار وجود کا پرتو اور اُسکے دریاے بخشش
کا قطرہ ہی کوئی لیاقت تکبر کی نہین رکھتا * اِس لیئے کہ تکبر
و احتیاج مین منافات ظاہر ہی * بیت * کبر بد ہی اور گدا
سے زشت تر * جیسے جاڑو نمین کرین جاڑے کو تر * پر اسنہا

ادنا آدمیونکا شیوہ ہی اور ربرتے سے لوگونکے دل لینے کے لیئے
اور اُن کے پاس جانے اور مال و مرتبے کے واسطے یہہ چال اختیار
کرتے ہین * اور جو کسی کو فضیلت و ہنر ہو اور وہ آزاد ہو تو وہ
عیب جانے کہ اس شیوے سے توسل ڈھونڈھے بلکہ اپنے ہنر و
فضیلت سے اُنکے پاس عزت حاصل کرے * حدیث مین آیا ہی
کہ روز قیامت مین ٹھگھولون کو بہشت کے دروازے پر
بلادین جب وے وہان پہنچین در کو بند کرلین پھر دوسرے
دروازے سے بُلادین جسوقت وہان جائین وہین دروازے
موندین * اسی طرح سے اُن کے ساتھہ بھی سلوک اختیار اور ٹھگھے کی
صورت پر اُنھین عذاب کرین * ایکن خدروہ دولت اور رتبے
اور اُس کے غیر مین ہوتا ہی پر اُسکی سب قسمون کا موجب
خیانت ہی کیونکہ وہ بدون کی بد اور بروکی بُری ہی اور
کسی دانا کے نزدیک بہتر نہین * پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ وسلم نے
اس طریق کو اخلاق منافقین سے شمار کیا ہی اور فرمایا کہ حشر کے
دن قریب دیدیوالونکا ایک نشان ہوگا کہ اُنسے سب لوگ اُنکے
قریب بر مطلع ہونگے یہہ خلق ترکو نہین بہت ہوتا ہی اور رو فاجو ضد
اُسکی ہی روم اور حبش کے بیچ اکثر ہی * مبہم وہ عبارت

بھی کسی کو تکلیف دینے سے انتقام کے لیئے کہ وہ تحمل ظلم کا
کرے * برائی اُسکی ظاہر و انظلام کی حقیقت سے مفہوم
ہوتی ہی * عاقل کو چاہیئے کہ انتقام لینے پر اقدام نہ کرے جب
تک یقین نہو کہ وہ ایک اور ضرر کا باعث نہو لیکن
یہہ بہت سوچ اور فکر تردد اور قوت حلم کے حاصل ہونے سے
ہوسکتی ہی یانہ بخشش ہی دینا بہتر ہی اس واسطے کہ بہ سبب
اُسکے دشمن دوست ہو جاوے اور طوق شرمندگی کا اُسکی
گردن میں پڑے * کیونکہ اہل غیرت عدو کے بخشش دینے کو
باوجود اسکے کہ وہ انتقام لینے پر قادر ہی اپنے اوپر سخت
و ناگوار جانتے ہیں * چنانچہ عربی مثل میں کہا ہی معنے اُسکے یہہ
ہیں کہ دشمنوں کا عفو سخت تر ہی دوستوں کے ظلم سے *
اور مناسبت وہ دم بھرنا ہی اُن نفیس چیزوں کے طلب
کرنے میں جو مشتمل ہیں کتنے خطروں پر * لیکن پادشاہوں
اور اہل دول کو اُنسے احتراز کرنا بہتر ہی پھر ہمارا تمھارا کیا
چلتا * کیونکہ جس بادشاہ کے خزانے میں نفیس جواہر ہو اُسکے
تلف ہو جانے سے ایمن نہیں رہ سکتا * ظاہر ہی کہ گردش
آسمانی اور انقلاب زمانی کے سبب بہت سے ہیر پھیر اور اُلٹ

پلاسٹ دنیا کے کارخانے ہوتے ہیں کیونکہ خیاط روزگار ممکنات کے لباس طمع کو خطوط شعاعی کے تار سے سیتا ہی * پھر قینہ وقاد کی کھونچ کھانچ سے پھاڑ کر آتش فنا میں جلا دیتا ہی * اور نقاش قضا جس ترکیب کی صورت کو اجزاے عنصری سے بناتا پھر ہاون فلکی میں کوٹ کر اُس مادے سے دوسری ترکیب تیار کرتا * چنانچہ آیۂ قرآنی میں آیا ہی معنہ اُس کے یہ ہیں کہ

عادت خدا کی وہ چیز ہی کہ تحقیق آگے گذری اور تو کبھی

خدا کی عادت کے واسطے تبدیل نہ پاویگا * اور جب بادشاہ اُن نفائس میں سے کوئی ایسی چیز جسکو دل سے چاہتا ہو کھووے تو بے شبہہ آثار غم و الم کے اُسکے صفحۂ خاطر میں زیادہ اُس خوشی کے مرتبوں سے پیدا ہوں جو اُسکے ہاتھ آتے وقت حاصل ہوئے تھے * چنانچہ نقل ہی کہ ایک بلور کا قبہ نہایت خوبصورت اور بڑے بڑے کاریگروں نے اُسے چھیل کر کے گرد و مدور ایسا بنایا تھا کہ گویا سانچے کا ڈھلا ہوا تھا اور اُسکی صفائی کے آگے آب و تاب جواہر کی بے آب تھی * اور دیکھنیوالے اُسکی شادابی سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لیتے * بادشاہ کے حضور بطریق تحفے کے لاے * بادشاہ نے بہت تامل سے اُسکو

ملاحظہ فرمایا تو بہت پسند گیا اور اُس کی آنکھوں میں دو صرا
آفتاب و مہتاب نظر آیا۔ ارشاد ہوا کہ اسے خزانے میں
حفاظت سے رکھیں تا دونوں وقت اُس کے مشاہدے سے دل کو
خوش کرے۔ اور یہ مقرر تھا اُس کے کہ کون دولتمند ہے کہ زمانہ
اُسے مکدر نہیں کرتا جب حادثہ زمانی نے اپنی عادت کے طور پر
اُس کو تلف کر دیا بادشاہ اس کے سبب بہت دلگیر ہوا۔
یہاں تک کہ بندوبست ملکی کی تدبیر مصاحبوں کی صحبت رعایا کی
رفاہ سے درگذرا اور راز پیکہ تاسف سے اپنے یاقوت
لبوں کو گوہر دندان سے کاٹتا اور غایت افسوس سے
اشک عقیقی چہرہ کہربائی پر بہاتا۔ اور آنسوؤں کی گرمی
لیکر اُسکے سوداکے بازار میں آیا اور اپنے نقد اوقات کو
اُسکے ذکر میں صرف کرنے لگا۔ اس قدر سودا نے اُسکے دماغ میں
جوش مارا کہ قبہ بلورین فلک کا اتنے گوہر شب چراغ کے
ساتھ اُسکی آنکھوں میں تاریک ہو گیا۔ لعل باوجود اُس
سنگ دلی کے اُسکی آتش غم سے موم کی مثال پگھل گیا۔
اور جگر مرجان کا اُس گران جانی سے خون ہوا۔ خواص و اعیان
ملک کے کسی گوہر نفیس کی تلاش میں جس سے بادشاہ کا

دل بہلے جتنی سعی و تردد کرتے تھے محروم اور نا امید پھرتے * آخرالامر عمان ملک داری کا سلطان کے قبضۂ اقتدار سے چھوٹ گیا اور خلل کلی امور میں پیدا ہوا * جبکہ بادشاہوں کا یہہ حال ہی پس زیردستوں کے اگر کوئی اچھی چیز ہاتھہ لگے زبردست لوگ اُس کی طمع سے سر اٹھاتے ہیں اور اُس کے چھیننے کے لیئے ہاتھہ بڑھاویں * اگر وہ کچھہ چون چرا کرے پشیمانی کھینچے بلکہ نہ دینے کی صورت میں اپنی جان سے ہاتھہ دھو بیٹھے * پس عاقل کس لیئے ایسا اختیار کرے جس سے اتنے فساد برپا ہوں * مصرع * میں جان جہان کی ہوں نہ جہان جان ہی میری * یہی ہی کلام غضب کے اسباب اور اُسکے علاج میں * پر جو کوئی زیور اعتدال سے آراستہ ہی غضب کی دوا اُس کے نزدیک آسان ہی * کیونکہ غضب وہ ظلم ہی اور عدالت کی سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہی اور کسی طرح بہتر نہیں * جو لوگ اپنے خیال باطل سے توہم کرتے اور کہتے ہیں کہ غضب علامت بڑی جوانمردی کی ہی اور اپنی نادانی سے اُس کو شجاعت جانتے ہیں محض خیال فاسد ہی اِس لیئے کہ جو خصلت سبب فتنہ و فساد کا ہوتی اور جس سے اتنی خرابیاں

مشہور ہ اور خویش و اقارب نوکر چاکر باندی غلام لوگ بگڑ جاتے ہیں وہ کس وجہ سے عقل کے نزدیک بہتر ہو سکے ہ اسی واسطے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہ جوانمردونمیں جوانمردوہ شخص ہی جو غصے کے وقت اپنے تئیں تھامے ہ اور جب بعضے لڑائیون سے مراجعت فرمائی ارشاد کیا کہ ہ ہمین جہاد اصغر سے پھر آیا جہاد اکبر کی طرف ہ لوگون نے پوچھا کہ جہاد اکبر کیا چیز ہی فرمایا کہ ہ اپنے نفس امارہ کے ساتھہ لڑنا ہ اور زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ ہ تیرے دشمنون میں سے بڑا دشمن تیرا نفس امارہ ہی جو تیرے دو پہلو کے درمیان ہی ہ اگر افراط غضب کے ساتھہ روایت کیفیت کی بھی ملجاے تو حیوان بے زبان سے تشبیہ پیدا کرکے بہائم وجماد کے ساتھہ جیسے باس مال و متاع ہین یہی طریق درپیش کرے اور چہار پایون اور کبوتر اور بلّی وغیرہ حیوانات کی مار پیٹ سے اپنی تشفی خاطر چاہے یہان تک کہ اگر قلم کا قط مثلاً اُس کی خواہش کے مطابق نہو یا چاندی کے سبب صندوق یا پٹارے کا قفل اگر کھول نسکے خفگی کے مارے اُس کو توڑ ڈالے اور دیوانون کی مانند بیہودہ گالیون میں زبان کھولے یہہ طریق نہایت رذیل ہی ہ چنانچہ

صاعت کے بادشاہون مین سے ایک بادشاہ جو نہور مین مشہور تھا نقل کرتے ہین کہ جب کشتی اُسکی دریا کے سفر سے دیر کو پہنچتی دریا پر غصہ کرتا اور حکم کرتا کہ اُس کے پانی کو نکال ڈالین اور پہاڑون سے بعد دین اِسی طرح سے دریا کی تہدید کرتا * اور حکیم ابو علی مسکویہ نے بعضے احمقون کی نقل کی ہی کہ جب چاندنی رات کو سوتا اور بیمار ہوتا تو چاند کے اوپر خفگی کرتا اور گالیان دیتا * اور مہتاب کی ہجو کہتا اکثر ہجو چاند کی شان مین اُس سے مشہور ہین * بیت * مہتاب نور بخشے ہی بھونکے سگ پاید * کتے کو پوچھہ غصہ ترا چاند پر ہی کیون * غرض ایسی ایسی حرکتین نہایت بد اور سبب ہنسی کا ہین * بس جو اُن اوضاع کو اختیار کرے حماقت و نادانی مین مشہور ہو * یہہ خاصیت ناقصون کی ہی * جیسے رنڈیان اور بیوقوف بڈھے اور لڑکے اور بیمار ہین * اور جس طرح کیفیات بدنی بالفرض مودی اپنی ضد کی طرف ہوتی ہین اِسی طرح سے کبھی ایسا ہوتا ہی کہ نفسانی کیفیتون مین بھی رذیلت غضب قوت شہوی کی زیادتی سے جو عبارت ہو از حرص ہے ہی اور ایک وجہ سے اُنکی ضد بھی پیدا ہوتی *

کیونکہ حریص کو جب خواہشون سے باز رکھین اُسکے غضب
کی آگ بھڑکے * اور بخیل کا اگر کچھ مال نقصان ہوا اپنے دوستون
اور ہمنشینون پر جو کسی وجہ سے اُس مین مداخلت نہین
رکھتے ہین غصہ کرے * لیکن ثمرہ اُن بدخصلتون کا ناراستی
اور ندامت کے سوا کچھ نہین * اور جو صاحب عدالت عقل
کی ترازو مین اپنے جواہر اخلاق کو سنجیدہ رکھے * اغماض و
اکرام و عفو و انتقام مین سے جو حال کہ پیش آوے طریق
اعتدال پر چلے * منقول ہی کہ سکندر بادشاہ کی خدمت مین
ایک بے وقوف شوخی اور عیب جوئی کرنے لگا جو اشخاص
مین سے کسی نے عرض کی اگر بادشاہ اِسکو تنبیہ کرین تو
اِس حرکت سے باز رہے اور اورون کی عبرت کا موجب ہو *
بادشاہ نے فرمایا کہ یہہ بات راے صحیح اور عقل صریح کے
برخلاف ہی کیونکہ ہم سے اب تک اُسکو کچھ ایذا نہین پہنچی
ہی * اور جو شخص کہ اِس ماجرا سے واقف ہو اُسی کو یہہ
کہے * اور عیب مین اِسکو دکھہ دون تو بے شبہہ بری مذمت
اور عیب جوئی مین مبالغہ کریگا اور داناؤن کے نزدیک
اُسکے لیئے جاے عذر رہوگی * اور کسی وقت مین باغبانون

مین سے ایک شخص بہ سبب نافرمانی کے اسیر ہوا تھا سلطان سکندر اُس کی لغزش سے درگذرا اور اُس کو آزاد کیا* حضور مین سے ایک شخص نے بہت تیش کھاکر کہا کہ اگر مین تمسا ہوتا اِسے مروا ڈالتا* شاہ نے جواب دیا جب مین تجھہ سا نہین ہون اِس واسطے اِس کو نمارا* علاج بزدلی کا وہ چپ رہنا ہی انتقام کے لینے سے جب کہ مناسب ہو اور وہ ضد ہی غضب کی اِس لیئے کہ وہ اسباب مین افراط ہی* اور ہر آئینہ بہت سے مفاسد اس مرض کے لازم ہین جیسے ذلت و خواری و بد زندگی یا اُس کے حقوق مین لوگون کا طمع فاسد کرنا اور کامون پر کم ثابت رہنا اور سستی مزاج کی اور طلب راحت کرنی جو سبب ناامیدی کا ہی سعادتون سے اور ظالم کو اپنے اوپر قادر کرنا اور اپنی اور اپنے اہل کی بُرائیون مین راضی ہونا فضیحت اور گالی سنکر چپ رہنا اور بے غیرتی اختیار کرنی اور سب کامون سے رہجانا* پر علاج اس بیماری کا اور مرضون کے برابر رفع سبب سے ہوتا ہی* اور وہ اپنے تئین اس حالت کی قباحت پر تنبیہ نے اور غصے کی چال پر چلنے سے موافق تدبیر مناسب کے

ہو سکتا * ہر گاہ کہ افراد انسانی میں غضب مرکوز ہی جب ناقص ہو تحریک کار سے آگ کی مانند پتھر سے نکلے تو اس باب میں مخاصمہ کرنا اُس شخص کے ساتھہ جسکے مکر و فریب سے بچ سکیئے بہتر اور پیش آنا اُن آدمیون سے جو اُس کے گالی دینے اور خفیف کرنے میں مبالغہ کرین نافع ہی * اس مقام کے مناسب ایک نقل ہی کہ منصور بن نوح کو جو والی خراسان کا تھا وجع مفاصل عارض ہوا اور اُس زمانے کے بڑے بڑے طبیب دوا کرنے سے عاجز ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سے اِسکی تدبیر نہین ہو سکتی * تب ارکان دولت کی رائے اِس پر ٹھہری کہ محمد ذکریا رازی سے جو راز دان قوانین طب کا ہی مشورت کیجیئے * اور کسیکو اُسکے لانے کے واسطے بھیجا * جس وقت دریاے شور کے کنارے پر آیا ناؤ کی سواری سے ڈرنے لگا آدمیون نے اُس کے ہاتھہ پانون باندھہ کر کشتی مین ڈال دیا بہر صورت دریا سے پار ہو کر حضور تک لائے * اگرچہ ہر طرح کی تدبیر کرنے میں کچھ قصور نہ کرتا تھا لیکن نتیجہ مراد کا حاصل نہوتا * فرد * سکنجبین نے قضارا بڑھایا صفرا کو * عجب کہ روغن بادام سے ہو خشک دماغ * بعد اسکے بادشاہ سے عرض کی کہ ہر چند مین نے معالجے جسمانی

کیئے پر کچھ فائدہ نہوا * اب تدبیر نفسانی باقی رہی ہی اگر اُسّے
آرام ہوا تو بہتر نہیں تو کچھ بھروسا نہیں دیکھتا ہون * یہہ کہہ کر
بادشاہ کو تنہا حمام کے درمیان لے گیا اور کہہ دیا کہ کوئی یہان نہ
آوے آخر جب حمام کی گرمی نے بادشاہ کے بدن مین تاثیر کی
تب ایک چھری نکال کر سامھنے آیا اور دشنام مغلظہ دینے لگا
اور کہا کہ تو نے حکم دیا تھا کہ میرے ہاتھہ پانون باندھہ کر پانی مین
ڈال دین اور بے حرمت کرکے کوسون کی راہ سے لادین *
اب مین اسی چھری سے انتقام اُس کا تجھہ سے لونگا * یہہ
بات سنتے ہی سلطان کی آتش غضب بھڑکی اور بے اختیار
وہان سے اُچھلا محمد ذکریا نے جلد باہر آکر ایک پُرزے کاغذ مین لکھہ کر
بادشاہ کے کسی خواص کو دیا اور کہا کہ شاہ کو باہر لاؤ جو
اِس مین لکھا ہی اُسی تدبیر سے عمل کرو * اور وہ ہین تیز قدم
گھوڑے پر سوار ہو خراسان سے باہر نکلا آخر الامر بادشاہ کی
اُسی طریق سے تدبیر کرنے لگے کہ شفاے کامل حاصل ہوئی سبب
اُس کا یہہ ہی کہ مواد بلغمی کو جو موجب مرض کا تھا حرارت غضبی
نے گرمی حمام کی مدد سے تحلیل کردیا پھر بادشاہ نے ہرچند اُسے
بلوایا پر اُس نے ملاقات نکی اور عذر کر بھیجا کہ بندے نے خدمت

سلطانی مین جو بے آدبی کی ہی اوہ مصلحت علاج کے لیئے تھی * شاید بادشاہ کدھی اُسکو یاد فرماے اور خاطر مبارک مین گرانی آسے تو بادشاہون کے قہر سے کسی طرح جان بر ہونا متصور نہین * اِن باتون سے غرض یہہ ہی کہ آتش غضب کا اشتعال کرنا اگرچہ وہ بسبب سرد مزاجی کے سست ہوئی ہو ممکن ہی* چکھون سے بعضا شخص لڑائیون اور خوف کی جگھون مین جاتا اور طوفان کے وقت کشتی مین جا بیٹھتا اس لیئے کہ خوف وہراس کے صدمے سے اطلاع حاصل ہو * علاج خوف کا وہ عبارت ہی ایک ہیئت نفسانی سے جو توقع کے نزدیک مکروہ ہو * اور نفس انسانی اُسکے دفع کرنے پر قادر نہو * اور نسبت توقع کی اُس شی کے ساتھ ہوسکتی ہی جو زمان استقبال مین ہونے پس وہ شی ضروری ہی یا ممکن اور ممکن کا سبب یا فعل شخص ہو یا اُسکے فعل کا غیر لیکن اِس صورت مین ڈرنا مقتضا عقل کا نہین * پس کسی عاقل کو نچاہیئے کہ اُنکی کسی صورت مین خوف کرے * اور اگر وہ شی ضروری ہی اور معلوم ہو کہ دفع اُسکا قدرت بشری کے احاطے سے باہر ہی تو علاج اُسکا سواے اِسکے نہین کہ اِس پر راضی ہو اور اُس آفت کو قبول

کرے * کیونکہ بسبب اُس حالت کے دین و دنیا کی تدبیرون سے رہ جاتا ہی * ایسی خصلت کہ جسکے سبب یہہ فساد برپا ہو اُسکو شقاوت دارین مین پہنچاتی ہی اور جو ممکن ہو اور سبب اُسکا فعل شخص کا نہو لیکن جب وہ اپنی ذات کی نظر سے ہونے نہونے مین برابر ہی تو ہونے پر یقین کر کے بالفعل اپنے تئین غم و الم مین ڈالنا خلاف راے صواب کے ہی * بلکہ اُسے ہونے نہونے پر چھوڑنا چاہیئے یہہ قسم اگرچہ رضا و تسلیم کے رو سے قسم اول کے ساتھہ خصوصیت رکھتی ہی * لیکن جب ہونے کا یقین نہین ہی تو ایسے مین خوف مین خدا النا اولی ہی * اور اگر سبب اُسکا فعل شخص کا ہو تو لازم ہی کہ برے اختیارون سے اجتناب کرے اور اُس کام کا اقدام نہ کرے جس سے مآل اُسکا بد ہو جاے * اس لیئے کہ جان بوجھہ کے برائیون پر کمر باندھنا مقتضا عقل کا نہین * کیونکہ جو جانتا ہی کہ جس برائی کے ظاہر ہونے مین فضیحت ہوتی ہی اور جو چیز ہونے والی ہو اُسکا ہونا کچھہ دور نہین پس یقیناً اُس پر اقدام نہ کریگا پس سبب خوف کا پہلی صورت مین حکم کرنا ممکن کے اوپر ہی اُسکے وجوب کا اور اس صورت مین اُسکے امتناع کا ان دونون کا منشا نسمجھہ بوجھہ کا

قصور ہی اور جب خوف کے سبب نجمین سے موت بہت بڑا سبب ہی تو اُسکو چھوتا جاننا اور اُسسے پروانہ کرنا مناسب ہی * علاج خوف موتکا پہلے سوچا چاہیئے کہ موت انسانکی فناے ذاتی نہین اسواسطے کہ نفس ناطقہ دریاے ملکوتی کا ترشح اور عالم جبروت کے آثار سے ہی * اور فنا کو اُسکی بقا کے میدان مین دخل اور حوادث زمانی کا اُسکے جوہر ذات سے کچھ علاقہ نہین * بہت * مرنا ہی کب وہ جو کہ ہوا زندہ عشق سے * ثابت ہی جاودانی ہماری کتاب مین * اور یہہ قاعدہ حکمت کے بیچ عقلی دلیلون سے مستحکم ہو چکا ہی اِس مقام مین جو کہ مناسب ذکر کا ہو یہہ ہی کہ اگر انسان فرض کرے کہ اُسکے اعضا مین سے کوئی عضو مثلا ایک اُنگلی جاتی رہے تو اُسکی انانیت مین کچھ نقصان نہین ہوتا * اِسی طرح سے اگر دوسرا کوئی عضو جاتا رہے یہان تک کہ تمام عضو اُسکے بتدریج منتفی ہو جائین اور نظر تعمق سے مرتبۂ ذات مین تامل کرے تو اُس کو محفوظ پاوے * جب نہید اِس مقدمے کی ہوئی تو معلوم ہوا کہ موت سے ڈرنا یا اِس واسطے ہی کہ اُس کی حقیقت کو جانتا نہین اور اُس کے خیال مین گذرتا ہی کہ مرنا موجب فناے ذاتی کا ہی * یا یہہ سبب

تصور کرنے اُس الم کے جو موت کی حقیقت مین ہی یا گمان کرتا ہی کہ مرنے مین کچھ اُسکا نقصان ہوتا ہی یا اُن احوال کو سوچتا ہی جو بعد موت کے پیش آئین خواہ اُسی کو جیسے عاقبت کے عذاب یا اُن کی اولاد کو یا اُسے حیرت آجاتی ہی کہ مرنے سے کیا ہوگا لیکن جب عقل کی نظر سے اُن چیزون کو دیکھے اور اندیشے کی کسوٹی پر پرکھے تو وہ سبب خوف کا ہو نہین سکتی ہین * پہلی صورت مین اِس واسطے ہی کہ تمہید سے معلوم ہوا کہ حقیقت موت کی عبارت ہی علاقہ نفس انسانی کے چھوٹ جانے سے جو بدن کے ساتھہ ہی اور آلات بدنی کے رہجانے سے * اور دوسری صورت مین اِس سبب سے کہ ہرگاہ الم جسمانی حیات کا سبب ہی اور حیات تعلق نفسانی کا پرتو اور موت اِس تعلق کو اُٹھا دیتی ہی * پس حقیقت مین موت اُس الم کے دفع ہونے کا سبب ہی کیونکہ جو چیز غیر ملائم کے معلوم کرنے کا سبب تھی سو تو منعدم ہوگئی پھر خوف کس بات کا * اور تیسری وجہ مین جاننا چاہیئے کہ موت حقیقت انسانی کے آثار کی متمم ہی * چنانچہ قدیم حکیمون نے اُس کی تعریف مین کہا ہی کہ انسان زندہ گویا اور مرنے والا ہی پس موت

اُسکی نہایت اور تمامی ہوئی پھر اُس مین تو تمام نقصان کا کرنا قصور عقل ہی * مصرع * سنا نہین کہ ہوا جو کوئی تمام ہوا * دانا کو چاہیئے کہ طبیعت کے بندیخانے سے نکل کر عقل کے میدان وسیع مین آوے اور حیات عقلی کو حیات جسمانی کے اوپر ترجیح دے * اور اُس کمال کی طرف جو عقل کے وسیلے سے حاصل ہو قصد کرے * اور ہمت کے پانون سے ساتوین آسمان پر چڑھ کے عالم ملکوت مین اپنی منزل اختیار کرے * ابیات * سحر کو طائر قدسی سے مین سنی یہہ صدا * مقام رہنے کا ہرگز نہین ہی یہہ دنیا * بنایا عالم علوی مین گھر ہی تیرے لیئے * عبث تو دام ہوس کا یہان اسیر ہوا * فرد * تجھے جو دولت وصل اُسکی ہاتھہ آئی علا * ندال طرح اقامت کو تو یہان حاشا * اور چوتھی وجہ مین جب ترتب عذاب کا گناہ کی صورت پر ہی * پس چاہیئے کہ جو موجب گناہ کا ہو اُس پر اقدام نہ کرے * کیونکر منشے خوف اُسکی بدفعلیان ہین * اور پانچوین صورت مین اگر دہشت اُسکی اپنے قبیلہ اور اولاد و خویش و اقارب کی شکستہ حالی سے ہی تو سوچے کہ فیضان عنایت ازلی کا بہ مقتضائے حکمت لم یزلی کے

اِسس عالم موجودات کی ہر ایک شی کو جس طرح اُسکا بند و بست مناسب جانتا اُسکی نہایت مین پہنچا دیتا ہی کہ کسی شخص کو اُسکے بدلنے کا مقدور نہین ہو سکتا پھر کیا غم ہی * فرض کیا کہ اگر وہ زندہ بھی رہے لیکن اُس کے جیتے جی مین پرورشس اُن لوگون کی اُسکے ارادے کے موافق میسر کہان پاتا مشیت الٰہی کے تدبیر سے پرورش پاتے ہین * چنانچہ آنکھون دیکھتے ہین کہ بہت سے فاضل اپنی اولاد کی تربیت کے واسطے بجان و دل ساعی ہوتے ہین پر کوششس اُن کی اصلا فایدہ نہین کرتی * اور جو تاسف اُس کا اِسس لیئے ہی کہ وہ سب سے جدا ہو جاتا اور مال و ملک اُسکے ہاتھہ سے چھوتتا ہی تو یہہ حُزن کی قسم سے ہی لیکن یہہ اُن چیزون کے واسطے غم کھاتا ہی جن کی غمخواری مین کچھہ فائدہ نہین * انشاء اللہ تعالی علاج حُزن کا بھی اِسکے پیچھے بیان ہوگا * پھر اِسکے بعد تقریر کی جاتی ہی کہ حکمت کے درمیان مقرر ہی کہ (ہر ایک موجود کو معدوم ہونا ہی) * اور بدن انسانی بھی جملۂ موجودات سے ہی پس اُسس کو معدوم ہونا ضرور ہوا کیونکہ اجزاے عنصری اگرچہ حرکات فلکی کے سبب آپس مین ملے ہین لیکن ہر ایک بنظر

اپنی اپنی ذات کے داعی افتراق کا پس بالضرورت ایک
دن جد سے ہو جاینگے اسکے لیئے کیا اندیشہ ہی * بیت * بے سبیل
متفق کہ اکھاڑینگے یہہ درخت * لے باد مخالف کہ بجھا دیوین یہہ
چراغ * پس جو شخص اپنی زندگی اور بدن کی آرایش
چاہتا وہ ضمناً اُسی فساد کو چاہتا ہی جو اُس کے بدن کو لازم ہی
چاہیئے کہ تصور کرے کہ اگر موت نہوتی تو مقاصد کی نوبت ہم تک
کیونکر پہنچتی * ابو علی سکویہ نے کہا ہی اگر فرض کرین کہ اسلاف
مین سے کوئی ایسا شخص جسکا حفظ نسب مقصود ہو جیسے حضرت
ولایت پناہ امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ اپنی ہر آل
و اولاد کے ساتھہ اب تک کہ مدت چارسی برس کی ہی اور
وہ زمانہ ابو علی سکویہ کا تھا زندہ رہتے یقین ہی کہ دس ہزار
سے زیادہ ہوتے کیونکہ باوجود اتنے ظلم ستم کے جو اِس خاندان
مین ہوئے اور ظالمون نے اُن کے استیصال کرنے مین سعی
و تردد کیا اب بھی قریب دو لاکھہ کے آدمین سے بلاد متفرقہ مین
موجود ہین اور ہر ہر شخص مین جو اُنکا ہم عصر تھا اگر یہی اعتبار کرین
تو اس چارسی برس کی مدت مین زیادہ اِس حساب سے ہو دے
اور یہین سے معلوم ہوا کہ اگر چارسی برس تک آدمی نمرتین

اور توالد و تناسل کا سلسلہ برقرار رہے تو خلقت نہایت کثرت سے موجود ہو جاوے پھر جب یہہ مدت دونی ہو تو لوگونکا دونا دون خانہ شطرنج کے دونے دون بر شمار کے درجے سے باہر جاوے اور کوہ و بیابان اور عرصہ ربع مسکون کو جیسے مہندسون نے عقل و فکر کے وسیلے سے ناپا ہی اگر ہر ایک شخص کے لیئے تقسیم کرین تو کسی کو اتنی جگہہ میسر نہ آوے جو پاؤن رکھے اور سیدھا کھڑا رہے اور جو چاہین کہ ہاتھہ اٹھا کر آپس مین ملکر کھڑے ہوون جب بھی زمین تنگی کرے * پھر بیٹھنا اٹھنا سونا آرام کرنا چلنا پھرنا ضرورت کے واسطے کہان پایئے کھیتی حویلی وغیرہ درکنار * جب کہ آٹھہ سی برس کی مدت باکہ اِس سے کمتر مین نوبت یہان تک پہنچے تو اُسکے دونے دون کا کیا دخل * پس حیات جاودانی چاہنی اور مرنے کو برا جاننا خیال فاسد ہی * دانا کو لازم ہی کہ آیئنہ خاطر کو ایسے گمان کاسد کے غبار سے صاف و مصفا رکھے * اور سوچے کہ جو اِس عالم امکان کے بندوبست مین مشاہدہ کرے تو آیئن کامل اور قانون افضل ہی اور توہم زیادتی کا لاحاصل * پر جو کوئی آرزو دوام زندگانی کی کرے اور طول امل کے سبب درازی عمر کی اعتدال کی حد سے چاہے تو سوچے کہ بہت حیات

سے غرض لذت زندگانی ہی اور معلوم ہی کہ پیری کے وقت تمام
قوتین اُسکی سست ہو جاتی ہیں اور اُسکے حواس ظاہری و باطنی
میں خلل راہ پاتی ہی اور تندرستی جو اصل لذائذ ہی نہین
رہتی اور اِس آیت کے مقتضا کی طرف جس کے معنے یہ
ہیں کہ جسے ہم بہت عمر دیتے ہیں اُسے خلق کے بیچ سرنگون
کرتے ہیں تمام احوال اُسکے راجع ہو کر قوت اُس کی سستی
سے آرام بے آرامی سے اور آبرو بے آبروئی سے متبدل
ہوتی ہی چنانچہ قبیلہ اور اولاد اُسسے بیزار ہو جائیں علاوہ ہردم
ایک ایک ہمدم کی مفارقت یار و آشنا کی جدائی اور ہر ساعت
طرح بطرح کے دکھ درد میں گرفتار ہووے پس جو شخص حد اعتدال
سے طول عمر کی تمنا کرے تو حقیقت میں اُن پریشانیوں کا طالب
ہو جو اُسکے تابع ہیں ❋ اور جب معلوم ہوا کہ موت سے چارہ
نہین اور حقیقت اُسکی نفس انسانی کا رہائی پانا بدن کثیف
کے بوجھ اُٹھانے سے اور آزاد ہونا طائر ملکوتی کا قالب ناسوتی
کے قفص سے ہی اور تحقیق ہوئی کہ قرارگاہ نفس انسانی کا اور
ہی عالم ہی پس دانا کو چاہیئے کہ سعادت سرمدی کے حاصل
کرنے اور لذت ابدی کے پانے کے لیئے سعی و کوشش کرے ❋

اور چار پایون کی مانند دانے پانی کی طرف سر نہ جھکاوے * اور قواے جسمانی کو لذات عقلی کے تحصیل کرنے کے واسطے مصروف رکھے اور اِس پیدایش مین علاقات بدنی کے تعلق سے قطع نظر کرکے مطابق اُس آیت کے جسکے معنے یہ ہین کہ تم موت کے آگے سے مرجاؤ اپنے تئین موت ارادی سے مردہ صفت بناوے * پھر جس وقت مرگ طبیعی آپہنچے تو زمین و مکان کی تنگی سے چھٹکارہ پاکر اعلی علیین کے وسعت آباد مین رب العالمین کی درگاہ مین جو مقصود اصلی اور اِنبیا اور اُسکے دوستون کا مکان ہی پہنچ کر حیات ابدی حاصل کرے * چنانچہ افلاطون نے کہا ہی تو اپنے ارادے سے مرجا پھر حیات طبیعی سے زندہ رہ * شعر * خوب دن وہ ہی کہ اس منزل ویران سے چلون * ساتھ جانان کے چلون راحت جانی پاؤن * ذرہ سا رقص کنان راہ طلب گاری مین * پہنچون مطلب کو گر اس چشمۂ خور تک پہنچون * یہی علاج ہی امراض قوت غضبی کا * اما قوت شہوی کی بیماریان بھی افراط یا تفریط کی جہت سے یا رداءت کیفیت کے سبب پیدا ہوتی ہین * اور ہر ایک کے تحت مین بہت انواع ہین لیکن مخوف تر ان مین سے چار ہین * افراط شہوت * بطالت *

حُزن * حسد * پس ان کے علاج کا بیان بطور اختصار کے مناسب ہی * علاج افراط شہوت کا اگر وہ بہ سبب کھانے پینے کے ہو تو اُن کی رذالت اور شریکون کی خست کا ملاحظہ اور اُن خرابیون اور برائیون کا جو اُن سے پیدا ہوتی ہیئن ضرور ہی * جیسے سستی اور ذلت اور بے اعتباری اور لوگون کے نزدیک سبک ہونا ہی * اور ہرطرح کی خرابیان جیسے کم عقلی اور بے وقوفی اور نوع بنوع کی بیماریان جو قواعد طبی کے طور پر اُن سے ظاہر ہوتی ہیئن * چنانچہ طبیبون نے کہا ہی کہ تمام مرضون کا موجب کھانے پینے کی زیادتی ہی * اور حضرت علیہ السلام کی حدیث مین آیا ہی کہ شکم خالی رکھہ کر کھاؤ تو صحیح و تندرست رہو * اور دوسری حدیث مین فرمایا ہی کہ * پر شکم کھانا سب بیماریون کی جڑ ہی * اور جو شہوت عورتون سے ہو تو لحاظ کیا چاہیئے کہ ضعف بدن اور فساد عقل اور نقصان عمر اور تلف مال کے بڑے سببون مین سے عورتون کی چاہ ہی * امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی علیہ الرحمہ نے اِس شہوت کی تشبیہ عامل ظالم سے دی ہی کہ اگر بادشاہ اُسکو مطلق العنان کردے

تو رعیتون کا مال و اموال لوٹ لے اور اُن کو فقر و فاقے مین
ڈالے اور بادشاہ کے خزانے مین فوج کے بندوبست کے
لیئے کچھ نہ پہنچاوے * اسی طرح سے یہہ قوت شہوت بھی
اگر مغلوب و تابع عقل کے نرہے تو تمام مواد صالحہ و اخلاط
محمودہ کو جسے قوت غاذیہ کی رعیتون نے حاصل کیا تھا اپنے
حوائج مین صرف کرے * اور سب قوا اعضا کو ضعیف و
سست کردے اور جو عقل کے حکم سے اعتدال کے طریقے
پر بقدر ضرورت کے نوع کے باقی رہنے کے لیئے اقتصار کرے تو
اُس عامل کے برابر ہو جو تحصیل خزانہ قانون عدالت پر
کرتا ہی * اور بادشاہت کے انتظام کے واسطے جیسے گھاٹی
بند کرنی پل بندھوانا شکر روانہ کرنا ہی صرف کرے لازم
ہی کہ سوچے کہ عورتون سے صحبت کرنے کی لذت اکل و شرب
کے مزے سے زیادہ تر ہی * پس جیسا عقل کے نزدیک بد ہی
کہ ایک قسم کا کھانا اپنے گھر مین موجود رکھکر اس قسم کے
طعام کے واسطے گھر گھر مانگتا پھرے * ویسا ہی برا ہی کہ عقل
و شرع کی آبرو کھوکر اپنی حلالہ کی قربت کو چھوڑکر حرام
کے مقامون مین پرائی خبیث عورتون سے صحبت رکھے باوجود

اسکے کہ اِتنے مفاسد شرع و عقل کے بموجب اُسّے پیدا ہوتے ہیں ❊ چنانچہ حدیث پیغمبری مین آیا ہی کہ زنا سے عمر نقصان ہوتی اور برکت رزق کی جاتی رہتی ہی ❊ اور زبور مین مسطور ہی کہ جو بلائین زانی پر مسلط ہین اُن مین سے کمتر یہہ ہی کہ اُسکی روزی سے برکت اُٹھہ جاتی ہی اگر عنان اختیار کو ہوا و حرص کے ہاتھہ مین دے اُس درجے کو پہنچے کہ فرض کرین دنیا کے پردے مین ایک ہی عورت باقی رہے کہ اُسسے قربت نکی ہو اور خیال کرتا ہی کہ اُسکے ساتھہ نزدیکی کرنی ایسی لذت ہی کہ کسی عورت مین متصور نہین یہہ نہایت نادانی اور اُسکی حماقت ہی ❊ اور اگر بقدر اعتدال کے قوت شہوت کو استعمال مین لاوے تو اُن بُرائیون سے محفوظ رہے ❊ اور قوم نے اِس مقام مین عشق کو شہوت کے مرضون مین سے شمار کیا ہی ❊ اور اِس قوت کے مرضون مین سے اُسکو بدترین بیماری کہا ہی اور وہ اپنی ہمت کو مصروف رکھنا ہی ایک شخص معین کی تلاش مین بہ سبب غلبۂ شہوت کے پر علاج اُسکا یہہ ہی کہ اُسکا خیال چھوڑے اور اُن دقیق علمون اور اچھے پیشون مین اشتغال رکھے جن مین بہت تامل اور مشقت کی

احتیاج ہو * اور استفراغ کی دوائین جن سے قوت شہوی کے
مواد متحرکہ اخراج پائین یا ایسا علاج اختیار کرے جس سے
آتش شہوت ٹھنڈھی ہو رہے * چنانچہ طب کی کتابون مین
مشروح ہی * اشراق یہ باتین عشق بہیمی مین تھین جو منشا
افراط شہوت کا ہی پر عشق نفسانی کہ سبب اُسکا مناسبت روحانی
ہی رذائل کے عدد مین نہین ہی بلکہ فضائل کی قسمون سے ہی *
کیونکہ لطیف طبعون کو اچھی صورتون کی بحکم اِس کے کہ جنسیت
موجب آمیزش کا ہی بڑی خواہش ہو سکتی ہی * چنانچہ اشارہ
اسکا عدالت کے بیان مین ہوا ہی * اور جو اِس مقام مین
مناسب ہی بیان اُسکا یہہ ہی کہ مزاج شخص کے اعتدال کی
نسبت جتنی بہت لطیف و شریف ہوگی اُتنی ہی اُسکی روح
کی خواہش اچھی صورتون اور خوش آوازون اور نیک خوئی
کی طرف ہوگی اِس لئیے کہ جب عاشق و معشوق کے کمال کا
درخت ایکہی سی زمین سے پیدا ہوا ور ایکہی آب و ہوا کی
تاثیر سے پرورش پاوے اور اُنکے اعتدال مزاجی کے پودھے ایکہی
چشمے سے سیراب ہون تو اُن کے درمیان خواہش اتحاد کی جو
حقیقت مین محبت اِسی کا نام ہی یقیناً ظاہر ہوگی جب وے دونون

حشریف نسبتین دو محل مین ظاہر ہون تو بہ سبب اختلاف استعداد و خصوصیت محل کے بدلے شبہہ ایک اتم و اعلی ہوگی اور دوسری انقص و ادنی پس عاشقیت نقصان کے جیب سے سر نکالتی اور معشوقیت کمال کے پردے سے جلوہ دکھاتی * اور اول خفا و انتفا کو چاہتی ثانی بقا اور ربقا کو * اسی واسطے اعداد متحابہ مین کہ وہ عبارت ہی اُن دو عددونسے جن مین ہر ایک کے کسور ماکر دوسرے کے عین ہوتے ہین جیسے دوسو بیس اور دوسو چوراسی حکیمون نے کہا ہی کہ اگر دو شخصون کو کسی امر مین اتفاق ہو اُن دونون عددون پر کھانے کی چیزون مین سے یا اُنکے غیر مین سے یا ہر ایک اُنمین سے اُن دونون عددون سے کسی کے وفق عدد کو تختی مین کھد واکر اپنے پاس رکھے تو البتہ اُنکے درمیان محبت اور دوستی پیدا ہو چھوٹے عدد کو عاشق کے لیئے اور بڑے کو معشوق کے واسطے مقرر کیا ہی * جاننا چاہیے کہ کسور سے یہان مراد کسور صحیح ہی اور کسور صحیح دوسی بیس ۲۲۰ کے جو اقل عدد متحابہ کا ہی گیارہ ہین اِس حساب سے آدھا ایک سی دس ۱۱۰ چوتھائی پچپن ۵۵ پانچوان جز چوالیس ۴۴ دسوان جز بائیس ۲۲ گیارہوان جز بیس ۲۰ بیسوان جز

گیارہ ۱۱ بائیسوان جز دس ۱۰ چوالیسوان جز پانچ ۵ پچانوان جز چار ۴ ایک سی دسوان جز دو ۲ دوسے بیسوان جز ایک ایسے تمام اجزا عدد اقل متحابین کے برابر ہیں عدد اکثر متحابین کے اپنے عدد کے برابر نہیں اِس لیئے کہ مجموع ان گیارہ اجزا کے دو سی چوراسی ۲۸۴ ہیں اور یہی مقدار عدد ین متحابین کے اکثر عدد کا ہی * اور کسور صحیح عدد اکثر متحابین کے پانچ ہیں نصف ایک سی بیالیس ۱۴۲ ربع اکہتر ۷۱ ستّروان جز چار ۴ ایک سی بیالیسوان جز دو ۲ دو سی چوراسوان جز ایک ۱ مجموع ان پانچون جز کے دو سی بیس ۲۲۰ ہوسے یہ مساوی عدد اقل متحابین کے ہیں اپنے عدد کے نہین اول عدد کا نام رکھا اور ثانی کا نام رکھ دی ہی * اخلاق جلالی اور ترجمے میں آگے اعداد متحابہ کا حساب نہ تھا اور اکثر طالب العلم یہان گھبراتے تھے اِسس لیئے خادم الطلبہ غلام حید رنے اِس حساب کو یہان پر وضاحت کے ساتھہ لکھہ کر لاحق کر دیا تاکہ شائقون کو نفع پہنچے اور اِس گنہگار کو ثواب اور یہہ عشق شعار حکماء متألہین کا ہی اِس قسم کا عشق نیک اسراری اور روشن دلی کا موجب ہی اِس لیئے کہ جہان کہین آفتاب جہانتاب عشق کا

بحکم اُس آیت کے جسکے معنے یہے ہیں میں نے زمین کو اُس کے
پروردگار کے نور سے روشن کیا روح انسانی کے مشرق سے
نکلے کثافت طبعی کی تاریکی عدم کے مغرب میں غایب ہو جاے
اور جس جگہہ عشق و شوق کی آتش جو جلا دیتی ہی تمام
عالم کو وصف حال اُس کا ہی وجود کی بستی میں لگے * طبیعت کے
گھرون کو دروبست جلا دے * شعر * آتش عشق نے
یہہ خرمن پندار جلا یا * جان و تن دین یہہ دل سب کو یک بار
جلا یا * بل بے ای عشق جہان سوز عجب شی ہی تو * دین کو
زندہ کیا کفر کا آثار جلا یا * اِس واسطے حکیمون نے کہا ہی کہ تین
چیزون سے ذہن کی تیزی اور روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی
ہی * پہلی عشق * دوسری فکر * تیسری ناصح ذکی و شریف
کی نصیحت ماننی اِس لیئے مشایخ صوفیہ نے طالب گار کو پہلے
تعشق کے واسطے ارشاد کیا ہی * مصرع * اِس سے بہتر اور
کیا ارشاد ہی * اور حدیث میں ہی کہ جو عاشق پاک ہو
اور اُسے چھپا کر موا تو وہ شہید موا * اور دوسری حدیث
میں ہی کہ خدا جمیل ہی اور جمیلون کو دوست رکھتا ہی * اور
شیخ ذی النون مصری نے فرمایا ہی جو چاہے کہ خدا سے اُنس

پیدا کرے تو ہر ایک شی ملیح اور چہرۂ صبیح کے ساتھہ انس اختیار کرے * اور عاشقون کے بادشاہ ابو محمد روز بہان فرماتے ہیں کہ اسرار لاہوتی رحمت ناسوتی سے بچے ہوئے ہیں * اور حسن ناسوتی عکس ہی جمال لاہوتی کا * شعر * کون ایسی جاہی دان نہین اُسکے جمال سے * پر تو چمک جھلک جو کہو کائنات میں * اور حقیقت یہہ کہ بحکم ایک مقولۂ عربی کے جسکے معنے یہ ہیں * کہ جڑھہ شاخون سے لگی ہوئی ہی محبت ازلی کے اسرار ممکنات کے قلوب میں بھرے ہوئے ہیں * اور عشق اول کی روشنی کی چمک جو مضمون اُس کلام قدسی کا ہی جسکے معنے یہ ہیں کہ * بس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤن اعیان ممکنات کے ذرون پر پڑی ہوئی ہی یقین ہی کہ وہ ایک پرتو ہی کہ افلاک میں میل ارادی کے طور پر جو مبدأ ہی حرکت دوری کا ظاہر ہوا اور عنصریات میں میل طبیعی کی صورت سے پڑا * اور نباتات میں نشو و نما کا سبب ہوا حیوانات میں بصورت قوت شوقی کے پیدا ہوا اور نفوس کاملہ انسانی میں بصفت عشق نفسانی کے جلوہ دکھایا * اور جو کوئی عبرت کی آنکھون سے دیکھے اور تمام عالم میں پھر آوے اور فرشتون کے مقام سے ہو کر

جو کثافت طبیعت سے بری ہیں آسمانوں کی سیر کرے
پھر وہان سے مرکز زمین مین اترے تو ایک ذرّے کو بھی نور
عشق کے پرتو سے خالی نہ پاوے * شعر * عشق کی خم سے دیا
آگے ازل مین اک جام * چرخ کھاتے ہین فلک اور زمین
مست کر ہے * بیت * تری چاہ سبب کے دلون مین بھری *
نہین کوئی تیرے ہی غم سے بری * سریان کے برتے برتے حکیمون
نے عشق کو موجودات مین سے ثابت کیا ہی لیکن جب کہ تفرقہ
کرنا درمیان عشق نفسانی اور عشق بہیمی کے مشکل ہی اور
پھر ایک کو قواے شہوی اور طبیعت کی خواہشون کے مغلوب
کرنے کی قدرت نہین ہی کیونکہ * مصرع * کیا جانے ہی ہر کوئی
آئینہ بنانے کو * جو چالاک آدمی عشق کی راہ مین نامرادی کے
پاؤن جرٔت سے رکھتے ہین اور جیسے مرد ہوکر طبیعت کی
خواہشون اور شہوت کی لذتون سے اپنے تئین بند کر سکتے وے
گوگردسرخ سے بھی عزیزتر ہین اور اگر آدمی ایسے ہین کہ
ہوا و حرص کے دام مین گرفتار ہو بدنظری کے قید سے نہ چھوٹ کر
فسق کا نام عشق رکھتے ہین * چارپایون کی خاصیت کے
ساتھ دعوا کمالیت کا کرتے ہین * اور باوجود پابندی رشتۂ

ہوس کے مرتبۂ آزاد کے مدّعی ہیں * افسوس صد افسوس

بیت * تو شد اِس راہ کا ہاتھوں میں ساییمان کے دیا * ہر کس

کب یہہ سنا ہی کہ وہ شہباز ہوا * اِس سبب یہہ طریق

بہت راست ہو سکتا ہی * شعر * زندگی کرو کہ خالی ہو وے

جاہ و پیار سے * اول و آخر ہی اُس کا فقر اور آزار سے * یہہ

نصیحت میں نے کی تیرے تئیں اب دوست جان * بر خلاف

اُسکے فلان جس نے کیا پیزار سے * جس علامت سے عشق

نفسانی اور بہیمی کے درمیان فرق کرتے ہیں چنانچہ امام غزالی نے

بعضے تصنیفون میں لکھا ہی وہ یہہ ہی * کہ اگر کوئی شخص جس سے

لذت اسطرحکی پاوے جیسے سبزے اور آب روان اور

اُسکے مانند کے دیکھنے سے پاتا ہی تو یہہ نشانی شہوت مارنے کی

ہی اور اِس صورت میں نظر اُسکی مباح ہی اور اگر دوسری

لذت پاوے جو سبب شہوت انگیزی کا ہی اُس کا نام عشق

بہیمی ہی تو نظر اُسکی حرام اور دوسرے حکیمون نے کہا ہی کہ

عشق نفسانی میں اکثر بات چیت اور ناز و انداز کی رغبت

ہوتی ہی اعضا اور اُن کی خوش تراشی کی رغبت سے اس لیئے

روح کی خواہش روحانیات کی طرف زیادہ تر ہی جسمانی کی

خواہش سے اور جب کہ عشق کی باتین ایسی نہین جو ضمنا
بیان کی جاوین تو اسی قدر پر اختصار کر کے اصل بات کی طرف
رجوع کیا * علاج حزن کا وہ عبارت ہی ایک الم نفسانی سے
جو کسی محبوب کے ہجران اور مطلوب کے فقدان سے پیدا
ہوتا ہی سبب اُسکا طمع اور حرص کرنا ہی شہوات جسمانی
اور لذات بدنی کے حاصل ہونے مین اور توقع رکھنا ہی متاع
اور آرایش دنیاوی کے بیچ * علاج اُس کا تامل کرنا ہی
اِس مین کہ عالم کون و فساد کے اسباب قابل ثبات کے نہین
جیسے خوف موت کے علاج مین اُسکی طرف اشارہ ہوا ہی *
اور جو کہ ثابت و باقی رہ سکتا ہی وہ امر عقلی اور سعادت
نفسانی ہی * کہ زمان و مکان کے علاقے اور ضدون کے تصرف
اور فساد کے دخل سے برتر ہی * جب اِس بات کا یقین کامل
حاصل ہو طمع بیجا اور خیال بیہودہ چھوڑے اور دل کو اسباب
دنیوی مین جو ڈھلتے ہوئے سائے کے برابر ہین نہ لگاوے بلکہ
کمال عقلی اور ملکات فاضلہ کے حاصل کرنے مین جو نیکی باقی
اور ذوالجلال کی درگاہ کے نزدیک ہونے کا سبب ہین ہمت
مصروف رکھے * اور حرص کے مکان سے جو محل ہی حزن دائمی

اور الم روحانی کا نجات پا کر رضا و تسلیم کے مقام مین جو کہ بہجت حقیقی اور سرور دائمی کا محل ہی پہنچے * چنانچہ مضمون اُس آیۂ کریمے کا جسکے معنے یہ ہین کہ ہان تحقیق خدا کے دوستون کو کچھ خوف نہین اور وے غمگین نہ ہووینگے اُس سے خبر دیتا ہی * بیت * جسکو بہایا وصال سبحانی * کب اُسے بہاوے لذت فانی * بیت * جز قصہ جام جم سے رہا یادگار کیا * زنہار مت لگا تو دل اپنا جہان پر * اور چاہیے کہ جو اپنے پاس ہی اُس سے خوش دل رہے * اور جو اُسکے نزدیک نہین ہی اُسکے لیئے غمگین نہووے * تو ہر دم کے خوش وقتی سے زندگانی کرے * چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور بزرگی سے رضا و یقین کے بیچ راحت و فرحت کو چھپایا ہی * اگر اُسپر سخت گذرے تو گروہ خلائق کے احوال مین فکر کرے کہ ہر کوئی اگرچہ وہ اہل حرفے سے بھی ہو تو بمقتضا اِسکے کہ ہر ایک قوم اپنے اپنے پیشے کے ساتھ خوش اور اپنے چال و چلن اور راہ و روش کے مطابق مسرور و محفوظ ہی بلکہ اور دن کو نام دھرتا ہی بس فضیلت کے طلبگار کو چاہیے کہ اِس بات مین

نادان گمراہون سے بھی کم نہوے * اور پرانئے مال و متاع
پر نظر نرکھے اور اپنی خسارت سے بھی غم نہ کھاے * چنانچہ خداوند
تعالی حضرت رسالت پناہ کو اپنے کلام اعجاز انتظام مین
فرماتا ہی کہ * تو اُس چیز کی طرف مت دیکھ جسسے برخوردار کیا
مین نے کتنون کو اُن کافرون مین سے دنیا کی زندگانی کی
آرایش کے لیئے تا انھین ہم آزماوین بیچ اُسکے * اور
بطلموس حکیم نے کہا ہی کہ حریص ہمیشہ فقیر رہتا ہی اگرچہ تمام
دنیا اُسکی ہو اور قانع تونگر اگرچہ اُسکے پاس کچھ نرہے اور
قرآن کی بعضے منسوخ آیتون سے وہ آیت ہی جسکے معنے یے
ہیں * کہ اگر بنی آدم کے پاس دو میدان سونے روپے سے
بھرے ہوئے ہوتے تو پھر آئند تیسرے کی آرزو کرتا اور اُسے
آسودہ نکریگی مگر خاک * بیت * ہوس کے باد سے پر ہوے
کب بہ کاسۂ سر * بہ سیچ کہ اوندھا پیالہ بھرا دیکھا کبھی *
اور کندی حکیم اُسپر دلیل لایا ہی کہ غم کھانا ضروریات سے
نہین ہی بلکہ وہ ایک ایسی حالت ہی جو اختیار کا دخل اُس
مین تمامتر ہی * اور وہ اختیار اِس طور سے ہی کہ ایک جو ہر
مطلوب کسی شخص سے مفقود ہوجاے تو تامل کرے کہ البتہ

ایک جماعت ہی کہ اُسّے محروم ہی اور ساتھہ اِس کے بھی وہ خوشی و محظوظ رہتی ہی یہہ دلیل اُسکی ہی کہ فقدان مطالب سے غم کھانا کچھہ ضرور نہین اور کچھہ مصیبت یا آفت کسی شخص کے اوپر آن پڑے یقین ہی کہ بعد چندے حزن اُسکا خوشی اور رونا اُسکا ہنسی سے مبدل ہوتا ہی اور مثال اُس شخص کی جو اسباب دنیاوی کے بقا کی تمنا کرتا ہی کیسی ہی جیسے ایک شخص کسی ضیافت مین حاضر ہو اور خوشبوئی مجلس کے درمیان ہر ایک آدمی کو نوبت بنوبت پہنچائین اور ہر کوئی اُس مین سے فائدہ اُٹھاے جب نوبت اسکی آوے تو خصوصیت کی خواہش کرے اور چاہے کہ اپنے ہاتھہ سے ندے اور جو اُس سے چھین لین تو افسوس اور ندامت مین پڑے کیونکہ تمام اسباب دنیاوی امانت الہی ہین ہر ایک کو طبقات خلائق سے آکے وقت اُسے عنایت کرتے ہین جس وقت کہ ارادہ بے سبب متعلق ہو اُس سے لے لین * چنانچہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ مال و منال اور زن و فرزند امانت کے سوا نہین اور بالضرور ایک دن سب کو پھیر لے * پس عاقل کو چاہیئے کہ

امانت کے پھیر لینے مین خوش ہو اور حزن و تاسف کو اپنی طرف راہ نہ دے * اور ایک بزرگ نے کہا ہی کہ اگر سوا عاریت کے دنیا کا اور عیب نہو تا تو بھی چاہیئے تھا کہ صاحب ہمت اُسکی طرف التفات نہ کرتا * سقراط حکیم سے پوچھا کہ تیرے بہت خوش اور تھوڑے ناخوش رہنے کا کیا سبب ہی بولا کہ مین کسی چیز پر دل نہین لگاتا ہون کہ اُسکے جانے سے غمگین ہون * علاج حسد کا وہ برائی دولت کے زائل ہونے کی آرزو رکھنی ہی خواہ اُسے وہ ملے یا نملے * اگر سبب اُسکا خواہش اِس کی ہو کہ وہ نعمت اُسے حاصل ہو تو یہہ قوت شہوی کی مشارکت سے ہوتا ہی * اور جو باعث اُسکا فقط یہی ہو کہ محسود کو دکھہ پہنچے تو قوت غضبی کے رذائل سے ہی بیلے مداخلت قوت شہوی کے * اور یہہ مرض سب مرضون سے نہایت بد ہی اِس لیئے کہ حاسد برائی بہتری اور فراغت سے ملول ہوتا ہی اور کبھی نعمت الہی اہل عالم سے منقطع نہین ہوتی پس حزن والم اُسکا کبھی انقطاع نپاوے * اور حدیث مین آیا ہی کہ حسد نیکون کو کھا جاتا ہی جیسے آگ لکڑی کو کھاتی اور حسد کی نوعون مین سے بدترین حسد وہ ہی کہ علما کے درمیان ہو کیونکہ اسباب

دنیاوی آدمیون کی کم توانائی کے سبب محل منازعت کے ہیں تو کدھی ایسا ہوتا ہی کہ ایک شخص کو دولت حاصل ہوتی ہی بغیر اسکے جو دوسرے سے زائل ہو متصور نہین ہوتی بخلاف علم کے کیونکہ وہ اِس عیب سے منزہ ہی اور اُس مین کچھ مزاحمت کا دخل نہین اور خرچ و تصرف سے زائل و نقصان نہین ہوتا * سچ ہی کہ حسد اُن لوگون کا بھی اسباب دنیاوی کی طرف رجوع کرتا ہی * علاج حسد کا حُزن و غضب کے علاج کے قریب ہی * اور غبطہ وہ ہی جو تمنا کرے کہ جیسی نعمت اورون کو حاصل ہوئی ہی ویسی مجھے بھی ہو * بے آرزو کیئے اِسکے کہ غیر کی نعمت زائل ہو اگر یہہ امور دنیاوی مین ہو تو قدر کفاف اور مصلحت سے زیادہ چاہنا مذموم ہی اور باندازِ گذران اور بہبود کے محمود * اگر عاقل دانا اُن بحثون مین فکر کرے تو اُنکی مدد سے اور مرضون کے علاج پر قادر ہو * مثلا کذب کے معالجے مین ملاحظہ کرے کہ بول چال اور گفتگو سے غرض یہہ ہی جو غیر کے احوال سے خبر دے یا اپنے مافی الضمیر کو اظہار کرے اور جھوٹ اُس کا منافی ہی * پس کذب کو اُس مین دخل دینا بے موقع اور ظلم اسی سے

عبارت ہی * باعث کذب کا حرص مالی ہی یا حرص جاہی رذالت اُسکی ظاہر ہی اِسی قیاس پر تمام رذائل ہیں *

دوسرا لامع تدبیر منزل میں اِس میں چھہ لمعے ہیں * پہلا لمعہ منزل یعنے مکان کی احتیاج میں * ہرگاہ کہ انسان اپنی زندگانی کے لیئے کھانے پینے کی طرف محتاج ہی لیکن غذاے انسانی بغیر تدبیر صناعی کے جیسے کھیتی اور اُسکا تردد اور آباد کرنا پھر جب پکے تو کاٹنا انبار کرنا ملنا جھاڑنا کوٹنا پیسنا پکانا وغیرہ کے ممکن اور انتظام اُن سبھوں کا بدون اعانت و شراکت کے متصور نہیں بخلاف حیوانوں کی غذا کے اِس لیئے کہ وہ طبیعی ہی صناعت کا دخل اُس میں کچھ نہیں * اور جب کہ روزانہ قوت لابدی کا ہر روز موجود کرنا خیلے قباحت ہی تو احتیاج ہوئی کہ قوت سالانہ جمع کیجیئے اور اُسکو حفاظت میں رکھئے * لیکن محافظت اُسکی بے امداد کسی مردم معتبر اور بغیر ایک ایسے مکان کے کہ جہان محفوظ رہ سکے اور چور اُچکے کے ہاتھہ سے بچ رہے ہو نہیں سکتی * پس ضرور ہوا کہ حویلی اور گھر بناے اور جب کہ ہر ایک شخص کو اِس پیشے کی ترتیب کی جو قوت کے حاصل کرنے کے لیئے ضرور ہوا احتیاج تھا

تو البتہ اُس کے واسطے ایک مددگار بھی چاہیئے کہ جس وقت مالک اپنے مکان سے کسی کام کو جاسے تو وہ نگہبانی کرسے یا خانہ داری کے ضروری کامون مین اُسکے ساتھہ اعانت کرسے * پہ یہہ احتیاج باعتبار احوال شخص کے ہی اور بنظر احوال نوع کے ضروری ہی کہ ایک عورت کو نکاح مین لاسے کہ بسبب اُسکے توالد و تناسل ہوا کرسے * پس حکمت الہی متزمن اُسکی ہی کہ مناکحت سے بندوبست خانہ داری اور سررشتہ توالد و تناسل دونون مضبوط ہون اور جب اولاد پیدا ہو تو تدبیر اُسکی اچھی روش سے واجب جانے جس وقت ایک جماعت یعنے جورو خصم اولاد اکٹھے ہون تو بے شبہہ ان کی گذران کے بندوبست کے لیئے معاون درکار ہون تو خدمت گار چاکر نوکر کی احتیاج ہو * اور اسی جماعت سے جو منزل کے رکن ہین انتظام معاش کا انجام پاوسے پھر جبکہ بندوبست ہر کثرت کا الفت یکجہتی پر موقوف ہی بس انتظام خانہ داری بھی تدبیر صناعی سے جو موجب رابطۂ الفت کا ہی ہو سکتا ہی * لیکن ان شخصون مین سے اِس تدبیر مین باپ اولی ہی * تو ریاست منزل اور سیاست اہل اسی کی راے پر مفوض

رہے * اور اِس مدبر کو لازم ہی کہ ہر طرح کی تدبیروں سے جیسے رغبت دلانی ڈرانا وعدہ کرنا قہر کرنا تکلیف دینی نرمی گرمی مہربانی خشم گینی بیمارداری غمخواری وغیرہ ہی اہتمام کرے تا جو کچھ اس کی تدبیر مین ہی آئین مناسب سے ظہور پاوے * اور اِس مقام مین گھر سے مراد وہ گھر نہین جو گِل ولاے اینٹے پتھر گھاس پھوس اور لکڑی سے بناوین بلکہ مقصود اُس سے الفت یکجہتی ہی جو خصم جورو اور باپ بیٹے اور نوکر و آقا اور مال و صاحب مال کے درمیان متحقق ہو * خواہ ویسے گھرون مین رہین یا خیمہ و خرگاہ اور درختون کے سایۂ اور غار اور پہاڑون مین * تدبیر منزل عبارت ہی اِسی فریق کی سیاست احوال کے طریقے کی پہچان سے اِس طور پر اختلال سے مامون رہ سکے اور جب تمام آدمیون کو ایسے اجتماع کی احتیاج ہی پس سب کو اِس علم کا حاصل کرنا ضرور پر تدبیر منزل کی اصل اُصول یہہ ہی کہ مدبر اپنے ارکان منزل کے احوال کو دیکھے اور ہر ایک کو اُسکے مرتبے کے موافق رکھے اور جو کسی سے خلل پیدا ہو تو اُس کی اصلاح کرے جیسے طبیب عضو اشرف کی مصلحت کے لیئے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا

جائز بالکہ واجب جانتا ہی تو تدبیر منزل مین بھی رکن خسیس کو اشرف کا تصدق کرنا لازم ہی * اور اگرچہ خصوصیت منزل کی اِس فن مین ملحوظ نہین ہی جیسے اُسکی طرف اشارہ ہوا * لیکن حکیمون نے اچھے اچھے مکان کے بنانے کے لیئے ایما کیا ہی * اور کہا ہی کہ بہترین مکانون سے وہ ہی جو مضبوط ہو اور چھت اُسکی بلند اور دروازے اُسکے بڑے ہون اور ایک ایک پاکیزہ مکان ہر موسم کے موافق اُس مین تیار رہے اور اُس احتیاط کی رعایت کرنی جس سے جلنے ڈوبنے سیندھ لگانے چوری ہونے کیڑے پتنگے سانپ بچھو وغیرہ کے صدمون سے بچ سکے واجب ہی لیکن حدیث مین آیا ہی کہ چھہ گز سے اونچا مکان نہ بناوے * اور جب اِس قدر سے زیادہ ہو تو ایک فرشتہ پکارے کہ کہان تک ای مسرف * اور ہمسایون کے احوال کو بھی لحاظ کیا کرے کیونکہ بد ذات ہمسایہ بہت فساد برپا کرتا ہی * افلاطون نے زرگر محلے مین جگہہ بنائی تھی جب اُسکی حکمت کو پوچھا بولا سبب اِس کا یہہ ہی کہ جس وقت نیند غلبہ کرتی اور فکر و تامل سے موقوف کر دیتی ہی تو اُن کے ہتھوڑون کی آواز سے جاگ اُٹھتا ہون * دوسرا لمعہ

قوت اور مال کے جمع کرنے کی تدبیر مین ٭ جب معلوم ہوا
کہ آدمی کی احتیاج قوت لابدی کے پیدا کرنے کی طرف ہی تو
تدبیر اُسکی اِس طور پر ہی کہ ہر ایک قسم کی جنس جمع
کرے اِس لیئے کہ اگر اتفاقاً کوئی جنس اُن مین سے تلف
ہو جاسے تو دوسری کام آوے اور بسبب کاروبار اور ضروری
معاملون کے پیسے کی طرف جو حافظ عدالت اور ناموس
اصغر ہی احتیاج ہو اور آبرو حرمت اور ستھرائی اور راہی
مضبوطی اور بندوبست کے لیئے تھوڑا اُس مین سے اور
جنسونکی بہنایت کے برابر ہی اِسی واسطے غلّے اور اناج دور دراز
کے مکانون سے لانے کی حاجت نہین ہی اگر پیسا نہوتا تو اور
شہرون سے ضروریات کے ڈھولانے کی مشقت برداشت
کرنی ضرور ہوتی لیکن حال و مال کی فکر یا باعتبار آمد یا بنظر خرچ
یا بلحاظ حفاظت کے ہوسکتی ٭ پر آمد کی دو قسمین ہین ٭ ایک
اختیاری جو شخص کی تدبیر پر موقوف ہی جیسے صناعت یعنے
پیشہ ٭ دوسری وہ کہ جسمین اختیار کا کچھ دخل نہین
جیسے میراث یا بخشش ہی ٭ اور سب پیشون کی جڑ تین
چیز ہین ہین ٭ چنانچہ بعضے آیمۂ دین نے بھی کہا ہی یعنے ٭ کھیتی ٭

سوداگری * اور پیشہ * امام شافعی اِس پر ہین کہ اِن تینون
مین تجارت بہتر ہی * اور اُسکے اصحابون سے ماوردی نے کہا ہی
کہ زراعت بہتر ہی * اور متاخرین عالمون سے بعضون نے
کہا ہی کہ اِس زمانے مین پیسے کوڑی مین اکثر شبہہ ہی
اور جھوٹھہ آدمیون پر غالب تو تجارت مین احتیاط کم ہوسکتی
پس زراعت بہتر ہی * جب کہ امام شافعی کے زمانے مین
مال حلال بیشتر اور دیانت و امانت لوگون کی اکثر تھی
اِس واسطے آنس نے سوداگری کی ترجیح کا حکم دیا تھا * حکیم کہتے ہین
کہ سوداگری کا اعتماد نہ کیا چاہیئے کیونکہ شرط اُسکی سرمایہ ہی
اور وہ تلف ہونے سے بچ نہین سکتا * اور کسب و حرفے مین
تین چیزون سے احتراز کرنا واجب ہی * پہلی ظلم سے. جیسے
تولنے ناپنے مین کچھہ تفاوت کرنا * دوسری بےغیرتی سے. جیسے
مسخرگی بیہودہ پن اور ٹھٹھا اور جو چیز ذلت مین ڈالے *
تیسری کمینہ پن سے. جیسے خاکروبی دباغی ساتھہ اسکے کہ وہ
اچھے پیشے کر سکے * لیکن اُن پیشون مین سے بعضا ضروری ہی
جیسے کشتکاری ہی مثلا اور بعضے غیر ضروری * چنانچہ زرگری
اور نقاشی حاصل کلام حرفے کی تین نوع ہین * شریف *

وخسیس * ومتوسط * شریف وہ ہی کہ قوت نفسانی کے ساتھہ تعلق رکھے یہہ پیشہ امتیازی صاحب مروت لوگون کا ہی پر اُسی مین سے ذی شان تین قسم ہین * پہلی جو علاقہ جوہر عقل سے رکھی ہی جیسے وزارت کا کام * دوسری وہ جو علم و ادب سے متعلق ہو جیسے کتابت اور لیاقت اور نجومی طبابت حساب دانی پیمایش کا ہنر * تیسری جو زور اور شجاعت سے علاقہ رکھے جیسے سپاہ گری * اور کمینے پیشون کی بھی تین قسمین ہین * ایک وہ جو عوام الناس کی بہتری سے خالی ہو جیسے غلہ فروشی کرنی نفع کی نیت سے اور جادوگری اور علم تسخیر یہہ حرفہ بد لوگونکا ہی * دوسری جو فضیلت نفسانی کے برخلاف ہو جیسے مسخراپن کلانوتی اور رجوآ اور یہہ پیشہ سفیہون کا ہی * تیسری جس سے طبیعت نفرت کرے جیسے حجامی دباغی خاکروبی یہہ پیشہ کمینون اور ادنی لوگون کا ہی لیکن جب کہ عقل کے نزدیک احکام طبیعی کا کچھ اعتبار نہین تو تیسری قسم کو عقل بد بھی نہین جانتی بلکہ زندگی کے لیئے ضرور ہی پس چاہیئے کہ ایک فریق اِس کام مین مشغول رہے بخلاف اگلی دو قسمون کے اسلیئے کہ وہ عقل کے نزدیک

بد ہیں * اور جو کوئی جس پیشے میں نامزد ہو لازم ہی کہ اُسمیں سبقت و کمال کا قصد کرے * اور پست ہمتی میں اپنے تئیں نڈالے * اور سوچے کہ دنیا کے بیچ کوئی مرتبہ فراخ روزی سے بہتر نہیں اور اُسکے اچھے سببوں میں سے وہ پیشہ ہی جو عدالت پر مشتمل ہو کر پارسائی و مروت کے قریب ہو * اور جو مال کہ غصب سے لے یا بے غیرتی اور کمینے پن سے ہاتھ لگے اگرچہ بہت سا ہو تھوڑا اور بے برکت ہی شرع و عقل کے رو سے احتراز کرنا اُس سے واجب ہی * اور جو کچھ حسن مشقت اور حق حلال سے پیدا ہو اگرچہ تھوڑا بھی ہو تو بہت اور بابرکت ہی * و لیکن مال کی بخشش اور اُسکے خرچ کرنے میں حد اعتدال کو ملحوظ رکھے سبیل اُسکی اِس طور سے ہی کہ زیادہ خرچ اور بخل سے بچاوے اور دکھانے اور فخر کرنے کے لیئے خرچ نہ کرے * اور چاہیئے کہ خرچ آمدنی سے تھوڑا ہو اور ایام سختی کا لحاظ رکھے جیسے قحط سالی مفاسی حالت بیماریکی ہیں اور مال اموال کے جمع کرنے میں مناسب یہہ ہی کہ کچھ نقد ہو اور کچھ جنس اثاث البیت کی قسم سے اور کچھ ملک جیسے باغ مواشی وغیرہ ہی * اسواسطے اگر کسی میں نقصان آوے تو دوسرے سے

ہے جز اُسکے کہ ہو سکے اور اموال کا خرچ کرنا تین

ورسے ہی * ایک وہ کہ مطابق حکم خدا اور شریعت کے

قانون پر خرچ کیا چاہیئے چنانچہ زکوٰۃ و صدقہ دینا اور نذرون کا

ادا کرنا * دوسرا بطریق سخاوت و اکرام کے جیسے

تحفہ تحائف اور بزرگون کو ہدیہ دینا * تیسرا ضروریات کی

جہت سے کچھ فایدے کے لیئے یا دفع ضرر کے واسطے جیسے اُمرا و

سلاطین کے یہان سوغات بھیجنی * اور اپنے قبائل کے کھانے

پینے کے لیئے خرچ کرنا اور ظالم بدذات لوگون کو پیسا دینا کہ

بسبب اُسکے آبرو و حرمت بچ رہے لیکن پہلی قسم مین چار

چیزون کا لحاظ ضروری ایک وہ ہی کہ جو کچھ کسی کو دے

تو نہایت خواہش اور خوشدلی سے دے اور اپنے

ظاہر و باطن مین کچھ دریغ نہ کرے اسلیئے کہ خدا تعالیٰ اپنے خزانہ

بخشش سے جب کسی بندے کو نعمت عنایت فرماے اور

اُسے حکم کرے کہ اُس مین سے خدا کی راہ پر کچھ دے تو نہایت

بدہی کہ عطا کرنے کے وقت خاطر مین گرانی لاسے * دوسری یہہ

کہ صرف للّٰہ دے اور سوا اِس کے کچھ غرض نرکھے تا احسان

اُسکا برباد نہو * تیسری وہ کہ برتی خیراتین ارباب توکل کو

پہنچاوے کہ حق تعالی نے اُن کی شان میں فرمایا ہی مضمون اُسکا
یہہ ہی * کہ نادان اُنکو غنی جانتے ہیں اِس لیئے کہ وے کسی کے
دروازے پر سوال کو نہیں جاتے * چوتھی وہ کہ خیرات چھپا کر
دے کیونکہ علانیہ میں گمان تکبر اور منت رکھنے کا ہوتا ہی
اور شاید مستحق کی خاطرشکنی ہو * اور حدیث نبوی میں آیا
ہی کہ پوشیدہ خیرات خدا کے غضب سے بچاتی ہی * اور دوسری
حدیث میں واقع ہوا ہی * کہ خیرات دینے میں بہتر یہہ ہی کہ
داہنے ہاتھہ سے اِس طور پر دے کہ بائیں ہاتھہ کو خبر نہو * اور
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب
حضرت حق تعالی نے زمین کو پیدا کیا تب وہ لرزنے لگی پس
پہاڑوں کو خلق کیا کہ اُسکے سبب ٹھہر رہی فرشتے اِس سے
تعجب میں آئے اور سوال کیا کہ ای بارالہ کوئی مخلوق
تیرا پہاڑ سے بھی سخت تر ہی فرمایا ہان آگ ہی * پھر پوچھا
کہ اُسّے بھی غالب کوئی چیز ہی فرمایا کہ پانی * پھر سوال کیا کہ
پانی سے بھی اشد ہی فرمایا کہ ہوا * پھر بولے کہ اِسپر کوئی چیز
غالب ہی فرمایا ہان خیرات پنہانی جو بنی آدم دیتے ہیں
بشرطے کہ داہنے ہاتھہ سے دے کہ بائیں ہاتھہ کو خبر بھی نہو اور

تاثیر اُسکی سب سے زیادہ ہی کیونکہ وہ بلای سخت کو دفع کرتی ہی * اور دوسری قسم مین پانچ شرطون کی رعایت کیا چاہئے * پہلی دینے مین جلدی کرنی اِس لیئے کہ انتظار کے بعد شاید لذت اُسکی انتظار کے الم کے برابر یا اُسّے کمتر ہو * دوسری پوشیدہ دینا تاکہ اظہار کے شر سے محفوظ رہے * تیسری وہ کہ جو کچھ دیوے اُسے تھوڑا جانے اگرچہ وہ بہت بھی ہو اِسلیئے کہ یہہ شیوہ اہل مروّت اور صاحب ہمتون کا ہی * چوتھی انعام کا دروازہ اُسکے حق مین بند نہ کرنا اِس واسطے کہ طول مدت موجب فراموشی کا اور سابق انعامون کے ضائع ہونے کا سبب ہوتا * پانچوین اچھے مقامون مین دینا کہ زمین شور مین تخم افشانی کے مانند نہو * بیت * مصرف بجا سے واجب ہی گریز * تانہ مصرف تو کہاوے ای عزیز * اور تیسری قسم مین تین چیز کا لحاظ کرنا واجب ہی * پہلی حدّ اعتدال کا لیکن اگر دفع ضرر مقصود ہو تو زیادتی کی طرف میل کرنا اِسقدر مین احتیاط ہی کہ اپنے اور دولت وحرمت کے ضرر سے بچ رہے * اِسلیئے کہ اکثر لوگون مین انصاف وعدالت نہین ہوتی بلکہ طمع وحرص اور بغض وحسد اُن مین بھرے ہین * پس بنا نفقہ کرنے کی

عرف عامہ ناس کے قاعدے پر آبرو وحرمت کی حفاظت کے قریب ہی عرف خاص کی سیرت پر بنا کرنے سے حالانکہ خواہش اکثر آدمی کی اسراف کی طرف ہی * تیسرا لمعہ اہل خانے کی تدبیر مین * چاہیئے کہ غرض اصلی اور مقصود کلّی تاہل سے سوا اِسکے نرکھے کہ اپنے تئین بد کامون سے بچاسے اور خواہش نسل کی اور حفظ مال کا ارادہ رکھے * نہ کہ شہوت پرستی اور لذات بدنی کا ادعا کرے * پر عورتون مین سے بہتر وہ عورت ہی کہ عقل و شعور اور دیانت وپارسائی اور شرم وحیا اور رحم دلی ادب قاعدے اور شوہر کی رضاجوئی کے زیور سے آراستہ اور بانجھہ نہو لیکن اِس صفت کی پہچان اگر باکرہ ہو تو اُسکے کنبے کی عورتون سے ہوسکتی ہی * کہ عورتین اُنکی بانجھہ نہون اور جو ثیبہ ہو تو تفتیش کرے * کہ اُسکے اولاد ہوئی ہی یا نہین اور بی بی لونڈی سے بہتر ہی تا بہ سبب اسکے ہم چشمونکی برابری اور دشمنونکی استمالت اور کاروبار دنیاوی کی اعانت اور نسب کی حفاظت حاصل ہو * اور ثیبہ سے باکرہ اولی ہی اس لیئے کہ شوہر کی تابعداری اور فرمان برداری اُس مین بیشتر متصور ہی اور جو اُن

فضیلتون کے ساتھہ نسب وحسب اور حسن وجمال بھی رکھتی ہو
تو نہایت بہتر ہی ولیکن ان تینون مین کئی خطرے ہین
اسی واسطے احتیاط کیا چاہیئے کیونکہ نسب سبب عجب کا ہوتا ہی
اور جب کہ رنڈیان ناقص العقل ہوتی ہین تو بہ سبب پندار
نسب کے شوہر کی تابعداری مین ناک چرہاتی اور مُنہہ بناتی
ہین * بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ خصم کو خادم کے مثال خیال
کرتین * اور یہہ رسوائی اور حال ومال کی خانہ خرابی کا سبب
ہوتا ہی اور مال وجمال مین اور بھی مفاسد ہین اس واسطے
کہ خوبصورت عورت کے خریدار بہت ہوتے اور عقل کہ مانع
قبائح کی ہی اُن مین کمتر اِسواسطے بہت سے فساد کی طرف
منجر ہوتین * اور شوہر کو اپنی اہلیہ کے بندوبست مین تین چیزونکی
رعایت کرنی ضرور ہی * پہلی ہیبت کی یہان تک کہ اُسکی نظرون
مین مہیب دکہاے تا اُسکی فرمان برداری اور رضامندی مین
سستی نہ کرے پر یہہ تدبیر کی قسمون سے بہت بڑی تدبیر ہی
لیکن انتظام اُس کا بغیر ظاہر کیئے فضیلتون اور بدون چھپاے
رذیلتون کے متصور نہین * دوسری کرامت کی یعنے اپنے قبیلہ کو
ایسی باتون مین لگا رکھے جس سے پیار ومحبت روز بروز ترقی

پکڑے تا اُسکے کم ہوینگے خوف سے شوہر کی خلاف رائی پر اقدام نہ کرے ❊ اور ستر و حجاب مین غیر محرم کی نظرون سے محفوظ رکھے اور اُسکے ساتھہ دلبری کی باتین کیا کرے اور پہلے پہلے ایسی چال چلے کہ اُسے شوہر کی تابعداری کی طمع نہ آوے ❊ تیسری وہ ہی کہ اُسکے خویش واقربہ کے ساتھہ طریقہ اکرام واحترام اور تعظیم تواضع اور دوستی کا طریق معروف جاری رکھے اور بغیر ظہور قصور کے دوسری عورت نہ کرے اگرچہ وہ حسن و جمال اور حسب و نسب مین پہلی سے زیادہ ہو کیونکہ جسقدر رشک و حسد اُنکی طبیعتون مین بھرا ہی ساتھہ نقصانی عقل کے اُنھین قباحت اور فضیحت مین ڈالے اور سوا بادشاہون کے جو مقصود تزوج سے زیادتی نسل کی ہی اور عورتون کی نسبت اُنکے ساتھہ بغیر فرمان برداری کے چارہ نہیین بہت نکاح کا حکم نہین دیا پس اُن کو بھی احتراز ان سے اولی ہی کیونکہ نسبت مرد کی گھر کی طرف ایسی ہی جیسے نسبت دل کی بدن کی طرف اور جیسے ایک دل دو بدن کی زندگی کا سبب ہو نہین سکتا ویسا ایک مرد بھی دو گھر کا بند و بست کر نہین سکتا اور اپنی بی بی کو خرچ یومیہ اور نوکر چاکر باندی غلام کی فرمایش

مین جس وجہہ سے بندوبست گھر کرنے کا خوبی انجام پاسے مختار کرے اِس طور پر کہ ہمیشہ دل اُسکا امور خانہ داری اور علاقۂ خانگی مین لگا رہے تاکہ بدچالی اور سستی و کاہلی سے باز رہے اِسلیئے کہ نفس اِنسانی تحمل بیکاری کا نہین کرسکتا اور بے فکری آدمی کو بُرائیون مین ڈال دیتی ہی اور موجب باہر نکلنے اور نظربازی کا ہوتی * اور اس سبب شوہر کو حقیر سمجھے اور بدیون پر اقدام کرے چاہنے والے بھی اُسکے پیچھے پڑین اور سبب فساد کا ہو پر وہ تین چیزین جنسے پرہیز کرنا واجب ہی * پہلی اُن مین سے بہت چاہت اِس لیئے کہ بہ سبب اِسکے اپنے تئین تراشتی اور نافرمانی کرنی بلکہ چاہتی ہی کہ شوہر کے اوپر حکومت بھی کرے یہہ موجب خانہ خرابی اور رسوائی کا ہی کیونکہ جب حاکم محکوم ہوا اور مالک مملوک تو البتہ انتظام مین اختلال آوے اگر اُسکی محبت مین مبتلا ہو تو اپنے دل مین رکھے احیاناً اگر غلبہ کرجاے تو اُن تدبیرون سے جو باب عشق مین کہا ہی دفع کرے * دوسری وہ کہ ترسے کا مومنین اسکے ساتھہ مشورت نہ کرے اور اپنے اسرار پر بھی مطلع نہ کرے اور مال و اموال گرسے کرائے سواے قوت لابدی کے اُسّے پوشیدہ

رکھے اِسلیے کہ کم عقلی اُسکی باعث مفاسد کا ہوتی ہی * اور
تواریخ مین لکھا ہی کہ حجّاج کا ایک دربان تھا اُسے بہت چاہتا
کسی وقت بات چیت کرنے مین حجاج نے کہا کہ راز اپنا جورو
سے نہ کہا چاہیئے * اور اُس پر اعتماد نہ کریئے تب دربان نے کہا
کہ میری جورو بہت دانا اور مہربان ہی اُس پر بہت اعتماد
رکھتا ہون مین اِسواسطے کہ بار بار کے امتحان و تجربے سے اسکے
احوال کا وثوق حاصل ہوا ہی اور اُسکو اپنا محرم اسرار
جانتا ہون حجاج نے کہا یہہ طریقہ خلاف ہوشیاری کا ہی مین
اِسبات سے تجکو واقف کردونگا اِسکے بعد فرمایا کہ ہزار دینار کا
توڑا لاؤ اور اُسپر اپنی مہر کی اور دروان کو دیا اور کہا کہ یہہ
نقد تجھے مین نے بخشا پر میری یہہ مہر اُسپر رہے اِسے گھر لیجا
اور اپنی جورو سے کہہ کہ اُس توڑے کو بادشاہی خزانے سے
چرا کر تیرے لیئے لایا ہون دربان نے ویسا ہی کیا حجاج نے کتنے
دن پیچھے ایک لونڈی اُسکو عنایت کی وہ اُسے گھر مین لایا
اُس کی جورو نے کہا کہ میری خاطر اِس لونڈی کو بیچ ڈالو وہ بولا کہ
جس کنیز کو بادشاہ نے بخشا ہی کس طرح اُسکا بیچنا روا ہی
اِسبات پر خفیہ ہو گئی اور پھر رات گئے حجاج کے محل سرا

کے دروازے پر گئی اور وہانکے نگہبان سے کہنے لگی کہ تو حضرت
کو خبر کر کہ فلانے دروان کی جورو آئی ہی حضور مین کچھ عرض
کیا چاہتی ہی غرض جب اجازت پائی تو بادشاہ کے روبرو جاکر
اداب بجالائی اور عرض کرنے لگی کہ شوہر اس ضعیفہ کا نعمت
خداوندی کا پالا اور دولت بادشاہی سے جیتا ہی اب ایک
خیانت اُس سے خزانۂ خاص مین سرزد ہوئی لیکن
نعمت سلطانی کا حق اِس لونڈی پر واجب ہی اِس لیئے
پوشیدہ نہین رکھہ سکتی ہون یہہ کہہ کر تورا جھر بادشاہی
کے سامنے روبرو رکھہ دیا اور کہا کہ آپ کے خزانے سے میرا
خاوند چرالے گیا تھا دیکھئے آپ کی مہر بھی اُس پر ہی حجاج
نے دربان کو بلوایا اور تورے کو اُسکے آگے دھروایا اور کہا
کہ یہہ تیری جورو دانا مشفق اور پردہ نشین ہی اگر مین
ہرگز اُس سے واقف نہوتا تو تیرا سر آج کون کی گیند ہوکر
چہارپایون کا پامال ہوجاتا * تیسری وہ ہی کہ اپنی جورو کو نظر
بازی اور غیر مردون کی بات سننے اور اُن عورتون کی
آمیزش سے جو اِن خصلتون مین موصوف ہین منع کرے
علی الخصوص بوڑھی رنڈیون سے جو بد کامون مین متہم ہین *

اور حدیث سے نقل کی ہی کہ عورتون کو حضرت یوسف کے
قصے پڑھنے سننے سے امتناع ضرور ہی کہ مبادا طریقۂ عفت سے
پھر جانے کا سبب ہو اور عورت کو شوہر کے حق مین جن باتو نکی
رعایت کرنی شرط ہی دو پانچ خصلتین ہین * پہلی پارسائی اختیار
کرنی * دوسری کفایت شعاری * تیسری شوہر سے ڈرنا
اور چشم احترام سے اُسپر نظر کرنا * چوتھی تابعداری کرنی
اور نافرمانی سے احتراز کرنا * پانچوین معاشرت مین اظہار
خوبی کرنا اور خفگی نہ کرنی * حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ مخلوقات مین سے کسی کو سجدہ کرنا اگر درست
ہوتا تو مین عورتون کو اُنکے شوہرون کے سجدہ کرنے کے لیئے حکم
کرتا * حکیمون نے کہا ہی * کہ نیک زنین شفقت و محبت مین
ماکے برابر ہین اور صبر و خدمت مین لونڈی کی مثال اور
الفت و صداقت مین دوستون کی مانند * اور بد عورتین
ظالمون سے تشبیہ رکھتین ہین نافرمانی اور ہنگامہ پردازی
مین * اور دشمنون سے شوہر کی بے آبروئی اور عیب جوئی
مین اور چورون سے اُسکے مال کے طمع کرنے مین بطریق خیانت
کے * جو کوئی کسی نالایق عورت پر مبتلا ہو تو علاج اُسکا سوا

مفارقت کے کوئی چیز بہتر نہین اگر فساد کی طرف رجوع نکرے * جیسے اطفال کا ضایع ہونا اور رسوا اُسکے جو فساد ہو * اور اگر جدائی ممکن نہو بدون آمیزش اور دوستی اور دینے لینے کے چارہ نہین اِن سبھون کے بعد بہترین تدبیرون مین سے یہہ ہی کہ اُسکے تئین کسی ایسے شخص کے حوالے کرے جو اُسے برے چلن سے منع کر سکے اور خود سفر دور دراز کا اختیار کرے اور ایک مدت مدید اُس سفر مین رہے تا شاید وہ مسبب الاسباب کوئی سبب خوشی کا پیدا کر دے اور خبر نیک اُس کی طرف سے آوے * عرب کے حکیمون نے کہا ہی کہ پانچ قسم کی عورتون سے احتراز کیا چاہیئے * حنانہ * منانہ * انانہ * کیّۃ القفا * خضراء الدمن * پر حنّانہ وہ عورت ہی کہ دوسرے شوہر سے اُس کے اولاد ہو اور اِس خصم کی دولت سے اُسپر مہربانی کرے * اور منّانہ مالدار عورت کو کہتے ہیئن کہ بسبب اپنے مال و متاع کے شوہر پر منت رکھتی ہو * اور انّانہ وہ عورت ہی جسکا آگے ایک خصم تھا اور اُس کو اپنے زعم مین اِس سے بہتر سمجھے اور ہمیشہ اُس کی احوال سے شکوہ شکایت رونا پیٹنا کرے * کیّۃ القفا اُس

عورت کو کہتے ہیں جو پارسائی کی چادر میں مستور نرہے اور آدمی بے سمجھے بوجھے شوہر کے اُسکی بیحیائی کی تہمت نام رکھیں خضراء الدمن وہ ایک عورت ہی خوبصورت اور بد اصل تشبیہ اُس کی سبزۂ گلخن سے دی ہی پہلے معنے سید المرسلین ﷺ کی حدیث میں بھی واقع ہیں پر جو کوئی اہل خانہ کے بندوبست سے قاصر ہو اُسے تجرد اولی ہی * **چوتھا لمعہ** * اولاد کی تدبیر میں پہلے چاہیئے کہ ایک دائی نیک بخت خوش مزاج اُسکے لیئے مقرر کرے اِسلیئے کہ مزاج اور طبیعت کی خوئیں لڑکو نمیں اثر کرتی ہیں اور جبکہ شریعت حق میں وارد ہوا ہی کہ لڑکے کا نام رکھنا ساتویں دن بہتر ہی تو اُسکی متابعت کرنی ضرور * تاخیر کی حکمت یقینا یہ ہی کہ بعد تامل کے ایک اچھا نام اُسکے لایق مقرر کیا جاے اِس لیئے کہ اگر کوئی بُرا نام اُسکے واسطے معین کرے تو ساری عمر بسبب اُسکے پریشانیوں سے گذرے اِسلیئے ماباپ پر فرزندوں کا حق ہی کہ نام رکھنے میں شرط احتیاط کی ادا کریں * جب مدت دودھ پلانیکی تمام ہوچکے تو اُسکی تعلیم و تادیب میں مشغول ہوئیں تاکہ بد اخلاقی نہ سیکھنے پاوے اِسلیئے کہ مزاج اطفال کے استعداد کمالیت کی رکھتے ہیں *

اور طبایع انسانی رذائل کی طرف متوجہہ * چنانچہ سابق بیان
اس کا ہو چکا ہی اور اُسکے اخلاق کی درستی مینن جس طور
سے کہا ہی پیروی طبیعت کی کرکے تربیت کو نگاہ رکھے جبکہ
قوت تمیز کے پہلے اثر ومنین سے قوت حیا ہی * چنانچہ مذکور
ہوئی * تو زیادتی حیا کی فضیلت ونجابت کی دلیل ہی * پس
جس وقت یہہ خصلت اُس سے مشاہدہ کرے تادیب مینن
اُسکی زیادہ اہتمام کیا چاہیئے * پہلی تادیب یہہ ہی کہ اُسے
بد اخلاقی کے اختیار کرنے سے کلیا منع کرے اس لیئے کہ طبیعت
صاف صفحون کے برابر ہین جو نقش اُن مینن کھینچیے بآسانی
بن جاسے * پھر اُسے احکام دینی اذب وقاعدے کے طریقے
سکھاسے اور اُن کے یاد رکھنے کے لیئے تاکید اور اُن کے انکار پر
زجر و تادیب کرے * پر اُسکی طاقت و قوت کے موافق جس
طور سے کہ احکام شرع مینن مقرر ہوا ہی سات برس کی عمر
مینن نماز پڑھنے کے لیئے حکم کرے اور دس برس کے وقت
ترک صلوہ کے سبب ماریٹ سے ادب دے اور اُسے نیکونکے
مدح اور بُرون کے مذمت کرنے پر اُبھارے * اور عیاشی کا
مانع ہو اگر اچھا اختیار کرے تو تعریف سے دل بڑھاوے * اور

جو بری چال چلے تو ندامت سے شرمندہ کرے * اور مقدور بھر ظاہرا ملامت نہ کرے بلکہ اِس طور سے کہے کہ تو نے سہوا یہہ حرکت کی ہی بار دیگر ارتکاب اِس کا نہ کرتا دلیر نہو جاے اور جو وہ خود پوشیدہ رکھتا ہی * تو اُسکے راز کو فاش نہ کرے * پھر اگر بار بار ایسی حرکت اُس سے سرزد ہو تو خلوت مین لے جا کر بہت ہی ملامت و نصیحت کر کے اُسکی قباحت کا مبالغہ کرے اور اس کے عود کرنے پر ڈراے اور فاش کرنے اور ہمیشہ ملامت کرنے سے احتراز واجب ہی شاید بسبب کثرت ملامت کے ڈھیٹھ ہو جاے اور بمقتضا اُس حدیث کے جسکے معنے یہ ہین * کہ انسان کو جس بات سے منع کرین اُسی کا حریص ہو * خواہش معاودت کی اُسکے مزاج مین آسے بلکہ حکمت عملی کے طریقے ان باتون مین اختیار کیا چاہیئے * اور چاہیئے کہ کھانے پینے کی لذت اور لباس و پوشاک کی زینت اُسکی نظرون سے گرادے کہ اُس کے دل مین یقین ہو جاے جو رنگ برنگ زربفت کا لباس خاصیت عورتون کی ہی اور مردون کو چاہیئے کہ اس سے بے پروا رہین اور ہردم آب و دانہ کی طمع مین رہنا خصلت چارپایون کی *

پہلے کھانے کے آداب چنانچہ تفصیل اسکی آویگی اُسکو سمجھانا سے اور سمجھاسے کہ اکل و شرب سے غرض صحت بدن کی ہی نہ اُسکی لذت مقصود ہی اور چاہسے کہ کھانے پینے کی چیزین دوا کی مثال ہیں بس جیسے دوا کو بقدر ضرورت اور مصلحت کے دفع مرض کے لیئے استعمال کرین ویسے کھانا پینا بھی بانداز رفع گرسنگی اور تشنگی کے چاہیئے اور اسے ہر طرح کے کھانے سے بھی منع کرین اور ایک ہی قسم پر خوگر کرنا لازم ہی * اور اُسکی اشتہا کو ضبط کرین یہان تک کہ تھوڑے مین صبر کر سکے اور لذت و مزے کی چاٹ مین گرفتار نرہے اور کبھی کبھی اُسکو روکھی روٹی بھی دیا کرین تا لاچاری کے وقت کو ٹال سکے یہ طریقے غریبون کے لیئے بہتر ہیں اور بڑے آدمیون کے لیئے بہت بہتر * اور دن کی نسبت سے رات کو زیادہ دین تا نسبتی اور خواب دن کو آسیر غالب نہ کرے پر گوشت موافق سے دین کہ موجب ثقل و بلادت کا نہو اور میٹھی چیزون اور میوون سے اور اُن کھانون سے جو جلد ہضم نہو پرہیز واجب ہی اور کھاتے وقت پانی پینے سے منع کیا چاہیئے ہرچند کہ سب آدمیون کو مسکرات سے احتراز کرنا لازم ہی علی الخصوص لڑکون کو بہت ہی تنبہ کرنی ضرور اسلیئے

کرنے کی چیزین اُنکے مزاج کو زیادہ مضر اور غصّے تہور و بے غیرتی اور بیباکی کا باعث ہوتی ہین اور یہے بد خصلتین اُسکی طبیعت مین مستحکم ہو جائین بلکہ اُن لوگون کی مجلس سے بچے اندیشہ اُسے باز رکھنا چاہیے اور بری باتون کے سننے کا مانع ہونا ضرور ہے اور ہر روز جب تک ادب قاعدے کی مشق سے فراغت نہ کرے اور سخت بیان نہ اُٹھائے کھانے کو نہ دین اور پوشیدہ کامون سے اُسکو منع کرین تا بدچالی پر دلیر نہو جائے اسواسطے کہ بے شبہہ سبب چھپانیکا کوئی امر قبیح ہوگا کہ اِس کام مین تصور کیا ہو اور دن کے سونے اور رات کے بہت خواب کرنے سے اور اسباب تنعم اور نرم و ملایم کپڑے پہننے سے جیسے ریشم آمیز کپڑے اور بھوئین گھرے گرمیون مین اور آتش و پوستین جاڑون مین باز رکھین اور کدھی کدھی سیر کرنے یا پیادہ چلنے سواری چڑھنے اور مناسب محنتین اُٹھانیکی خو سکھائین اور نشست و برخاست و گفتگو کرنیکے سلیقے جیسے بیان اُنکا آویگا بتائین اور بالونکی آرایش اور زیب و زینت اور زنانے لباس مین اُسکی عادت کرنے نہ دین اور جب تک اُس وقت کو نہ پہنچے کہ جب انگشتری کار کھنا درکار ہو تب تک اُسے انگوٹھی نہ پہنائین

اور اپنے ہم چشمون سے اور اسباب دنیاوی کے سبب اُسکو فخر کرنے اور جھوٹھہ کہنے اور سوگند کھانے سے جھوٹھہ ہو یا سچ منع کریں اسلیئے کہ قسم مطلقاً بد ہی خواہ لڑکے سوگند کھائین یا بڑے شرعاً اگرچہ سچ ہو تو بھی مکروہ ہی مگر جب کسی مصلحت دینی کے لیئے ہو * مردون کو اگرچہ سوگند کی احتیاج ہوتی ہی پر لڑکون کو کچھہ ضرورت نہیں * اور خاموشی جواب مختصر دینے بزرگون کے حضور چپ ہو کر سننے اور اچھی بات کہنے کا خوگر کرین لیکن بزرگ زادون کو اکثر اِن ادبون کی احتیاج ہوتی ہی اور چاہیئے کہ معلم دیندار دانا اخلاق کے طریقے سے واقف اور پاکدامنی اور عزت و وقار ہیبت و مروت مین مشہور اور اخلاق شاہی اور اُن کی مجلس کی نشست و برخاست اور گفتگو اور ہر ایک فریق کی بول چال کے طریقے سے خبردار ہو اور چاہیئے کہ اور لڑکے اپنی ہم جنس کے پاکہ بعضے بعضے بزرگ زادے ایسے جو حسن آداب کے زیور سے آراستہ ہون مکتب مین ساتھہ اُسکے پڑھین تاملول و غمگین نہو اور طریقے آداب کے اُن سے سیکھے اور انہین دیکھہ کر تعلیم و تعلم مین زیادہ سعی کرے اور جس وقت اخوند ادب کے لیئے

اُسکو مارے تو شور و فریاد اور شفاعت کرنے سے منع کرین
کیونکہ یہہ خصلت غلام اور بیچارون کی ہی اور معلم کو چاہیئے کہ
جبتک کوئی تقصیر ظاہر اُس سے مشاہدہ نہ کرے مارنے کا
اقدام نہ کرے اور جو مار کی حاجت ہو تو پہلے بار چاہیئے کہ شمار
مین اندک اور الم مین بہت ہو تا کہ عبرت پکڑے اور معاودت
پر جرئت نکرے اور چاہیئے کہ سخاوت کی ترغیب اُسے
دین اور نعمت دنیاوی اُسکی آنکھون مین خوار دکھائین
اسلئے کہ زر و سیم کی محبت کی آفت سانپ کے زہر سے بھی
بدتر ہی * امام غزالی اُس آیہ کریمہ کی تفسیر مین جسکے معنے
یے ہین * کہ مجھے اور میرے فرزندون کو اصنام کی عبادت سے
باز رکھیو * فرماتے ہین کہ اصنام سے مراد زر و سیم ہی * اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی ہی کہ میرے تئین اور
میرے فرزندون کو زر و سیم کی پرستش اور اُسکی دل
بستگی سے دور رکھیو اسواسطے کہ منشا تمام فساد و نکا انہین کی محبت
ہی اور تعطیل کے دنون مین اُسکو کھیلنے کی چھٹی بھی دین
بشرطیکہ سبب کسی دکھہ اور باعث کوئی قباحت کا
نہو اور یہہ آداب سب لوگون کو بہتر ہی خصوصاً جوانون کو

ٹھیک نہ او رجب آثار تمیز کے اُس مین غالب ہون تو سمجھاوین کہ اسباب دنیاوی سے غرض صحت بدن کی حفاظت ہی نفس انسانی جتنی استعداد دارالبقا کی حاصل کریگا باقی اور قائم رہیگی پس اگر مدبر اہل علم سے ہی تو تربیت مذکور سے لڑکون کی تعلیم کرے اور جو اہل حرفے سے ہو تو جس وقت آداب شرعیہ بقدر واجب سے فراغت کرے اپنے پیشے مین اُسے لگادے پر بہتر یہہ ہی کہ لڑکے کی طبیعت مین نظر اور اُس کے احوال مین خوض کرے کہ کون سے علم و ہنر کی استعداد اس مین زیادہ تر ہی جسکی لیاقت پاوے اُس مین مشغول کردے اسلیئے کہ بمقتضا اِس آیۂ کریمہ کے جسکے معنی یے ہین * جو جسکے واسطے پیدا ہوا ہی اُسکو آسان ہی ہر شخص کو استعداد ہر ایک صناعت کی نہین ہی بلکہ ہر کوئی جدی جدی صناعت کی لیاقت رکھتا ہی اور اِس مین ایک بھید ہی جو سبب قوام عالم و انتظام احوال بنی آدم کا ہی حکماء سابق مولود کے طالع مین نظر کرتے اور طریقۂ نجوم سے جس کسب و ہنر کی لیاقت اُسمین دیکھتے اُس مین مصروف رکھتے اِس لیئے کہ جو کوئی جس فن کی قوت رکھتا ہو تھوڑی کوشش سے اُسمین کامل ہوسکتا ہی اور

جسکی استعداد نہین رکھتا اُسکی سعی کرنی تعطیل روزگار اور تضیع اوقات ہی * اور طبیعت اُسکی جس ہنر سے مناسبت نہین رکھتی اور ہتھیار و اوزار اُس کے موافق بھی نہین تو اُسے اُس ہنر کی تکلیف ندین بلکہ دوسرے پیشے مین لے جاوین بشرطا اِس کے کہ اُسپر قائم رہنے کی یاس لگی ہوئی ہو تا موجب اضطراب کا نہو * اور ہر ایک فن کے درمیان کسی محنت لایق کا جس سے حرارت غریزی کی تحریک اور حفاظت صحت کی مدد اور سستی و ناتوانی کی نفی ہو عادی کرین اور جب کسی ہنر پر قادر ہو تو وجہ معیشت کے حاصل کرنیکے لیئے اُس کو کام کیا چاہیئے اِس لیئے کہ جس وقت لذت اُسکی پاوے تو اُسکی تکمیل کے واسطے زیادہ کوشش کرے اور اُس ہنر کے دقایق مین نظر کر کے سبقت لے جاوے اور اُسکی مشقت سے بھی کسب جمیل کی جو خاصہ اشرافون کا ہی عادت کرے اور اپنے باپ کی میراث کا تکیہ نہ کرے اِس واسطے کہ اکثر دولت مندزادے جو دولت پدری پر مغرور ہو کر علم و ہنر کے سیکھنے سے محروم رہ جاتے زمانے کے ہیر پھیر سے خرابی کے میدان مین آجاتے ہین * جب روزگار کرنے لگے اور سبب

اس کے نفس مزاج مین آجاسے تو اولی و انسب ہی جو اُسے
متاہل کر دین اور اُنکے محاصل کو نکال کر جدا کر دین * ولایت
پارس کے بادشاہ فرزندون کو لوگ لشکر کے درمیان
پرورش نہین کرتے تھے بلکہ داناؤن کے ساتھہ کسی طرف
بھیجتے اِس لیئے کہ تکلیف و سختی کی عادت اختیار کرین اور
رؤساے دیلم کا طریق بھی یہی تھا اور جس نے برعکس اسکے
تربیت پائی اصلاح اُسکی مشکل ہی علی الخصوص اُسکی جو کہ
سن رسیدہ ہو جیسے سوکھی لکڑی کو سیدھا کرنا بہت
دشوار ہی * سقراط حکیم سے کسی نے پوچھا کہ اختلاط تیرا اکثر
جوانون کے ساتھہ کس واسطے ہی تو یہی جواب دیا * اور تربیت
لڑکیونکی جسکے وے لایق ہین اُسی طور سے کیا چاہیئے چنانچہ ہمیشہ
گھر کے درمیان رہنا اور پارسائی و پردہ نشینی کے لیئے زیادہ
تاکید و مبالغہ کرنا اور شرم و حیا اور اُن خصلتون کے واسطے
جنکا بیان عورتونکے احوال مین ہو چکا ہی ترغیب دینا لازم ہی اور
اچھے اچھے ہنر اُن کی شان کے موافق سکھلانے ضرور * اور پڑھنے لکھنے
سے کلیا منع کیا چاہیئے اور جسوقت بالغ ہون تو اپنے ہم چشمونکے
ساتھہ نکاح کر دینے مین تعجیل واجب * بلکہ طریقے اولاد کی تربیت کے

ہیں * اور جبکہ اثنای بحث میں بعضے آداب کے شرح کرنیکا وعدہ کیا ہی تو ضرور ہوا کہ بیان اُسکا بطور اختصار کے کیا چاہیئے اگرچہ وے مخصوص اطفال ہی کے نہیں تاہم بنظر اُنکی استعداد و قابلیت کے بیان کیا * آداب گفتگو کے چاہیئے کہ بہت نہ بولے کیونکہ بہت بکنا نشان خلل دماغی اور بیوقوفی اور موجب سُبکی اور بے اعتباری کا ہی * حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت مصطفی صلعم جو طوطی خوش الحان وما ینطق عن الہوی کے تھے علیہ افضل الصلواۃ اکمل التحیات اعتدال کے ساتھہ گفتگو اِس طور سے کرتے کہ اگر مجلس دیر تک بھی رہتی تو جو نکتہ زبان حقایق ترجمان سے ارشاد ہوتا گن سکتے اور بزرجمہر حکیم نے کہا ہی جب کسیکو دیکھے کہ بے سبب بات کرتا ہی یقین جانے کہ وہ دیوانہ ہی اگر بولا چاہے جب تک اُسے خوب دل میں نہ ٹھہرالے خاموش رہے * حکیموں نے کہا ہی کہ پہلے بہت سوچ پھر بول * لازم ہی کہ بات مکرر سکرر نہ بولے مگر جس وقت بہت ہی احتیاج اُس کی ہو اور جب کوئی کچھ نقل یا قصہ کہنے لگے اگر جانتا بھی ہو تو جبتک اُس کی بات تمام نہو نہ کہے کہ میں جانتا ہوں اور جس بات کو اُس کے غیر سے پوچھیں اُسکا

جواب مذمت اور جو ایک ایسی جماعت سے سوال کرین
جس مین وہ بھی ہی لازم ہی کہ پیش دستی نہ کرے ﻩ اور
جو کوئی اُسکا جواب دینے لگے اگرچہ وہ اِس سے بہتر بھی قادر
ہی صبر کرے جب بات اُسکی تمام ہو تب اپنے جواب کی
تقریر شروع کرے اِس طور پر کہ اگلے کے طعن کا موجب نہو اور
جو بات کہ اُس سے کہین جب تک تمام نہو جواب دینے مین
مشغول نہو جو بحث و محاورہ اُسکے سامھنے مذکور ہو اور وہ اُسّے
مناسبت نہین رکھتا ہو تو دخل نہ کرے اور جو بات کہ اُسّے
پوشیدہ رکھین اُسکے سنّنے کا قصد نہ کرے اور بزرگون سے
کنائے کی بات نہ کہے اور اپنی آواز کو اعتدال پر رکھّے اگر کسی
بات مین مشکل ہو تو اُسکی تمثیل سے واضح کر دے اور طول
بےمصلحت سے اجتناب کیا چاہیئے بلکہ طریقہ اختصار کا اختیار کرنا
لازم ہی اور الفاظ غیر محاورہ و کنایات بعیدہ کو استعمال نکرے
اور فحش و دشنام سے احتراز واجب ہی اگر کسی امر فاحش
کے بیان کرنے کی احتیاج ہو تو تعریض و کنائے پر اکتفا کرے اور
بیہودہ ہنسی ٹھٹھے سے جو موجب سقوط مروت اور سبب
خفت اور باعث حسد و عداوت کا ہی اجتناب لازم جانے اور

ہر ایک مقام مین کلام مقتضای حال کے موافق کہے اور گفتگو کے وقت دست و چشم و ابرو سے اشارہ نہ کیا کرے مگر ایک اچھے طور سے جو مناسب مقام کے ہو اور کبھی اہل محفل کے ساتھہ خواہ وے دانا ہون یا نادان حق و ناحق تملق و خلاف کی چال نہ چلے اور جسکے پاس مبالغہ مفید نہو اُسکے نزدیک الحاح نہ کرے اور مناظرے مین انصاف کی شرائط سے نہ گذرے اور سخن دقیق ایسے شخص کے ساتھہ جو اُسکو نہین سمجھہ سکتا ہی نہ بولے اسلیئے کہ ہر ایک سے اُسکی عقل کے بموجب کلام کیا چاہیئے * چنانچہ حضرت رسالت پناہ ﷺ نے فرمایا ہی مضمون اُسکا یہہ ہی کہ ہم گروہ انبیا ہین ہمین حکم کیا ہی کہ ہم آدمیون کے ساتھہ اُنکی عقل کے موافق بات کرین * اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ نادانون کے نزدیک حکمت ضائع مت کرو اور بول چال مین لطف و لطائف کا طریقہ ملحوظ رکھے اور قول و فعل حرکات مین کسی کو آزردہ نہ کرے اور وحشت آمیز باتون سے احتراز ضرور جانے جب کسی بزرگ کے حضور کچھہ کہا چاہے تو نیک فالی سے شروع کرے * جیسے حق تعالی آپ کی عمر دراز کرے حضرت کے دشمن پامال ہون

آپ کا اقبال برقرار رکھے بخت بلند کرے یا عاقبت بخیر ہو علی ھذا
القیاس * غیبت اور تہمت و بہتان سے اور جھوٹھ کہنے اور
سننے سے بالکل احتراز واجب جانے بلکہ ایسے لوگون کے ساتھہ
مداخلت بھی نہ کرے چاہیئے کہ سننا اُسکا بولنے سے بیشتر ہو *
کسی حکیم سے پوچھا کہ سننا تیرا کسواسطے کہنے کی نسبت سے بہت
ہی بولا کہ مجھے کان دو دیئے اور زبان ایکدی اِسلیئے کہ دو سنون اور
ایک بولون * اداب چال چلن و نشست برخاست کے چلنے مین *
جلدی نکیا چاہیئے کہ نشان بے اعتباری کا ہی اور بہت دیر بھی
نکرے کہ علامت سستی کی ہی * مغرورون کی مانند اور زنانے پن اور
مخنثون کے طور پر ناز و نخرے سے نہ چلے اور اعتدال کی روش
اختیار کرے اور بہت پیچھے پھر کے نہ دیکھے اسلیئے کہ یہہ خصلت
احمقون کی ہی * اور ہمیشہ سر نیچے کیئے نہ رہے کہ یہہ دلیل
غلبہ حزن و فکر کی ہی * اور سواری مین بھی مرتبہ اعتدال کا لحاظ
رکھا چاہیئے * اور نشست مین پانون پھیلاکر نہ بیٹھے * اور
پانون پر پانون نہ رکھے اور سوا بادشاہون کے حضور اور استاد
اور باپ کے روبرو اور خدمت مین اُن لوگون کی جو اُن کے
برابر ہیں دو زانو نہ بیٹھے اور سر کو زانو اور ہاتھہ پر نہ رکھے اسواسطے کہ

یہہ علامت حزن و کسالت کی ہی * اور گردن کو کج نہ کرے
اور حرکات عبث سے جیسے ڈاڑھی یا کسی عضو سے کھیلنا ہی
احتراز کرے * اور ناک اور منہہ کے درمیان اُنگلی نہ ڈالے *
آنکھی نہ چمکاے اور بندون کو بھی * خمیازہ اور انگڑائی سے
احتراز کرے * اور تھوکنے ناک سنکنے مین احتیاط ایسی کیا
چاہیے کہ حاضران مجلس کو معلوم نہو اور آواز بھی اُسکی
نہ سنین * اور قبلے کی طرف نہ تھوکے ہاتھہ اور آستین اور
دامن سے نہ پونچھے * جس وقت کسی مجلس مین جاے تو اپنے
رتبے کے موافق جا بیٹھے اور جو محفل کے درمیان سب سے
بزرگ ہو وہ ہی ہی تو جہان چاہے وہان بیٹھے اسلیئے کہ صدر وہین
ہوگا * اگر ایک ناواقف اپنی جگہہ پہچان کر نہ بیٹھا لازم ہی
کہ جب واقف ہو تو اپنے مقام مین آبیٹھے اور جو اپنے لائق
جگہہ نہ پاے تو پھر جاے اِس طور سے کہ لوگون کو معلوم نہو
کہ یہہ شخص بیزار یا دق ہو کر گیا * اور غیر محرم اور خدمتگارون
کے آگے سوا ہاتھہ اور منہہ کے برہنہ نہ کرے خلوت مین ہو یا کہ
جلوت مین * زانو سے ناف تک ہمیشہ مستور رکھے مگر احتیاج کے
وقت جیسے قضاے حاجت یا غسل وغیرہ ہی * اور مجلس کے

بیچ آدمیون کے روبرو نہ سوے اور کبھی چت ہو کر نہ لیٹے
خصوصاوہ شخص جو خواب مین خرخر کرتا ہی اِسلیئے کہ اِس
طرح کے سونے مین اور خرخراہٹ زیادہ ہوتی ہی اگر محفل
مین خواب اُسپر غلبہ کرے ہوسکے تو اُٹھہ جاے نہین تو کسی
بات یا کچھہ فکر یا کوئی شغل مین مشغول ہو جس سے اُسسبب
نیند کا دفع ہو جاے * اور جو کسی جماعت کے ساتھہ ہی اور وے
سب سو جائین اُنکی موافقت کرے یا باہر جاے * حاصل کلام
یہہ ہی کہ ایسا سلوک اختیار کرے کہ لوگون کو اُس سے
نفرت اور ایذا نہو اگر اِن عادتون مین سے بعضے اُسکو دشوار
معلوم ہو تو دل مین سوچے کہ اہل محفل کی ملامت اور طعن
و تشنیع اُنکا بہ سبب بے ادبی کے سخت تر ہی اُس
عادت کے خو کرنے کی مشقت سے پس اختیار کرنا اُس
عادت کا اولا ہی * آداب کھانے کے * چاہیئے کہ پہلے ہاتھہ منہہ
ناک دھوے بسم اللہ سے شروع اور الحمد للہ پر تمام کرے
اور سب سے پہلے کھانے کے لیئے سبقت نہ کرے گا جو
شخص میزبان ہو اور اِس طور سے کھاے جو کپڑے
دستارخوان اور آستین آلودہ نہون زیادہ تین اُنگلیون سے

لقمہ نہ اٹھاوے اور بہت منہہ نہ پہارے بڑے لقمے سے
پرہیز کرے اور جلدی جلدی نہ نگلے اور منہہ کے درمیان جمع
نہ کرے کھانے میں انگلی نہ چاٹے پر بعد فراغت کے مسنون ہی *
اور رنگ روپ کھانے کا نہ نہارے اور نہ سونگھے اور نہ
دانت سے کاٹے اگر دسترخوان میں کچھ کھانا بہت لذیذ
بچ رہے اُسکی طمع نہ کرے بلکہ اوروں کو دے ڈالے انگلیوں سے
چکنائی چھڑاوے روٹی اور نمک کو نہ بھگووے * اور جو ایکہی
رکابی میں دونوں کھائیں تو کوئی کسی کے نوالے پر نظر نہ کرے *
اور اپنے آگے سے کھاوے مگر میوے میں دوسری جگہہ سے کھا
سکتا ہی * ہڈی اور جو چیز کہ منہہ سے پھینکے دسترخوان پر
نہ رکھے * اور ہڈی جو نوالے میں ہو پوشیدہ منہہ سے نکال کر
پھینک دے ناپسند حرکتوں سے احتراز واجب جانے * اور منہہ
سے کوئی چیز نکال کر رکابی یا پیالے میں نہ رکھے غرض اس طور
سے کھاوے کہ اگر کوئی اُسکا بچا ہوا کھانا کھایا چاہے نفرت نہ کرے
اگر مہمان ہی تو میزبان کے آگے کھانے سے ہاتھ اُٹھاوے جسوقت
حضار مجلس ہاتھ کھینچیں تو وہ بھی اُن کی متابعت کرے
اگرچہ اُسے سیری نہوگی اپنے گھر یا کسی ایسے مقام میں

جہان اس کے محرم کار ہیں * اور جو میزبان ہو تو لازم ہی کہ
جب تک ہاتھہ اٹھائیں عذر خواہی کرے کہ اگر کسی کو کچھہ رغبت
رہے تو حجاب نہ کرے * کھانے میں اگر پانی کی احتیاج ہو آہستہ
پیئے کہ اس کی آواز کوئی نہ سنے * اور اہل محفل کے سامنے خلال
نہ کرے اور دانتوں سے جو کچھہ کہ زبان سے نکالے اسے نہ کھاے جو کچھہ
خلال کرنے سے نکلے ایسے مقام میں پھینکے کہ لوگوں کو نفرت
نہ آوے * اور ہاتھہ دھونے کے وقت انگلیوں اور ناخنوں
کی جڑ کو اچھی طرح سے صاف کرے * اسی طرح ہونٹھہ اور
منہہ اور دانتوں کو * اور کلی طشت میں نہ کرے اور منہہ دھونے
میں اگر پانی گرنے لگے تو ہاتھوں سے احتیاط کرے * ہاتھہ دھونے
میں اوروں پر پیش دستی نہ کرے لیکن میزبان کو روا ہی کہ
سب کے آگے ہاتھہ دھوے * پانچواں لمعہ * حقوق والدین
کی رعایت میں * جب کہ عقل و نقل کے موافق شکر گذاری
منعم کی واجب ہی نعمت الٰہی کے بعد کوئی نعمت فرزندوں کے
حق میں ماباپ کی نعمت کے برابر نہیں ہی اس لیئے کہ باپ
اسکے پیدا ہونیکا سبب صوری ہی پھر اس کی پرورش کا واسطہ
ہی کھانے کپڑے اور اُن ضروریات کے مہیا کرنے میں جو اُسکے

جیسے اور ہوش سنبھالنے کا سبب ہین بعد اس کے وسیلہ ہی اُس کے کمالات نفسانی کے حاصل ہونیکا جیسے آداب و ہنر اور صنعتین ہین اور کس کس محنت و مشقت سے اسباب دنیاوی کو پیدا کرکے اس کے لیئے جمع کرنا اور اُسے دیتا ہی بلکہ ایثار اُسکا اپنے اوپر گوارا کرتا ہی اور مان اس کے موجود ہونے کے سبب مین شریک باپ کی ہی سوا اس کے بار بر داری حمل کی اور اس کی مشقت کو سہنا علاوہ جننے کے خطرے اور دردزہ کو دیکھا چاہیئے * اور پہلی قوت جو سبب ہی فرزندون کی حیات کا اُسیکے بدن کا خون ہی اور ایک مدت مدید تک اُسکی حفاظت اور پرورش کی تدبیر مین رہی اور نہایت شفقت سے اپنے تئین اُس پر فدا کیا اسی واسطے والدین کی محبت لڑکون کے حق مین محبت طبیعی ہی اور اُنھین ان کے فرزندون کے حق کی رعایت مین احتیاج تکلیف کی نہین بخلاف محبت اولاد کے والدین کے حق مین * شرائع الٰہی مین اولادون پر والدین کے احسان کے لیئے حکم بیشتر عکس کا ہی بس عدالت کا اقتضا یہہ ہی کہ مان باپ کے ساتھہ نیکی اور ان کے اطاعت کرنے کو قریب خالق کی طاعت کے جانے

چنانچہ اکثر آیہٗ قرآنی اور حدیث نبوی علیہ السلام میں اُسکے
بعد بلے واسطہ مذکور ہوئی ہی * اور جب کہ حق سبحانہ تعالیٰ
کی بے نیازی کا عرش اِس سے برتر ہی کہ کوچۂ نیستی کے
مفلس اُسکی بے انتہا نعمتون کے مقابل عہدۂ شکر سے برآوین
یا کچھ اُسکے بدلے مین آگے لاوین * اور اُس راہ کے چلنے والونکے
پانون عجز و قصور کے چھالے سے بھرے ہوئے ہین بخلاف والدین کے
اِس لیئے کہ اُنکی وجوہ احتیاج ظاہر ہی * پس اِسی وجہ سے
اُنکا حق رعایت کے باب مین اولا ہی * اور شریعت کے
قاعدے کے موافق بھی حق الناس مین مبالغہ کرنا زیادہ تر ہی حق
اللہ سے * اسلیئے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ جواد مطلق ہی اور

اُس نے فرمایا ہی * کہ بے شبہہ اللہ تعالیٰ بے نیازی تمام عالم سے *
والدین کے ایفاء حق کی اصل حقیقت تین جزون سے مرتب
ہوسکتی ہی * پہلی خالص دوستی دل و جان سے اختیار کرنی *
اور مقدور بھر زبان اور ہاتھ پانون سے اُنکی تعظیم اور فرمان
برداری مین مصروف رہنا اگر موجب کسی گناہ یا حرج کلی کا
نہو اور اگر اُن کے کسی کا سبب ہو تو حسن سلوک کے طور سے
اُن کے خلاف رائے کرنا مضائقہ نہین * پر مجادلے کے طریقے سے

بھی ہی مگر ایسی صورت مین کہ شرعا واجب ہو * امام غزالی نے اکثر عالمون سے نقل کی ہی * کہ شبہات مین اطاعت والدین کی واجب ہی مباحات کا کیا ذکر * دوسری اُن کے ساتھہ مساعدت کرنی مصالح معاش مین طالب بے منت اور توقع بے عوض کے آگے اگر کسی ممنوعات شرعی کی طرف رجوع نکرے * تیسری ظاہر و باطن مین اُنکی خیرخواہی کا اظہار کرنا اور مرنے جینے مین اُنکی نصیحتون کو ماننا اور جب کہ والد کے حق کے لیئے اطراف روحانی غالب ہین اور والدہ کے حق کے واسطے اطراف جسمانی * اور اِسی واسطے باپ کا حق پہچاننا بعد قوت تمیز کے حاصل ہوتا ہی اور مان کے حق مبادی حال مین معلوم ہوتے ہین * بسبب اُسکے لڑکون کا میلان خاطر مان کی طرف زیادہ ہوتا ہی * پس فرزند کے اوپر باپ کا حق بجالانا ایسے امور مین کہ جن مین روحانیت غالب ہی. جیسے تابعداری کرنی دعا مانگنی تعریف کرنی مناسب تر ہی اور مان کے حق ادا کرنیکے لیئے امور جسمانی مین. جیسے مال کا دینا اور کھانے پینے کی خبرگیری کرنی * اور جب اِس تفصیلات کے مقابل عقوق والدین کا رذیل کی قسمون سے ہی پس اُسکی بھی تین

انواع ہیں * اس ضبات کی تین نوعون کے مقابل اور جو کوئی والدین کے برابر ہو جیسے دادا چچا ماموں بڑے بھائی ہیں انھین اور انکے دوستونکو بھی انکے برابر جاننا چاہیئے اور حق المقدور اخلاص انکے ساتھہ لازم ہی * اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہی * کہ نیک کامون سے بہتر یہہ ہی کہ اپنے باپ کے دوستدارون سے رعایت کیا چاہیئے * اور بموجب اسکے جو سابق کے بیان سے معلوم ہوا کہ قرابت روحانی بھی معتبر ہی استاد کے ساتھہ کہ وہ پدر نفسانی ہی یہی سلوک بلکہ زیادہ اس سے کیا چاہیئے * چھٹا لمعہ * خادمون کے بندوبست مین * بحکم عقل کے خادم مخدوم کے ہاتھہ پانون کے برابر ہیں اسلیئے کہ یہہ لوگ ضروری کامون پر اقدام کرتے ہیں اور جو یہ سب نہین تو اپنے تئین ان کامون مین مشغول اور اپنے اعضا مین سے کسی عضو کو ان مین مصروف رکھا چاہیئے اور وے لوگ نہون تو اسباب آرام کے منقطع ہوتے ہین * اور یہ سبب سعی و تردد کے کسی صناعت اور فضیلت کی طرف قصد نہین کرسکتے اور باوجود اسکے کہ عزت و وقار و ہیبت و اعتبار ساقط ہوں ہر طرح کی محنت و مشقت اپنی طرف عائد ہو *

پس لازم ہی کہ اُنھین ودائع الٰہی کی مثال جانکر اُنکے رہنے کا شکوہ اپنے اوپر واجب جانے اور اُنکے ساتھہ مہربانی ومدارات کا طریقہ جاری رکھے * اور اُن کو حد اعتدال سے زیادہ کسی کام کی فرمایش نہ کرے اور اُن کے لیئے آرام کے وقت معین کر دے * اِس لیئے کہ اُنھین بھی ماندگی سستی و ضعف مزاجی ہوتی ہی اور طبیعت کی خواہشین پیدایش ہی سے لگی ہوئی ہیثن * اور ملاحظہ کیا چاہیئے کہ اصل فطرت مین اپنے اور اُنکے درمیان اشتراک ہی * اور شکر اِسبات کا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اُنھین تابعدار اپنا کیا ہی بجالایا چاہیئے * اور اُن پر ظلم نہ کرے * حضرت پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ نے جو متمم اخلاق کے ہین فرمایا ہی * کہ خور و پوش مین اُن کو اپنے برابر قیاس کیا چاہیئے * اور جب کسی کو کسی خدمت کے لیئے نوکر رکھے لازم ہی کہ پہلے چشم غور سے اُسکے حال کو ملاحظہ کرے اگر تجربہ اِس باب مین میسر نہو تو دانائی و ہوشیاری سے مدد ڈھونڈھے * اور چاہیئے کہ بدصورت اور بدڈول آدمی سے احتراز کرے اِس لیئے کہ بیشتر خلق آدمی کا تابع اُسکی خلقت کے ہی اور برعکس اِس کے کم * پارس کے حکیمون نے کہا ہی کہ سب چیزون سے بہتر خوب صورتی ہی *

حدیث نبوی مین آیا ہی کہ طلب کرو تم حوائج کو خوب رویون سے * اور فرمایا ہی کہ جب کہین ایلچی بھیجے تو لازم ہی کہ نیک نام اور خوبصورت ہو اِس لیئے کہ خوبصورتی پہلی اُن نعمتون مین سے ہی جو شخص کو پہنچتی ہین * اور دوسری حدیث مین ہی * کہ سب پیغمبر خوبصورت اور خوش آواز تھے * اور چاہیئے کہ مریضون سے جیسے ڈھیرے لنگڑے اور کبڑے برص والے اور جو اُن کی مثال ہین اجتناب کرے * جسوقت دانائی کی علامت خادم سے مشاہدہ کرے اُسکے ساتھہ احتیاط سے رہنا ضرور ہی اِسواسطے کہ اِن خصلتو نمین اکثر مکر و حیلے ہوتے ہین اور اسباب مین بہت حیا تھوری عقل کے ساتھہ بہتر ہی بہت دانائی سے ڈھیٹھہ پنے کے ساتھہ اِسلیئے کہ حیا بہترین خصائل ہی * خادم جس کام کی لیاقت اُسے پاوے اور اُس کے اسباب اُسکے مساعد ہون اور اُسکی طبیعت بھی اُسّے مناسبت رکھتی ہی اس مین مشغول کیا چاہیئے * اِس واسطے کہ ہر ایک شخص مین استعداد جدا سے جدا سے کام کی ہی * جیسے کشت کاری بیل کا کام ہی گھوڑے سے ہو نہین سکتی اور بیل کرو فر کے لائق نہین * جب نوکر کو کسی کام مین متعین کرے تو اندک قصور سے اُسکو معزول

نہ کیا چاہیئے اسلیئے کہ یہہ فعل کم ظرف اور کوتاہ نظروں کا ہی * اور بے شبہہ اُسکے معزول کرنیکے بعد اُسکے بدلے ایک اور چاہیئے اور نہیں جانتا ہی کہ یہہ اس سے بہتر ہو یا بدتر * اور خادم کے دل میں مقرر کیا چاہیئے کہ ان کی جدائی اپنے سے کسی طرح محسوب نہیں تو مروت کے قریب اور وفا و کرم کے لائق اور اُنکے زیادہ رغبت کا موجب ہو اور وے بھی شرط ہواداری اور جان سپاری کی بجالاویں اس لیئے کہ جب نوکر اپنے آقا کی ہردم کی چاہت معلوم کرے تو اپنے تئین مال و اسباب میں شریک اُسکا سمجھے اور برے بھلے میں رفیق و خیرخواہ رہے * اور جب جانے کہ خداوند کا لطف و مہربانی کا سر رشتہ مستحکم نہیں اور تھوڑے سے قصور میں خدمت سے معزول کردیں تو اُسے عاریت کی مثال خیال کرکے شرط اخلاص اور دردمندی کی بجا نہ لائیں یا کہ جانے کے لیئے ذخیرہ کریں خدمت لینے کی اصل یہہ ہی کہ بنا اُسکی محبت پر ٹھہرے نہ صرف دفع ضرورت کے واسطے تا خدمت عاشقانہ کریں نہ مزدوروں کی مانند * بعد اسکے بنا اسکی رجا پر بہتر ہی نہ خوف پر تو کام اگر محبانہ نکریں البتہ مزدورانہ کریں اور مظلوموں کے طور سے نکرینگے اس لیئے کہ

جب اسکے دل میں دہشت پڑے تو البتہ وہ اپنی خواہش
دلی سے کسی کام میں اقدام نہ کریگا تاکہ بقدر دفع ضرر کے
اُسکا قصد کریگا* چاہیئے کہ خادموں کی صلاح حال اپنی صلاح حال
کے اوپر مقدم رکھے اور ایسا سلوک کرے کہ جو کام اُن سے
علاقہ رکھتا ہو بخوبی و خوشی اسے انجام دیں نکراہت و بیدلی
سے* اور اُنکی اصلاح کار میں نظر کیا کرے مہربانیوں سے
امیدوار اور چشم نمائی سے ترسناک رکھے* اگر اُنمیں سے
کوئی توبہ کرنیکے بعد تقصیر کی طرف عود کرے تو مناسب سزا سے
اسکو گوشمالی دی جاوے* اور صرف اِسی سے اُسّے نااُمید
نہونا چاہیئے* اور جب بار بار کے امتحان سے معلوم ہو کہ اصلاح
کے قابل نہیں ہی تو اُسے جلد دفع کیا چاہیئے تا اُسکی صحبت
سے اور خادم نہ بگڑیں* غلام خدمت کے لیئے آزاد سے بہتر ہی
اِسلیئے کہ غلام کی خواہش خاوند کی فرمانبرداری اور تابعداری
کی طرف بیشتر ہی اور تادیب سے نیک خو ہوسکتا ہی اور
چھوٹنے کا گمان کمتر ہی* غلام و خدمتگاروں کے فرقے سے جسکی
عقل و شعور و گفتگو درست اور حیا و چالاکی بیشتر ہو اُسے
اپنی ذات کے کاموں کے لیئے مقرر کرے* اور جس میں کفایت

شعاری پارسائی اور روزگار کا سلیقہ ہو اُسے تجارت کے
واسطے * اور جو محنت مین قوی تر اور بڑے کامون پر صابر اُسکو
تردد و آباد کرنے پر متعین کرے * اور جو کہ بہت ہشیار اور بلند
آواز ہو اُسے نگہبانی کے لیئے معین کرے * اور بندے تین قسم
کے ہوتے ہین * ایک حر بالطبع * دوسرا عبد بالطبع * تیسرا
حریص * پہلے کو اولاد کے برابر پرورش کیا چاہیئے * دوسرے کو
چارپاے اور مواشی کی مثال * تیسرے کو بقدر ضرورت
طمع و حرص کے دام مین نگاہ رکھا چاہیئے اور بحسب مصلحت
کے فرمایش کامونکی کیا چاہیئے اور گروہ خلائق سے اہل عرب
گفتگو و فصاحت و بلاغت اور ذہن و ذکا مین ممتاز ہین
پر مردم آزاری اور قوت شہوی مین موسوم * اور
اُن مین سے اہل حبش وفا و ثبات قدم مین معروف
ہین و لیکن کبر و عدم تحمل مین اُنکی صحبت نہ کیا چاہیئے * اور
اہل عجم عقل و تدبیر اور صفائی و دانائی مین ممتاز لیکن مکر
و فریب حرص و نفاق مین موصوف * اور اہل روم وفا و
امانت داری اور کفایت شعاری مین موسوم اور بخل و
بدخوئی سے بدنام ہین * اور اہل ہند قوت حدس یعنے

سرعت ذہنی اور چستی و چالاکی مین مشہور لیکن بسبب عجب و پندار و کینہ کشی اور مکر کے مذموم ہین * اور اہل ترک شجاعت وجودت خدمت و خوبصورتی مین مشہور پر غدر و فساد اور بے حفاظتی مین موصوف ہین * **تیسرا لامع** * شہرون کے بندوبست اور رسوم بادشاہی مین اِس مین سات لمعے ہین * **پہلا لمعہ** * بیان مین اِسکے کہ انسان کو آبادی مین رہنے کی احتیاج ہی اور اِس فن کی فضیلت مین * حکمت کے رو سے پوشیدہ نہین ہی کہ تمام موجودات کمال کی وجہ سے دو قسم ہین * ایک وہ ہی جو کمال اُنکا اُنکی پیدایش ہی کے سات ہی جیسے اجرام سماوی ہین * دوسری وہ کہ کمال اُن کا اُنکے پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہی جیسے اجسام عنصری ہین پر اِس قسم کے واسطے نقصان کے مرتبے سے درجۂ کمال مین پہنچنے کو ایک نوع حرکت ضرور رہی لیکن یہہ حرکت بغیر اعانت اسباب کے متصور نہین اور وے اسباب اُن کمالون کے ساتھی رہتے ہین جیسی صورتین ہین کہ مبدا فیاض سے نطفون پر فایز ہوتی ہین تو کمال انسانی کو پہنچین * یا وے وسائل جو مواد کو صورتون

کے قابل کر دیئے ہیں جیسے غذا کا پہنچنا ہی بہ نسبت بدنونکے تو کمال نمو کو پہنچیں لیکن مطلق معونت تین وجہ پر ہی * پہلی معونت بالمادہ یہہ معونت ایسی ہی کہ معین جز ہوتا ہی اُس شی کا جیسے معونت غذا کی ہی حیوانات کے لیئیے * دوسری معونت بالآلہ یہہ معونت اِس طور پر ہی کہ معین اُس شی کے فعل کا واسطہ ہو * جیسے پانی ہی قوت غاذیہ کے لیئے * تیسری معونت بالخدمت * یہہ اس وجہ سے ہی کہ معین وہ کام کرے جو اِس شی کے کمالات کا سبب ہو اور اُسکی دو قسمین ہیں * ایک خدمت بالذات کہ غایت فعل معین کی کمال اُس شی کا ہو * دوسری خدمت بالعرض جو غایت فعل کی دوسری چیز ہو اور کمال اُسکا بہ تبیعت حاصل ہو * اول کی مثال جیسے معلم ثانی شیخ ابو نصر فاریابی نے کہا ہی افاعی ہیں خادم بالذات عناصر کے لیئیے اسلیئے کہ اُنھین حیوانات کے کاٹنے اور ڈنکھہ مارنے مین جو موجب فساد ترکیب کا اور اجزاے عنصری کے جدا ہونے کا ہی کچھہ نفع نہین اور ثانی کی مثال جیسے سباع ہیں کہ اُن کو حیوانون کے پھاڑنے مین منفعت اپنی ہی پر اجزاے عنصری کا جدا ہونا بہ تبیعت لازم آجاتا ہی اور جب

کہ خادم بالذات مخدوم سے اخس ہی پس نچاہیئے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہی اُن میں سے کسی کے خدمت کرے ❀ مگر بالغرض پروے سبب اعانت انسان کی کرین کوئی بطریق مادے اور کوئی بطور واسطے کے اور کوئی خدمت بالذات و بالغرض کے طریقے سے بھی اِس لیئے کہ عناصر ترکیب بدن انسانی کے جز ہین ❀ اور نباتات وحیوانات غذا اُسکی ہی اور غذا کی معونت بالمادہ ہی اور عنصرون میں سے ہر ایک کو انسان اپنے فعل طبیعی و ارادی کا واسطہ کرتا ہی جیسے آگ اور پانی کو کھانا پکانے اور بدن کے گرم و سرد کرنے اور غذا کے ہضم کرنے کے لیئے اور ہوا کو دم چھوڑنے کے واسطے جو سبب ہی روح کی راحت اور زمین کو زراعت کرنے اور مکان بنانے وغیرہ کے لیئے اِسی طرح سے نباتات وحیوانات میں سے کسی کو غذا کرنا اور کسیکو دوا بنانا اور کسی سے خدمت لینا ہی بالکہ اجرام فلکی سے بھی اس لیئے کہ فصلون کو جو حرکات سماوی سے حاصل ہوتین ❀ بحسب مصلحت کے اپنے افعال کا جیسے زراعت و عمارت ہیئن سبب مقرر کرنا ہی چنانچہ مضمون اِس آیت کا ❀ کہ اگر تو نہوتا

تو آسمانون کو پیدا نہ کرتا مین ❀ اس سے خبر دیتا ہی اور
توریت مین لکھا ہی کہ پیدا کیا مین نے تجھ سے تئین ای ابن
آدم اپنے لیئے اور تمام اشیا کو تجھ سے واسطے اگر فطن لبیب
اس مقام مین کچھ تامل کرے تو فرشتون کے سجدہ کرنیکا
راز اُسپر منکشف ہو اور علامت خدمت کی نباتات و
حیوانات کی ہیئت انعکاس مین ظاہر ہی اسلیئے کہ نبات کے وجہ
سجدہ اور حیوان کی ہیئت رکوع اُسکے دیدۂ بصیرت مین جلوہ گر
ہی اسی طرح افراد انسانی بھی ایک دوسرے کی اعانت
کرتی ہی بہ طریق خدمت کے نہ بطریق واسطے اور نہ بطریق
مادے کے بالکہ انسان بنظر اپنی ذات کے مادے کے طریقے سے
معونت کسی شی کی نہین کر سکتا اس لیئے کہ وہ جوہر مجرد ہی ❀
پس انسان جیسے عناصر و مرکبات کی اعانت کے طرف
محتاج ہی اپنی نوع کی افراد کی اعانت کی طرف بھی ویسے نوع
اور شخص دونون کے باقی رہنے کے لیئے محتاج ہی تو بطریق خدمت
ایک دوسری کی کمک کرے اور دوسرے حیوانات طرف
عناصر و مرکبات کی طرف محتاج ہین ❀ پر اپنی اپنی نوع کے طرف
محتاج ہونے مین مختلف ہین اسواسطے کہ جو از خود پیدا ہوا جیسے

اکثر حیوانات آپلی ہیں شخص کے پیدا ہونے اور نوع کے باقی رہنے میں اپنی نوع کی افراد کی طرف کسی وجہ سے محتاج نہیں اور جو توالد سے ہو جیسے چارپاے وغیرہ حیوان ہیں نوع کے محفوظ رہنے اور شخص کے پیدا ہونے اور اپنی پرورش کے لیئے ایک کمال معین تک محتاج اپنی نوع کے ہیں اور باقی پرورش کے محتاج معاونت کے نہیں رہتے پس اجتماع انکا جماع کے وقت اور ایام بالیدگی تک ضروری ہی بعد اسکے ہر ایک منفرد رہ سکتا ہی اور بعضے حیوان جیسے شہد کی مکھی اور چیونٹی اور اقسام پرندون کے بقاء شخصی و نوعی میں معاونت کے محتاج ہیں یہ بیان اُسکا کہ انسان بقاء شخصی کے واسطے اپنی افراد نوع کے محتاج ہی یہہ ہی کہ ہر ایک شخص اگر غذا و لباس و مسکن و سلاح وغیرہ اسباب اور اُن کے مبادی کی تیاری میں خود بنفسہ مشغول ہوتا تو اُسے درزی اور نجاری اور حدادی وغیرہ پیشون کے جو محتاج علیہ ہیں بہم پہنچانے پڑتا پھر اپنے تئین ہر ایک اشغال مذکور میں مصروف رکھنا ضرور ہوتا یہان تک کہ غذا و لباس و مسکن اُسکے موجود ہون تو بے شبہہ جبتک اسباب تیار ہون بے غذا و لباس و مسکن کے رہنا اور سبب اُسکی

ہلاکت کا ہوتا * بلکہ اگر اپنی ساری عمر ایک صنعت مین
ان صنعتون سے صرف کرے اب تک عہدہ برا نہو سکے و لیکن
جب مجتمع ہون تو اور ایک دوسرے کی کمک و اعانت کرے
اور ہر ایک شخص ایک ایک کام مین مشغول رہے اور
معاونت و معاوضت مین عدالت کی راہ پر چلین تو اسباب
معاش بخوبی منتظم اور احوال اشخاص کے درست اور سلسلے
نوع کے باقی رہین * اور جو چیز کہ اس معنی کی طرف اشارہ کرتی ہی
وہ مضمون اِس نقل کا ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
دنیا مین آئے ہزار کام کرتے تب روٹی پکے تیار ہوتی اور ہزار
واں ایک کام سے سر دہوتی * حکیمون نے کہا ہی کہ ہزار ایک
کام چاہیئے تب کوئی ایک نوالہ منہہ مین اُٹھا سکتا ہی * اور
جب کہ اُنکے کامون کا بندوبست کمک و معاونت پر موقوف ہی
تو حکمت بالغۂ الٰہی یہہ چاہی کہ گروہ خلائق ارادہ اور طبیعت
مین مختلف رہین تا ہر کوئی جدی جدی صنعت اور رسم کی طرف
قصد اور اُسکی تکمیل کی سعی کرے اِسلیئے کہ اگر سب کوئی
قصد مین برابر ہوتے اور ایک ہی پیشے مین اشتغال کرتے
باقی پیشے بیکار رہ جاتے اور سبب اختلال کا ہوتا اسی

طرح اگر فقر و غنا مین سب مساوی ہوتے کوئی کسیکی معاونت نہ کرتا اِسلیئے کہ اگر سب محتاج ہوتے تو خدمت کے مقابل کسیکو توقع نفع کی نرہتی اور اگر تمام دولتمند ہوتے تو اپنی اپنی اِستغنائی کے سبب کوئی کسی کی خدمت نہ کرتا پس جب اختلاف ہمم کے سبب ہر ایک کو ایک ایک ہنر لائق ہی اور اُسکی تکمیل کی کوشش کرے تو بمقتضاے اختلاف احوال کے ہرکسی کو کسی وجہ سے احتیاج دوسرے کی طرف ہو پس لازم ہی کہ ہر ایک دوسرے شخص کے کام پر قیام کرے اور آپس کی معاونت سے سب کے احوال جس طور پر ہی منتظم ہون ٭ اب ظاہر ہوا کہ انسان اپنے ہی نوع کی طرف اجتماع مین محتاج ہی اُسی کو تمدن کہتے ہیںن اور وہ مشتق مدینے سے ہی یعنے شہر کے درمیان اکٹھا ہونا اور مراد مدینے سے یہان بنا اور دیوار نہین بلکہ اُس قیاس پر ہی جو تدبیر منزل مین کہا ہی یعنے اجتماع عوام کا اِس وضع پر جو موجب انتظام امور کا ہووے ٭ اور یہے معنے اُس قول کے ہیںن جو حکیمون نے کہا ہی الانسان مدنی بالطبع یعنے محتاج اِسکا ہی کہ اپنی طبیعت کی اقتضا سے اجتماع مخصوص پر مجتمع ہو جسکو تمدن کہتے ہیںن

اور جب کہ طبیعتون کی خواہشین گوناگون اور سب کوئی اپنی طلب نفع کے ساتھ عادی ہین پس اگر اُنھین انکی طبیعت پر چھوڑ دین اور کوئی کسی کی اعانت نہ کرے تو باہم یاری کرنی اُنکی متصور نہو ایسا ہی کہ ہر کوئی اپنے نفع کی خاطر دوسرے کے ضرر کا قصد کریگا اور آپس مین لوٹ مار چھینا چھانی مارک مارا خون خرابا کرینگے تو ایسی ایک تدبیر چاہیئے کہ ہر ایک کو اُسکے حق پر راضی رکھّے اور ظلم و ستم کے دست کوتاہ ہون اِس تدبیر کا نام سیاست عظمی ہی اِس باب مین بھی جیسے عدالت کے باب مین کہا ہی ناموس اکبر اور حاکم اور دینار کی طرف احتیاج ہی پر صاحب ناموس وہ شخص ہو سکتا ہی جو خدا کے الہام و وحی سے اورون پر فوقیت رکھتا ہو تو خدا کی بندگی اور معاملۂ دنیاوی کے احکام مین جس طور سے کہ سبب صلاح معاش و معاد کا ہو مقرر کرے حکیم اِس شخص کو صاحب ناموس کہتا ہی اور اُسکے احکام کو ناموس * اور متأخرین کے عرف مین نبی و شارع اور اُسکے احکام کو شریعت * افلاطون نے اُنکی شان مین کہا ہی کہ وے لوگ بڑے قوت والے اور غالب ہین یعنے قوت علمی اور عملی مین اورون سے ممتاز ہین اسلیئے وے غیب کے

اسرار پر الہام الہی سے واقف ہوتے اور عالم کون و فساد میں
بخوبی تصرف کر سکتے ہیں * اور ارسطاطالیس نے اُن کی شان
میں کہا ہے کہ وے لوگ ایسے ہیں کہ خدا کی مہربانی اُن پر
بہت ہے * پر حاکم وہ شخص ہو جو تائید الہی سے ممتاز ہو * تو
اُسے افراد انسانی کی تکمیل کرنی اور اُن کی مصلحت کے
انتظام کرنے کی قدرت ہو چکا اُس شخص کو بادشاہ علی
الاطلاق کہتے ہیں اور اُسکے احکام کو صناعت ملک داری کی
متأخرین اُسے امام اور اُسکے فعل کو امامت کہتے ہیں * اور
افلاطون اُسکو مدبر عالم کہتا ہے * اور ارسطاطالیس نے اُسکو
انسان مدنی کہا ہے یعنے وہ آدمی جو امور ملکی بخوبی انجام دے سکے
جب کہ گروہ خلائق کی مصلحت کا سر رشتہ ایسے عالی مقدار کے
کف کفایت میں ہو تو بے شبہہ انواع امن و برکت کے
اہل بلاد اور کافۂ عباد کو پہنچے * جیسے اِس زمان خجستہ
آوان میں لطایف تدبیر پروردگار نے بموجب اس کے کہ
کمان اُسکے بنانے والے کو دیا چاہیئے زمام مصالح ایام کی
بادشاہ کامگار کے قبضۂ اقتدار میں رکھی کہ اُسکی عدالت کے
دبدبے نے آوازۂ عدل نوشیروانی کو پست کر دیا * اور اُسکی

عطوفت کی برکت نے دلون کے زخم کو جو حادثے کے تیر سے چھد گئے تھے مرہم سازگار بنایا * اور معدلت نے اُسکے گرگ کو شبانی سکھائی اور دزد کو پاسبانی * اُسکی ریاست کے دور مین سوا گال سوری کے کسی کو گریبان وریدہ نہ دیکھا * اور نالۂ زار بغیر مرغان چمن کے کسی سے نہ سنا * اور اُسکی مہربانی نے مراسم عدل کے زندہ کرنے مین خاصیت انفاس عیسوی کو ظاہر کیا * اور عدل نے اُسکے ظلم ظالم کے دفع کرنے کے لیئے آفتاب کو یدبیضا دکھایا * اُسکی عدالت کے عہد مین فتنہ بغیر چشم معشوقون کے نہ دیکھ سکیئے وہ بھی خواب مین * اور آشوب بدون زلف خوبون کے نپا سکیئے وہ بھی پیچ و تاب مین * امید کہ خورشید اقبال اُس کا قیامت تک آسیب زوال اور کسوف وبال سے محفوظ رہے * مدبر عالم کو پہلے چاہیئے کہ احکام شریعت کے حفظ کا استحکام کرے اور تصرف جزویات امور کا بحسب مصلحت وقت کے جس وجہ پر موافق قواعد کلیۂ شرعی کے ہو اُسی کے اختیار مین رہے اب ایسا شخص حقیقت کے رو سے ظل اللہ اور خلیفۃ اللہ اور نایب نبی ہوتاہی * جیسے طبیب واقف کا رحفظ اعتدال مزاج

انسان کا کرتا ہی اُسے بھی لازم ہی کہ مزاج عالم کی صحت کو جسے اعتدال حقیقی کہتے ہیں نگاہ رکھے اور جب اُس میں اختلال راہ پاوے اعتدال کی طرف لاوے پھر وہ شخص حقیقت میں طبیب عالم ہی اور اسکی صناعت ہی طب کلی کی * اور جیسے اعضا بدن انسانی کے اپنے باقی رہنے میں ایک دوسرے کا محتاج ہی مثلاً جگر محتاج دل کا روح حیوانی اور قوت زندگانی میں ہی اور دل محتاج جگر کا ہی روح طبیعی اور تغذیہ میں * اور وہ دونوں محتاج دماغ کے ہیں روح نفسانی اور قوت حسی میں * اور دماغ محتاج اُن دونوں کا ہی حیات و تغذیہ میں * اسی طرح سے اجزاے نفسانی بھی محتاج ایک دوسرے کا ہی بقا میں * پس تمام و کمال ہر ایک شخص کا دوسرے سے حاصل ہوتا ہی اس لیئے اپنے بنی نوع کے ساتھہ باہم مدد کرنے کے طور پر آمیزش ضروری ہی وگرنہ عدالت کے قاعدے سے منحرف اور ظلم کے نشان میں متصف ہوں * اور جب کہ ایک گروہ ایسا جو آدمیوں کی صحبت سے کنارہ کرتا اور بھاگتا رہتا ہی اور بنی نوع کی معاونت سے گویا احتراز کرتا اور اسباب معیشت کا بار آوروں کے سر پر رکھہ دیتا ہی اور اسی کو زہد

جان کر اُسے فضیلت قرار دیتا ہی حالانکہ یہہ حالت محض جور ہی * اِس لیئے کہ وے لوگ کھانے کپڑے اور آدمیون سے لیتے ہیں پر اُس کے بدلے کچھ اُنھین نفع نہین پہنچاتے اور اُسکی قیمت بھی نہین دیتے * اور جب عدم اسباب کے واسطے افعال رذیل اُن سے سرزد نہین ہوتے عوام الناس اُن کو اہل فضیلتون مین سے قیاس کرتے ہین لیکن یہہ نہایت خطا ہی اِسلیئے کہ عفت نہ ترک شہوت سے ہی بلکہ عدالت کی وجہ سے * اور عدالت یہہ نہین جو کسی کو نہ دیکھے اسپر ظلم نہ کرے بلکہ معاملات مین آدمیون کے ساتھہ انصاف و انتصاف کے طریق پر چلے * ابوالحسن عامری کہتا ہی کہ قصہ خوان اُن لوگون سے بھی بدتر ہین اِسواسطے کہ باوجود اسکے جو وے آدمیون سے توقع منفعت کی رکھتے اور اُن سے مال بھی لیتے ہین لیکن کچھ نفع اُن کو نہین پہنچاتے ہین بلکہ اُنھین ایذا دیتے ہین اِس لیئے کہ جھوٹھی باتون سے اُن کو فریب دے کر اُنکی اوقات ضایع کرتے اور فضیلت کی تحصیل سے باز رکھتے ہین اور معاونت عدالت کے طور پر اُسوقت میسر ہو کہ جب اُسکے قاعدے سے مطلع ہون پر اُس سے خبردار ہونا پہلے پہنچانے اِس علم کے قوانین کے سہل نہین ہی * پس

ہرایک شخص کو اس علم کا سیکھنا بہت ضرور ہی * تو معاملات و معاشرات انکا عدالت کے طریق پر متحقق ہو * علی الخصوص بادشاہوں کو جو سابق مذکور ہوا کہ وے مزاج عالم کے طبیب اور امور بنی آدم کے مدبر ہیں * اور یہہ علم عبارت ہی اُن قاعدون سے جو متعلق عوام الناس کی مصلحت پر اس طور سے ہوکہ بہ سبب تعاون کے متوجہ ہون کمال حقیقی کی طرف *

دوسرا لمعہ * محبت کی فضیلت میں * جب کہ معلوم ہوا کہ کمال افراد انسانی کا اجتماع و تألف پر موقوف ہی اور وہ بغیر محبت والفت کے متصور نہین اور باوجود علاقۂ محبت کے احتیاج عدالت کی نہین جیسے آگے ذکر ہو چکا پس محبت افضل عدالت ہی اسواسطے کہ وہ ایک وحدت شبیہ ہی طبیعی کی اور عدالت شبیہ ہی صناعی کی اور تحقیق ہو چکی ہی کہ طبیعی مقدم صناعی پر ہی اور جب محبت چاہتی ہی کہ دوئی کا علاقہ درمیان سے اُٹھاوے تو اُسکے ساتھہ احتیاج عدالت کی نرہے * انصاف لغت مین دو ٹکڑے کرنا ہی یعنے جو چیز کہ آدھون آدھہ جھگڑیکی ہی اپنے اور شریک کے درمیان دو حصے کرلیوے یہہ معنی فرع ہی کثرت کی پر جس وقت علاقہ اتحاد کا مستحکم ہو تو احتیاج اُسکی

نہین رہی قدیم حکیمون نے کہا ہی کہ قوام موجودات کا محبت
سے بنایا ہی * اور کوئی موجود ایک گونہ محبت سے اِس طور پر
نہین خالی ہو سکتا ہی جو حقیقت مین اُسکی وحدت ہو اسیواسطے
کیفیات جسمانی متضادہ مین جیسے حرارت وبرودت ہین مثلاً
انہزام ہرایک کا اُسکے ضد سے محسوس ہوتا ہی اور جمادات
ونباتات کی طبیعتون مین بطور دفع مزاحم کے دکھائی دیتا ہی *
اور عناصر مین میلان اُنکا طبیعت کے گرد آوری سے مشاہدہ
کیا جاتا اور افلاک مین وہ خود حرکت دوری ارادی کی صورت
ظاہر ہی جو مبدا اِس حرکت کا عشق جوہر عقل کا ہی اور شوق
توجہ اس کی طرف ہی جیسا کہ حکمت کے درمیان مقرر ہوا ہی اور
بحسب خفا وظہور انوار محبت کے موجودات کے مراتب
نقص وکمال مین اختلاف ظاہر ہوتا ہی اس لیئے کہ محبت جو پرتو
وحدت کا ہی مقتضا ہی بقاو کمال کا اور غلبہ جو فرع ہی کثرت کا
مورث ہی نقص واختلال کا * اور حکیمون کے فریق سے اس
فرقے کو اہل محبت وغلبہ کہتے ہین چنانچہ سابق مذکور ہوا اور
دوسرے حکیم کہتے ہین کہ محبت تمام کائنات مین ساری
ہی جب کہ گذرا * بیت * سرّ حُب ازلی سبکے ہی

دل مین ساری * ورنہ پھر گل کے لیئے کرتی نہ بلبل فریاد *
اور متأخرین کی اصطلاح مین محبت ایسے مقام مین
جہان عقل پائی نجاے اطلاق نہ کرین عناصر کے میلان کو
جو اُنکے حیز طبیعی کی طرف ہی اور مرکبات کے آپس کے شوق
و اشتیاق کیتہین بہ سبب تناسب مزاجی کے جیسے آہن
و مقناطیس کے درمیان اور آن کے تباعد کو ایک دوسرے سے
واسطے تباین مزاجی کے جیسے سنگ باغض الخل اور سرکے
اور اُنکے مثالون مین ہی جب اور بعض نہین کہتے بلکہ اُسے میل
و ہرب کہتے ہین * اور بے زبان حیوانون کی موانست و
منافرت کو اُلفت و نفرت کہتے ہین * اور نوع انسانی کے بیچ
محبت دو نوع پر ہی ایک طبیعی جیسے محبت مان کی فرزند سے *
دوسری ارادی جیسے اُلفت شاگرد کی استاد سے * اور
محبت ارادی کی چار نوع ہین * اول یہہ کہ جلد پیدا ہوتی اور
شتاب زایل ہوتی ہی * دوسری وہ جو بدیر ہو اور دیر رہے *
تیسری وہ جو بدیر ہو اور جلد جاے * چوتھی وہ ہی جو شتاب
آے اور دیر جاے * اسلیئے کہ سبب اِس محبت کا فقط لذت ہی
یا فقط نفع یا کہ فقط خیر یا مرکب ان سے پر لذت سبب اس محبت کا ہی

کہ جلد پیدا اور فوراً زایل ہو اسلیئے کہ لذت جیسے بسہولت
حاصل ہوتی ویسے بسرعت جاتی رہتی ہی اور نفع واسطہ ہی
اُس اتحاد کا کہ دیر سے حادث ہو اور شتاب تغیر پاے اسواسطے کہ نفع
مشکل سے حاصل ہوتا اور آسانی سے جاتا رہتا ہی اور خیر
منشا ہی اُس محبت کا کہ جلد ہو اور بدیر جاے پر جلد ہونے کا
سبب یہہ ہی کہ درمیان اہل خیر کے مناسبت روحانی ہی
اور دیر جانے کی جہت اتحاد حقیقی جو لازم خیر کا ہی * پر مرکب سبب
ہی اُس محبت کا جس کا علاقہ دیر بندھے اور دیر کھلے * اسلیئے کہ
اجتماع نفع و خیر دونوں حالت کو چاہتا ہی * اخلاق ناصری میں
یہہ تقریر اسی طور سے مذکور ہی اور نظر دقیق یہہ چاہتی
ہی کہ مرکب لذت و نفع سے انعقاد میں متوسط ہی اور انحلال
میں سریع اور مرکب لذت و خیر سے انعقاد میں متوسط اور انحلال
میں بطی ہی اور مرکب نفع و خیر سے انعقاد و انحلال دونوں
صورتوں میں متوسط ہی اور اُن احکام کا سبب بعد لحاظ کرنے
اُن کے مقتضا سے اجزا کے ظاہر ہو سکتا ہی اور اللہ تعالی دانا تر
ہی * جاننا چاہیئے کہ محبت صداقت سے عام ہی اسلیئے کہ
محبت بہت لوگوں کے درمیان ہو سکتی ہی اور صداقت اُس سے

کمتر * پر عشق سب سے خاص ہی اس لیئے کہ ایک دل مین
دو شخص کا عشق گنجایش نہین کرسکتا * جو عشق کہ
افراط کے ساتھہ ہو جہت اُسکی طلب لذت ہی یا طلب خیر *
ولیکن پہلا عشق مذموم ہی سابق تعبیر اسکی عشق بہیمی سے
کی گئی ہی * اور دوسرا عشق محمود بیان اُس کا عشق
نفسانی سے ہو چکا * حکیمون نے کہا ہی کہ نفع کو نہ استقلال کے
طور پر اور نہ مداخلت کی وجہ سے کسی صورت سے عشق
مین دخل نہین ہی * جوانون کی صداقت کا منشا بیشتر لذت
ہی اور جب کہ لذت سریع الزوال ہی تو انکی صداقت بھی
محل تبدیل مین ہی * اور پیرمردون اور اہل تجارت کی صداقت
کا سبب فقط نفع ہی اسیواسطے انکی دوستی کو امتداد ہوتا ہی
اور داناؤن کی صداقت کی جہت محض خیر ہی اور جب کہ خیر
ایک امر ثابت غیر متغیّر ہی تو مودت اُنکی تغیر و زوال سے
محفوظ رہتی ہی اور جس وقت کہ بدن انسانی طبائع مختلفہ سے
مرکب ٹھہرا پھر جو لذت جسمانی ایک طبیعت کے موافق
ہو دوسرے کا مخالف ہی * اور اسی واسطے لذت جسمانی
شایبہ الم سے خالص نہین ہوتی * اور جب کہ نفس انسانی

جوہر بسیط اور لوث تضاد سے منزّہ و مبرّا ہی تو جو لذت کہ اُسکی جوہر ذات کو ہو خالص ہو سکتی وہی لذت حکمت ہی * اور جس محبت کا سبب اسی قسم کی لذت ہو وہ باقی مراتب محبت سے عام ہی * اسے عشق تام اور محبت الٰہی کہتے ہین ارسطاطالیس افلاطس سے نقل کرتا ہی کہ مختلف چیزون کے بیچ التیام و تالف تام ہو نہین سکتا لیکن متشاکل چیزین باہم مشتاق ہوتی ہین * اور اس کی شرح مین کہا ہی کہ جب جواہر بسیط آپس مین متشاکل اور باہم مشتاق ہین ہر آینہ ان کے درمیان تالیف روحانی اور اتحاد معنوی حاصل ہو اور مباینت مرتفع ہو جائے * اس لیئے کہ علاقۂ تباین مادیات کے لوازم سے ہی * اور ان مین اِس نوع کا تالف ممکن نہین * پھر ان کے بیچ اصال و حقیقت کا ماننا کس طرح متصور ہو * بلکہ نہایتون اور سطحون مین ہو سکتا ہی * اُسّے اور اس اتصال سے بہت فرق ہی * اور جبکہ نفس انسانی جوہر بسیط ہی جس وقت کدورت جسمانی سے پاک ہو * اور لذات طبیعی کی محبت پر محو ہو جائے تو بحکم مناسبت کے عالم قدسی مین منجذب ہو اور بینائی کی آنکھون سے جمال شاہد

حقیقی کا مشاہدہ کرے * اور اپنی ہستی کو پروانہ کی مثال شمع تجلیات الٰہی پر فدا کر دے * تب وحدت کے مقام مین جو نہایت مقامون کی ہی پہنچے * یہی مرتبہ حق الیقین کا ہی اس رہنے والے کو بدن کے ساتھہ علاقہ رکھنے اور نرکھنے مین چندان فرق نہین ہی * اس لیئے کہ استعمال قواے بدنی کا جمال حقیقی کے مشاہدہ سے باز نہین رکھتا * اور اورون کو جو سعادت عاقبت مین مترقب ہی اُسکی تئین اسی عالم کے بیچ حاصل ہو * ابیات * وہ کام آج کر کہ ہو بینا تری نظر * حیران رہے جمال حقیقی پہ یہہ بصر * افسوس شرم آنکھون مین تیرے نہین ذرا * بیٹھا ہی لیل جید مین فردا کا منتظر * لیکن تعلق بدنی سے چھوٹنے کے بعد بسبب اُسکی لذت کے کچھہ دغدغہ باقی رہ جاتا ہی اسلیئے کہ ہرچند اس عالم مین بینائی کے نور سے اسما و صفات کے دقائق سے مطلع ہو کر وحدت ذات کو مشاہدہ کرے پر شہوت اثنینیّت کے شائبے سے جو مقتضا عالم تعلق کا ہی خالی نہین ہو سکتا اور بے مزاحمت رقیبونکے خاطر جمعی سے تمام و کمال مشاہدہ کرنا بغیر خلوت خانۂ تجرد کے میسر کہان اسی واسطے ہمیشہ رفع حجاب کا امیدوار ہو کر زبان حال کو اس مقال سے مترنم رکھا چاہیئے *

ابیات * غبار تن کا مرے ہی حجاب چہرۂ جان * خدا کرے کہ میں اس چہرے سے نقاب اُٹھاؤن * نہ یہہ قفص ہی سزا اور مجھہ خوش الحان کا * ارم کا طائر قدسی ہون اس چمن میں جاؤن * اور یہہ محبت مراتب عشق کی نہایت اور کمال مطابق اور ذروہ مقامات خدا ترسون کا ہی * بیت * جو کچھ کہ ہی سو ہی عشق کہتا ہون اور کہا ہی * دکھلا دے عشق تجکو باغ وصال جانان * بعد اُسکے محبت باہم دیگر اہل خیر کی ہی ایسا ہے کہ جب غایت اس محبت کی نیکی ہی تو خلل اُسکی طرف ہرگز راہ نہین پاتا * بخلاف اور محبتون کے ایسا ہے کہ تھوڑے سے عارضے سے وہ محل زوال کے ہون * چنانچہ مضمون اس آیۂ کریمہ کا جسکے معنے یہ ہین *

که دوستون مین سے آج کے دن بعضا بعضے کا دشمن ہی سوا متقیون کے خبر اُسکی دیتی ہی * پر جو محبت بہ سبب منفعت یا لذت کے ہو خواہ بد لوگون یا نیکون مین وہ سریع الزوال ہوتی ہی * چنانچہ سابق بیان ہو چکا * اور کدھی ہوتا ہی کہ سفر مین ایک ساتھہ رہے اور سختیون کے سبب یہہ دوستی پیدا ہو جیسا کہ کشتی اور خشکی وغیرہ مین اور سبب اُسکا یہہ ہی کہ انسان بالطبع مائل اُنس کا ہی * اسی سبب اُسکو انسان

کہتے ہیں اور جیب کہ اُنس طبیعی خواص انسانی ہی اور کمال
ہر یک شی کا اُس کی نوع کی خاصیت کے ظاہر ہونے مین ہی *
پس کمال انسان کا اپنے بنی نوع کے ساتھہ اس خاصیت کے
ظاہر کرنے سے ہو * اور یہہ خاصیت مبدا اُنس محبت کی ہی
جو مقتضا تمدن و تالف کا ہی * اور ساتھہ اُسکے کہ موافق حکم عقل
کے مستحسن ہی شرع مین بھی اس بات کے لیئے مبالغہ عظیم
فرمایا ہی * اسیواسطے حکم کیا ہی کہ ہر روز پانچ وقت نماز جماعت
کے ساتھہ ادا کرین تا اہل محلہ اِس اجتماع کی برکت کے سبب
موانست کے زیور سے آراستہ ہون * پھر فرمایا ہی کہ سب
اہل موضع ہر ہفتے مین ایک مرتبہ ایک جگہہ مجتمع ہون اور
نماز جمعے کی جماعت سے ادا کرین تا موانست اُنکے درمیان
حاصل ہو * پھر حکم کیا ہی کہ ہر سال دو بار روستائی اور
اہل شہر میدان وسیع مین جمع ہون اور نماز عیدین کی پڑھین
توانکے درمیان اجتماع کے سبب اُلفت پیدا ہو * بعد اُس کے
سب اُمت کیتئین ساری عمر مین موقف حج کے درمیان ایکبار
جمع ہونے کے لیئے فرمایا اور اُسکو ایک وقت معین مین مقرر
نہ کیا ہی * تا موجب حرج کا نہو حکمت اِسکی یہہ ہی کہ جمیع افراد

اُمت کے بیچ موافقت حاصل ہو اور اُس سعادت سے جو اہل محلہ اور شہری اور بادشاہی لوگون کو حاصل ہی ملحوظ رہین اور اِس موقف کو بقعے کے درمیان جو مقام صاحب شریعت کا ہی مقرر فرمایا تا اس مقام کا دیکھنا صاحب شرع کی یاد اور اُسکی زیادہ محبت و تعظیم کرنے کا سبب ہو اِسلیئے کہ شریعت مین بے شبہہ اُسکے احکام کا اعتقاد کرنا نافع ہی * اِن امرون کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہو جو صاحب شرع کی غرض اُس سے تحقیق کرنا ارتفاعِ وحدت کا اور اُٹھا دینا شبہہ کثرت کا بقدر لائق کے ہی * بلکہ احکام شریعت کے تمام مرتبے مین مثل اُسی غرض کی ملحوظ ہی * اور جیسے نبیون کی دعوت کرنی علم توحید کی جہت سے ہی عمل کے رو سے بھی توحید کی طرف رجوع کرنی ہی * یہین سے ہی کہ نماز جماعت کی فضیلت مین وارد ہی کہ وہ ستر بار منفرد کی نماز سے بہتر ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مین نے چاہا کہ آتش روشن کرون تا جو کوئی نماز جماعت کو نہ آوے اُسکے گھر مین آگ لگادون * اور اسی قسم سے وہ ترغیب و ترہیب ہی جو جمعے اور عیدین اور حج کی نماز مین وارد ہوئی *

تتمہ احکام صحبت وہ ہی کہ اللہ تعالی کی محبت کے سوا اور صحبت
کا سبب لذت و نفع ہی * اور زوال کی مداخلت سے خالی
نہین * پس ممکن ہی کہ دونون طرف سے ایکبارگی زائل
ہو جاسے * اور جائز ہی کہ ایک جانب سے زائل ہو اور دوسری
جانب باقی رہے * اور جب سبب محبت کا ایک طرف سے لذت
اور دوسری طرف سے نفع ہو اُس محبت مین اختلاف سبب
کے جہت شکایت بہت سی واقع ہو.. جیسے محبت مطرب اور مستمع
کی ہی مستمع گانے والے کو واسطے لذت کے پیار کرتا * اور مطرب
سننے والے کو نفع کے سبب چاہتا ہی * اور صحبت عاشق و
معشوق کی ایسا ہے کہ عاشق اپنے معشوق کو مزیکے لیئے پیار کرتا اور
معشوق فائدے کے واسطے * اِس دوستی مین شکایت
ہونے کا سبب ہی کہ لذت کا چاہنے والا جلدی کرتا اور نفع
کا ڈھونڈھنے ہارا اپنے مطلب کے حاصل ہونے پر موقوف رکھتا
ہی * پھر موافقت اُنکے بیچ کمتر متصور ہو اسی واسطے عشاق
ہمیشہ شاکی اور مظلوم رہتے ہین * لیکن حقیقت مین وے
خود ظالم ہین * ایسا ہے کہ وے دیکھنے کے مزے اور وصال کی لذت
کو شتاب چاہتے * اور اُسکے بدلے نفع پہنچانے مین دیر کرتے

ہیں * اِس قسم کی دوستی کو محبت لوّامہ کہتے ہیں * یعنے ملامت کے قریب * اور جو محبت کہ درمیان بادشاہ و رعیت حاکم و محکوم غنی و فقیر مالک و مملوک کے ہی وہ بھی بجہت اختلاف اسباب کے طرفین کے شکوے سے خالی نہیں * اسلیئے کہ ہر ایک اپنے صاحب سے کچھ طلب کرتا ہی جو اکثر اوقات میں نہیں ملتا اور مطلب کا ہاتھہ نہ آنا بے شبہہ سبب ملال کا ہوتا ہی جو مادہ شکایت کا ہی * لیکن بدون عدالت کے جو مستلزم رضامندی کا بقدر استحقاق کے ہی یہہ فساد مرتفع نہیں ہوتا * پر محبت نیکوں کی جب کہ منشا اُسکا ارتباط روحانی اور اتحاد جانی ہی عوارض نفع و لذت سے * اور مقصود اُنکا فقط خیر ہی ہی تبدل کو اُس میں کچھ دخل نہیں * اور مخالفت و منازعت کے شائبے اور ملامت کے علاقے سے خالی ہوتی ہی اور معنے اُسکے ہیں جو حکیموں نے کہا ہی کہ دوست تیرا وہ شخص ہی جو حقیقت میں تو اور ظاہر میں تیرے غیر ہو پر یہہ کبریت احمر کی مثال نایاب ہی * شیخ ابو علی سینا نے رسالہ طیر کے مطلع میں اِس قسم کی دوستی کے کمیاب ہونے کا مبالغہ کیا ہی * اسلیئے کہ اکثر آدمی کو حقیقت خیر سے اطلاع نہیں اور

محبت اُن کی لذت یا منفعت پر مبنی ہی پھر جسکی بنا عوارض پر ہو بسبب عوارض کے زائل ہو جاسے * اکثر بادشاہوں کی محبت رعیتوں کے ساتھہ اِس جہت سے ہی کہ وے رعایا کے اپنے منعم اور متفضل ہیں اور بے شبہہ منعم منعَم علیہ کو دوست جانتا ہی محبت باپ کی فرزند کے ساتھہ اِس وجہ سے ہی کہ اُسپر حقوق رکھتا ہی وہ بھی اسی قسم سے ہی پر دوسری وجہ سے اُسکی محبت فرزند سے ذاتی ہی اسواسطے کہ اُسے اپنے برابر جانے اور اُسکی صورت کو نتیجہ حیات کا خیال کرکے اُسکی شکل لوح فطرت پر ثبت کرلے فی الواقع یہہ نیک تصور ہی کیونکہ باپ اُسکے پیدا ہونے کا سبب صوری ہی اور وہ اُسکے بدن کا جزو اور نطق اور خلق میں اُسکے برابر ہی * اِسی واسطے باپ خود جس کمال کو چاہتا ہی فرزند کے لیئے بھی اُسکی خواہش کرتا بلکہ چاہتا ہی کہ فرزند اُسسے بہتر ہو * اور اپنے سے فرزند کے لائق ہونے پر خوش ہونا * اور فرزند کی فضیلت اپنے اوپر اس قسم سے حساب کرتا ہی کہ کہیں کہ اب وہ خود اکمل ہی اُس سے جو سابق تھا * جیسے اسباب سے خوش ہوتا ہی فرزند کی تفضیل سے بھی خوش

ہوتا ہی سوا اس کے فرزند کی محبت کے لیئے ایک سبب دوسرا
ہی کہ باپ اپنے تئین اُسکا منعم اور مفضل گمان کرتا ہی جیسا
سلطان و رعیت کی مثال مین بیان کیا گیا جس قدر تربیت
اُسکی زیادہ کرے یہہ محبت بیشتر ہو دوسری وجہ یہہ ہی کہ
اس کے وسیلے سے توقع مطالب و مقاصد کی رکھتا ہی اور اس
کی ہستی کو من بعد اپنے بقا سے ثانی جانتا ہی یے معنے اگرچہ اکثر
باپ کو تفصیلا معلوم نہین ہوتے لیکن ایک نوع شعور اسکا
اجمالاً رکھتا ہی * تشبیہ اِسکی یہہ ہی * کہ جیسے کوئی کسی
صورت کو پردے کے بیچ مشاہدہ کرے محبت اور اُسکے غیر کے
حاصل ہونے مین اس قسم کا علم کافی ہی اور فرزند کی محبت
باپ کے ساتھہ اُسکی محبت سے کمتر ہی اِس لیئے کہ وجود
اُسکا اُسکے وجود کا سبب اور اُسسے متأخر ہی اور ایک
مدت کے پیچھے اِس حال سے خبردار ہوتا ہی واسطے جب تک
باپ کو نہ دیکھے اور ایک مدت اُسسے انتفاع نہ اُٹھاے محبت
اُسکی حاصل نہ کر سکے * اِسیواسطے شریعت کے درمیان
فرزندون کو والدین کی محبت کے لیئے اور اُن کے حق کی رعایت
کرنے کو حکم کیا ہی بدون عکس کے * بھائیون کی دوستی باپ

بیٹے کی محبت کے درجے سے کمتر ہوتی ہی * اسلیئے وے کہ رتبے
اور وجود کے سبب مین مشارک ہین اور مشارکت منازعت
سے خالی نہین ہوتی * بعضے حکیمون سے پوچھا کہ بھائی بہتر ہی یا
دوست * بولا کہ بھائی جب کام آوے کہ اگر دوست ہو *
اور چاہیئے کہ بادشاہون کی محبت رعایا سے محبت پدری کے
مثال ہو اور اُن کے ساتھہ شفقت اور مہربانی کا طریق
مرعی رکھے اور رعیت کو لازم ہی کہ اطاعت و انقیاد و اخلاص
کی راہ پر چلے * اور اِس بادشاہ دانا کا اقتدا کریے * اور
ظاہر و باطن مین کسی صورت سے اقدام اسکا نکرے جو
سلطان کی عظمت شان کے لائق نہین ہی * اور جو چیز کہ اسے
میسر ہی اُس سے خدمت اسکی واجب جانے * چنانچہ بزرگون نے
کہا ہی کہ سب آدمیون کو چاہیئے کہ بادشاہ عادل کے لشکر ہوویں
تا باغیون مین سے نہون * اور جو ظاہرا خدمت اُن سے نہوسکے
توتہہ دل سے دعا کی مدد کرین اس مین بھی وے اُسکی لشکریونکے
شمار مین داخل ہوسکین * اور چاہیئے کہ رعایا آپس مین
بھائیونکی مثال ایک دوسرے کا مہربان اور وجہ معاش کا
ممد رہے اور باندازہ استحقاق اپنے حق کولے * تا فضاے زمین

وزمان عدالت کے نور سے روشن اور عرصۂ جہان مہربانی والفت کی برکت سے مثال گلشن ہو * اور جو اس دیپر نہو تو آئین سلطنت کا توت جاے اور مصلحت کا انتظام جلد منتشر ہو * ہم اِس سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور محبت کے لیئے کتنے مراتب ہیں * پہلا محبت خداوند تعالی کی کہ منبع نیکیون کا اور معدن کمالونکا ہی * پر یہہ محبت حقیقۃً سواے اُس عارف ربانی کے جو بقدر طاقت کے صفات جمال اور قوت جلال الٰہی پر مطلع ہو حاصل نہین ہوتی ہی * اِس لیئے کہ بے حصول معرفت کے محبت متصور نہین * اور جو کوئی بدون علم و معرفت کے محبت الٰہی کا دعوا کرے وہ جاہل مغرور ہی * اور حضرت پیغمبر خدا صلوۃ اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مضمون یعنے احمق جاہل کو کوئی دوست نہین رکھتا ہی صریحاً اُسکو جھوٹھا بناتا ہی * چاہیئے کہ یہہ محبت باقی مراتب سے اعلی ہو * اسواسطے کہ اور مرتبے کو اُسکا شریک ٹھہرانا محض شرک ہی * دوسرا مرتبہ محبت والدین کی ہی کہ وے اُس کی ہستی کا سبب صوری ہیں یہہ مرتبہ بعد اُس مرتبے کے ہی اور کسی محبت کو یہہ رتبہ نہین ہی * مگر چاہیئے کہ شاگرد کی محبت استاد کے ساتھہ اس سے بھی موکد ہو

اسواسطے کہ اگر باپ اُس کے وجود و تربیت جسمانی کا سبب قریب ہی لیکن معلم سبب ہی اُس کے کمال و تربیت روحانی کا اور اسے صورت انسانی مین لاتا ہی بلکہ حقیقت مین استاد پدر روحانی ہی * پس جس طرح روح کہتے ہین جسم کے اوپر شرافت ہی اِسی طرح سے اُستاد کو باپ کے اوپر * پس محبت اُسکی موجد حقیقی کی محبت سے فروتر اور باپ کی محبت سے بالاتر ہی * سکندر سے پوچھا کہ تو باپ کو چاہتا ہی یا اُستاد کو * بولا کہ اُستاد کو اِسلیے کہ باپ سبب ہی حیات فانی کا اور اُستاد وسیلہ ہی جاوید زندگانی کا * اور حدیث مین وارد ہوا ہی * کہ تیرے باپ تین قسم کے ہین جس سے تو پیدا ہوا اور جسنے تجھے علم سکھایا اور جسنے تجھے بیٹی دی پر اُن سے بہتر وہ ہی جسنے تیرے تئین علم سکھایا * اور حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہی کہ جسنے مجھے ایک حرف سکھایا پس بے شبہہ اُسنے میرے تئین غلام بنایا * اور جب محبت اُستاد کی اِس مرتبے سے موکد ہی تو محبت صاحب شرع کی جو ہادی حقیقی اور کامل اولی ہی بعد محبت حق سبحانہ تعالی کے سب محبتون سے موکد ہو * اِسواسطے حضرت ﷺ نے فرمایا ہی کہ کوئی تم مین سے مومن

نہین ہو سکتا جب تک کہ اللہ کو اپنے آور اپنے اہل خانہ اور
اپنے فرزند سے زیادہ تر چاہے * بعد محبت صاحب شریعت کے
دوستی خلفاء راشدین کی جو ائمہ دین اور ایوان یقین کے
مصباح اور ابواب ہدایت کے مفتاح ہین موکد جانے *
چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ جسنے دوست جانا میرے اصحابون
کو پس وہ دوست جانتا ہی میرے تئین مین دوست جانون
اسکو اور جسنے بغض رکھا میرے یارون سے پس وہ بغض
رکھتا ہی مجھہ سے مین بغض رکھتا ہون اُسسے * اور دوسری
حدیث مین ہی کہ جس نے محبت کی عالمون سے پس بے شبہہ
محبت کی اُسنے مجھہ سے * اور حدیث مین بھی آیا ہی کہ
جس نے علما کی تعظیم کی اُسنے میری تعظیم کی * تیسرا مرتبہ رعایا
کی محبت بادشاہ کے ساتھہ اور بادشاہ کی محبت رعایا کے
ساتھہ اور بعضون نے رعیتون کی محبت کو بادشاہ کے ساتھہ
باپ کی محبت سے موکد کہا ہی یہہ قول یقیناً محققون کے نزدیک ہی
اسلیے کہ بغیر سیاست سلطان کے باپ کو نفع پہنچانا متصور نہین
ہی اور جیسے باپ تدبیر بیٹے کی کرتا ہی بادشاہ باپ اور
بیٹے دونونکی تدبیر کرتا ہی * چوتھا مرتبہ دوستی آشنا و شرکا کی اسطور

پر کہ جو جس مرتبے کا ہو اُسکے رتبے کے لائق طریقۂ آمیزش و اختلاط ملحوظ رکھے اِس لیئے کہ رعایت حقوق مین خلل ڈالنا سبب ظلم اور موجب فساد کا ہی * اور صداقت کی خیانت اموال کی خیانت سے بدتر ہی اسواسطے وہ خیانت صفات روحانی کے طرف جو اشرف جوہر جسمانی سے ہین رجوع کرے * ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ محبت معشوق کی جلد جاتی رہتی ہی جیسے ملمع چیزین جلد بگڑ جاتی ہین * تو چاہیئے کہ خالق و خلق کے ساتھہ طریق عدالت کا سلوک رکھے * اور ہر ایک سے ایسی محبت جو حق اُسکا ہی حاصل کرے * اور مطابق اُسکے عمل مین لاوے کہ خالق کے ساتھہ طاعت و طلب مناسبت مین * اور معشوق کے ساتھہ بطریق قربت کے * پیغمبرون اور ائمۂ دین کے ساتھہ انقیاد احکام اور مراعات تعظیم و حرمت مین * اور سلاطین کے ساتھہ اُنکی بزرگی اور تابعداری مین * اور والدین کے ساتھہ اکرام و خدمت گذاری مین * اور ہر ایک عوام الناس کے ساتھہ رفق و آمیزش مین * حکیمون نے کہا ہی کہ محبت منعم کی منعم علیہ کے ساتھہ بیشتر اُسکے عکس سے ہی * اِس لیئے قرض دینے والا اور احسان کرنے ہارا قرض کے لینے والے

اور مانگنے والے کو پیار کرتا ہی اور اپنی ہمت اُسکے باقی رہنے کے لیئے مصروف رکھتا ہی ولیکن قرض دینے والا جبکہ اپنے حق لینے کے لیئے سلامتی قرض خواہ کی چاہتا ہی تو حقیقت مین وہ اپنے مال کو دوست رکھتا ہی بخلاف دوستی محسن کے محسن الیہ کے ساتھہ اسلیئے وہ بلا توقع کسی منفعت کے اپنی اسے دوست جانتا ہی بلکہ اس جہت سے کہ وہ اُسکے اثر کا قبول کرنے والا ہی * پر محسن الیہ کو اس قسم کی محبت اُس کے محسن کے ساتھہ نہو بلکہ وہ احسان کو بالذات اور محسن کئین دوست بالعرض جانتا ہی * اور محسن سعی کرتا ہی کہ محسن الیہ کو کسی وجہ سے نفع پہنچے * پس یہہ صورت شبیہ اس شخص سے رکھتی ہی جسنے دولت رنج ومشقت سے جمع کی ہو ہر آینہ اُسے عزیز جانتا ہی * اور اُس کے خرچ کرنے مین شرط احتیاط کی بجا لاتا ہی * بخلاف اس شخص کے جسے بغیر محنت کے مال حاصل ہو اور وہ کچھہ اُس کی قدر نہ جانے * اور اُسکے صرف کرنے مین احتیاط نہ کرے * اسواسطے ماں اپنے فرزند کو باپ کی نسبت سے بہت چاہتی ہی اسواسطے کہ وہ فرزند کے لیئے بہت سے دکھہ درد سہتی اور اُس کی پرورش مین بہت سی تکلیف اُٹھاتی ہی اور اسی

قسم سے ہی شاعر کا عزیز جاننا اپنے اشعار کو اور غرور اُسکا اس
شعر کے سبب زیادہ دوسرونسے ہوتا ہی اور جب کہ محسن الیہ
لینے والا ہی * اور لینے مین کچھ محنت نہ چاہیئے تو بالضرور
محبت اس کی محسن کے ساتھہ اس مرتبے مین نہو * پس اُن
مقدمات کے سبب محبت محسن کی محسن الیہ کے ساتھہ بیشتر
عکس سے ہوگی و لیکن محبت کی قسمون سے بہتر وہ محبت ہی
کہ منشا جس کا خیر اور کمال حقیقی ہو اس لیئے کہ وہی لذت عقلی
ہی اور جوہر نفوس کے ساتھہ اُسکا علاقہ ہی نہ عوارض کے ساتھہ اسی
سبب سے اس محبت کے قاعدے اختلال کی علامت سے مامون
و محفوظ رہین اور سعایت و نمیمہ کو اسمین دخل نہین ہی بخلاف
اور محبتونکے کہ اُن کے سبب کے زائل ہونے سے جاتی رہتی ہین
چنانچہ مضمون اس آیت کا جسکے معنے یہ ہین کہ آج کے دن
دوستون مین سے بعضا انکا بعضے کا دشمن ہی سوا پرہیز گارونکے
مشعر اُسکا ہی پر یہہ لذت حقیقت مین اُسوقت حاصل ہو کہ ملکات
فاضلہ کے حاصل کرنے سے فارغ ہو اور جوہر روح کے ساتھہ
مشغول ہو یہان تک کہ عالم عقلی اور اُس کے درمیان سے
حجاب اُٹھہ جاے اور وحدت خالص اور حق محض اور

نعمت ابدی اور لذت سرمدی کا مشاہدہ متحقق ہو * بیت * وہ یار جو تھا پردۂ اسرار میں پنہان * اب سوکشش عشق سے آغوش میں آیا * یہہ رتبہ مراتب کمالات سے بلند تر ہی اسی واسطے حکیموں نے اُسکو سعادات انسانی کے مدارج سے فوق المراتب اعتبار کیا اسلیئے کہ جب تک آئینۂ ہستی قواے طبیعی کے آثار اور تعلقات جسمانی کے غبار سے صاف و مصفا نہو * جمال اُس کمال کا دکھائی نہ دے * جب تک سالک اپنی خودی کے مقام سے جو منزل مقصود کی نسبت نہایت دور اور راہ درازہی نہ گذرے * صحن وصال میں پہنچ نہ سکے * بیت * وصال یار تو چاہے اگر خودی کو چھوڑ * کہ آسکے اور تیرے جز ترے نہیں حائل * بیت * کہتے ہیں کب سے ہجکو ملی دولت وصال * اپنے تئیں میں چھوڑ چلا اُسکی راہ میں * ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ جب خداوند تعالی کسی کو چاہے اُسکا نباہ کرے * جیسے دوست دوستوں کی ہمراہ ایک مصاحبت کا نباہ کرتے ہیں * اور اخلاق ناصری میں لکھا ہی کہ یہہ ایک لفظ ہی ہماری زبان میں نہیں بولتے ہیں پر یہہ بات ظاہر ہی اِس لیئے کہ نظیریں اُسکی کتاب اور حدیث میں بہت

ہیں * جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی اور وہ اللہ دوست رکھتا ہی نیک
کام کرنیوالون کو اور بس کرتا ہی میرے تئین اللہ اور وہ نیک
وکیل ہی * بالکہ حدیث قدسی کے درمیان زیادہ اس سے
وارد ہی جیسا کہ فرمایا * پس جس وقت کہ دوست رکھا میں
نے اُسکو تو ہوا میں کان اُسکا اور آنکھہ اُسکی آخر حدیث
تک * اور دوسری حدیث میں ہی * جس شخص نے دوست
رکھا میرے تئین قتل کیا میں نے اُس کو اور جسکو قتل کیا میں نے
پس دیت اُس کی مجھہ پر ہی اور جسکی دیت مجھہ پر ہی
پس میں دیت اُس کی ہون * اور ارسطاطالیس نے بھی
کہا ہی نچاہیئے کہ ہمت آدمی کی ایسی ہو اگرچہ عاقبت اُس کی
ایسی ہی اور یہہ بھی نچاہیئے کہ مرد سے حیوانون کی ہمت پر راضی
ہو اگرچہ آخر اس کی موت ہی بالکہ اپنے جمیع قوا کو حیات الہی
کے حاصل کرنے میں صرف کرے اس لیئے کہ اگر وہ جثے میں
چھوٹا ہی تو ہمت کے رو سے بزرگ ہی اور عقل کے رو سے تمام
مخلوقات سے شریف تر ہی اس لیئے کہ وہ ایک جوہر خدا کے
حکم سے سبب چیزون پر غالب ہی * اور تحقیق اسبات کی
اس مقام میں یہہ ہی کہ اہل فکر کے مطابق اور ارباب ظاہر

کی دلیل کے موافق وہ گوہر جو بحکم کن فیکون کے حضرت بیچون کے
ارادہ و قدرت کے وسیلے سے دریاے غیب سے شہود کے
کنارے مین آیا وہ جوہر بسیط نورانی تھا حکیمون کی اصطلاح
مین اُسے عقل اول کہے ہین * اور بعضے اخبار مین تعبیر اُس
کی علم اعلی سے کی ہی اور اکابر ایمہ کشف و تحقیق کے اس کو
حقیقت محمدیہ کہتے ہین * اُس جواہر نورانی نے اپنے تئین اور اپنے
موجد کو اور ان کو جو اس موجد سے بہ سبب اس کے پیدا ہوسکین
افراد موجودات سے جیسے کہ تھا اور ہی اور رہو گا جانا * اور
آفرینش و پیدایش مین سے جو کچھ کہ ہی اس کے علم پر مشتمل
اور اس کی حقیقت مین داخل ہی اور بھی جیسے تخم مین شاخ
اور پتے اور پھل ہوتے ہین پھر وہ مجمل جس ترتیب کے موافق
اس جوہر مین مکنون ہین عرصۂ شہود مین تفصیلاً نمود ہوتے
جاتے ہین خدا جسے چاہے مٹادے * اور جسے چاہے ثابت رکھے
اور اسی کے نزدیک اصل کتاب ہی اور جب وقت ایجاد سلسلۂ
عالم کا بمقتضاے رحمت یزدانی کے جو شامل ہی تمام موجودات
کیہانی یعنے عالم جسمانی کو کہ مقام تغیر اور محل تبدل کا ہی اور
مظہر ہی انواع تجلیات الہی اور اس کے آثار غیر متناہی

کا پہنچا * تب حکمت کاملۂ الٰہی نے اس عالم کے انتظام کا علاقہ ایک ایسی شی جو باعتبار اپنی ذات کے ثابت اور بنظر صفات کے متغیر ہی * بیت * عجب وہ ثابت و منصلر ہمیں نظر آوے * تلے نہ اپنی جگہہ سے بھی اور کھرتا نر ہے * یعنے چرخ گردندہ پر موقوف رکھا * تا اسکی حرکت دوریہ سے نادر نادر و ضمن صحرائی بالقوہ سے آبادی بالفعل میں پیدا ہون اور اسکی ہر ایک وضع خاص پر جو حادثۂ معین موقوف ہی سو عرصۂ وجود میں تقرر ہو * اور ہر وقت حوادث کے مبدای قریب سے جسے عقل فعال کہتے ہیں اور وہ افراد عقول کی انتہا ہی سلسلہ ہستی کی ہر ایک صورت جدید ہیولاے عناصر کے آئینے میں جلوہ دے پھر جس وقت ایجاد کی نوبت موالید ثلثہ تک منتہی ہو چکی اس حکیم علیم نے بزرگ ہی قدر اسکی اور باریک ہی حکمت اسکی یہہ چاہا کہ مراتب سابق کے تمام کمالات پیدایش انسانی میں جو اشرف ہی انواع حیوانات سے مجتمع ہو کر عقل قدسی کی فضیلت جو مبدا ایجاد کی تھی اس شریف نوع کے پیچھے بصورت عقل مستفاد کے ظاہر ہو * اسلیئے کہ جب نفس انسانی اسی رتبے میں پہنچے

تو عالم علوی سے جو مرتبہ عقل ہی نکلا ہے اور انتہا کا نقطہ جو ایت پر منطبق ہو کر ہستی کا دایرہ قوس نزولی و صعودی سے سر انجام پاے * بیت * یہہ وہی کشتی ہی کہ پہلے عالم علوی سے وہ * آیا اور سیر جہان کر پھر گیا اپنے مکان * پس ظاہر ہوا کہ جیسے عقل قدسی کتاب آفرینش کا دیباچہ ہی عقل انسانی اسکا خاتمہ ہی مانند تخم کے جیسے شاخ اور پتے کی صورت میں پھیل کر کثرت کے فضاؤن کا سیر کیا * پھر وحدت کا لباس پہن کر اپنی اصل کی طرف راجع ہوا * لیکن اسرار اس سیر دوری کے موجودات کے سب مرتبے میں روحانیت سے ہو یا جسمانیت سے علویات سے ہو یا سفلیات سے ساری ہی * آسمانون میں جو واسطے نظام عالم اجسام کے ہیں حرکت دوری وضعی کی صورت میں * اور اجسام نامیہ میں حرکت مقداری نموی اور ذبولی کی شکل میں * اور نفس ناطقۂ انسانی میں حرکت فکری کے درمیان * پر حقیقۃً میں یہہ سب ظل ہی حرکت ذات حق کا اور ذاتی ہی * جیسے اساطین ائمۂ ذوق وشہود کے عرف میں تجلی لذاتہ ھی ذاتہ کہتے ہیں * کہا ہی * بیت * آپ ہی ماتا آپ ہی پیتا آپ ہی اپنا بالا رے * اپنی ہی گودی آپ ہی کھیلے

ہو کر موہن لاکہ رہے * آپ ہی دولت آپ ہی خزانہ آپ ہی خرچنے والا رہے * آپ بقا ہوکے بھنجا مانگے ہاتھہ پکڑ پیالا رہے * حکیمون نے کہا ہی کہ بعضے آدمی بہ سبب نجابت فطری اور طہارت اصلی کے ملکات ردیہ سے مجتنب رہتے ہیں * پر یہہ فریق کم ہی اور بعضے بنابر اسکے کہ وے فکر و رویت سے رذایل صفتون کی برائی سے واقف ہوتے اور اون سے احتیاط کرتے ہیں یہہ گروہ متوسط ہی * اور بعضے وعید و تہدید اور عذاب کے خوف اور ثواب کے امید پر برے کامون سے محترز ہوتے ہیں یے لوگ بہت ہیں * و لیکن گروہ اول کا نیک ہونا اصلی پیدایش سے ہی اور فریق ثانی کا بہ سبب تعلیم کے اور ثالث کا از رو ے شرع کے ہی نسبت شریعت کی اِس فریق سے مانند نسبت پانی کی ہی اس شخص کے ساتھہ جس کے حلق میں کھانا اٹکے اگر شریعت کی تاثیر سے مادیب نہو تو ویسا ہی جیسے کسی شخص کے حلق میں پانی اٹک رہے اور اسکے چھڑانیکی کچھ حکمت متصور نہو * اور شک نہین کہ فرقۂ اول سب سے اشرف ہی پر یہہ مرتبہ نبیون کو ہوتا ہی بہین سے ہی کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ نے صہیب کی شان مین جو اکابر اصحاب

میں سے ظاہر فرمایا ہی کہ صہیب وہ نیک بندہ ہی بالفرض اگر اُسے ڈر خدا تعالیٰ کا نہو تا تو بھی گناہ پر اقدام نکرتا * **تیسوا لمعہ** مدینے کی قسموں میں حکیموں نے کہا ہی کہ تمدن دو قسم ہی * ایک وہ ہی کہ جس کا سبب جنس سے خیرات کے ہو وہ مدینہٗ فاضلہ ہی * دوسری وہ ہی کہ سبب جس کا جنس سے بشر کے ہو اُسے مدینہٗ غیر فاضلہ کہتے ہیں پر مدینہٗ فاضلہ ایک نوع سے زیادہ نہیں ہی اسلیئے کہ راستی عیب سے کثرت کے مبرا ہوتی اور نیکی کے طریقے بھی متعدد نہیں لیکن مدینہٗ غیر فاضلہ کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو لوگوں کے مجتمع ہونے کا سبب غیر قوت نطقی ہو جیسے قوت غضبی اور شہوی ہی مثلاً اُسے مدینہٗ جاہلہ کہتے * دوسری وہ ہی جو قوت نطقی کے علاقے سے خالی نہیں پر اُس قوت کو خادم اور قوا کار کہتے ہیں اور یہی معنی اُنکے اجتماع کا سبب ہوتی ہو * اور اُسکو مدینہٗ فاسقہ کہتے ہیں * تیسری وہ جو اُنکے اکٹھے ہونے کا سبب جھوٹھے عقیدے پر اتفاق کرنا ہو اور اُسے مدینہ ضالہ کہتے ہیں جب کہ حضرت صاحب قرانی کے اقبال کی برکت سے جو مدبر امور زمانی ہیں تمام ممالک محروسہ مدن فاضلہ کے برابر ہو گیا ہی اور بحکم

تضاد کے مدن غیر فاضلہ کا حال مدن فاضلہ کے احوال سے معلوم ہو
سکتا ہی تو کمیت قلم کی عنان مدینہ فاضلہ کے میدان تفاصیل کی
طرف پھیرنا پھر جانا * اور وہ اُس شہر کو کہتے ہیں جسکے رہنے
والون کے باہم رہنے کی بنا نیکون کے قاعدے اور بدیون کے اٹھہ
جانے پر مبنی ہو * پھر بے شک وہان کے سکان درست عقیدے
اور نیک عمل مین متفق ہون باوجود اشخاص گوناگون اور
جدے جدے احوالون کے اُن کے چال و چلن کی روش موافق
رہے * اور ایکہی مقصود کی طرف متوجہ ہون اور جب بہ سبب
اُس حکمت کے جو سابق مذکور ہوئی نفوس انسانی مراتب
نطق و امتیاز مین تفاوت ہین اور مرتبۂ اعلی جسے نفس
قدسی کہتے ہین عالم عقول سے متصل اور مرتبۂ اسفل جو بدن
کثیف سے متعلق ہی بند ہا ہوا چارپایون کے گھر مین ہی پس
عقل و شعور اس جماعت کے دین و دنیا کے امور مین جو شرع
و حکمت کے اسرار و دقیق مین سے ہین ایک درجے پر ہو نہین
سکتے پس اتفاق عقائد کا جنکے طرف اشارہ کیا اس طریق
سے متصور ہی کہ سب کوئی ایک امر مجمل مین متفق
رہین اگرچہ غیر محقق اسکی تفصیلون پر مطلع نہو * بیان اس کا

اس طور پر ہی کہ طبقہ عالیہ جو تائید الٰہی سے مؤید اور لوث تعلق سے مجرد ہیں * مبدا ای حقیقی کو صفات جلال اور سمات جمال کے ساتھہ جانین * اور سلسلہ موجودات کی کیفیت صدور پر اسکے مبدا سے جس ترتیب سے ہی مطلع رہین * اور معاد نفوس کو جس وجہ سے مطابق نفس الامر کے ہی تصور کرین * اور جب روح کو اس پیدایش مین کتنی قوتون سے علاقہ ہی جنکے سبب معانی جسمانی کی صورتون کو دریافت کرنی جیسے حس مشترک اور خیال اور وہم ہی مثلا اور ان قوتون کے واسطے بحسب اختلاف آمیزش جنکے صفا و کدورت کے مراتب ہین اور کسی وقت کیا خواب کیا بیداری مین ان مین سے کوئی قوت بیکار محض نہین رہتی پس جس وقت ارواح ان لوگون کی ان حقائق کی صورتون سے منقوش رہین ہر آئینہ ان قوتون کے آئینے مین مثالی صورتین جو ان معانی کے مناسب ہین منعکس ہوتی ہین اسلیئے کہ ادراک معانی خالص کا بلے شایبہ صورت حسی و وہمی کے نشارت تعلق مین ممکن نہین اور نسبت ان صورتون کے جو خیال و وہم سے حاصل ہوئی ہین ان حقایق کے ساتھہ کیسی ہی جیسی نسبت

مثل و خیالات کی ہی اعیان موجودات کے ساتھہ * پر وسے امثلے ان مثالون سے الطف ہیں جو جسمانیات مین متصور ہون اور روسے نور بصیرت سے جانین کہ وہ حقیقت ماورا خیالی صورتون اور وہمی معنون کی ہی * یہہ گروہ اعاظم اولیا اور اساطین حکما کے ہیں اور اس مرتبے کے نزدیک ایک فریق ہی جو تعقل صرف سے عاجز رہے اور نہایت رسائی اُنکی معانی وہمیہ تک ہی پر جانتے ہیں کہ وے حقائق اُن قیدون سے منزہ ہیں اور روسے اپنے عجز اور فریق اول کے رجحان معرفت کے معترف ہیں * یہہ گروہ اہل ایمان ہی اور اس درجے سے فروتر ایک گروہ ہی جو تصورات وہمی پر بھی قادر نہو * اور رہنچ اُسکی مبدا و معاد کی پہچان مین خیالی صورتون سے آگے نہین * پر وہ پہلے فریق کی ترجیح اور اپنے عجز کا معترف ہی * یہہ گروہ اہل تسلیم ہی اور اس جماعت کے درجے سے پائین تر کوتاہ نظرون کا فریق ہی جو محسوسات کے مقام کے سوا دوسرے مرتبے کو ہرگز تصور نہین کرسکتا وہ اسی ظاہری صورتون پر اکتفا کرتا ہی * اُن لوگون کو متعصبین کہتے ہیں جب کہ ہر ایک شخص بقدر وسعت کے جہد و کوشش کرے اور اپنی استعداد کے موافق مرتبہ

نہایت کو پہنچے تو عقلا کے نزدیک بدنام نہو * بلکہ وے سب قبلۂ
حقیقت کی طرف متوجہ رہیں جب صاحب شریعت علیہ افضل
الصلواۃ واکمل التحیات تمام خلائق میں مبعوث ہیں تو بے شبہہ
بموجب اُسکے کہ ہمیں حکم کیا ہی * جو آدمیون سے اُنکی عقل کے
موافق بات کرین سب باتین اُنکی ایسی ہون کہ ہر کوئی بقدر
حوصلۂ استعداد کے فائدۂ وافر اُٹھاوے تا اپنے نفوس ناقصے
کے تکمیل کرنے کے لیئے بحسب اختلاف مدارج کے کافی ہو سکے
اور زلال کمال کے پیاسون میں سے ہر ایک شخص اپنے اپنے
ذوق و شوق کے مطابق طلب کی پیاس بجھاوے * شعر * جو اس
میخانے مین لاوے تو خم بھر لیوے فیضون سے * اگر جام ایکہی
لاوے سوا اُسّے نہین پاوے * اسی سبب سے ہی کہ آیات
اعجاز غایات کلام مجید کی اور احادیث ہدایت سمات
حضرت خاتم النبیین کی جنکی بنا احکام کی استواری اِس
مرتبے سے ہی جو شائبۂ انہدام کو اُسکے قاعدے کی طرف دخل اور
پنجۂ انقطاع کے تئین اُسکے رشتۂ انتظام کے گرہ کھولنے کی
طاقت نہین ہی کدھی بطریق محکم اور کبھی بطور متشابہ کے
وارد ہیں اور معانی کی حقیقتون کو کبھی دقائق تنزی ہی کے

ضمن میں عقل قدسی کے نزدیک جو بازار تجرید کا مبصر ہی ظاہر کیا * اور کبھی صور خیالی و اشباہ مثالی کے لباس میں عقل ظاہر بین کو دکھا دیا * بیت * زندہ رکھتی جان و دل کو اسکی خوبی کی بہار * رنگ سے ظاہر بین کو اور بو سے دل آگاہ کو * اور رحکابھی کبھی رحیق تحقیق اور زلال معانی کو قیاس برہانی کے کاسے میں کر کے بزم طلب کے بیٹھنے والون کے آگے دھرتے * اور کبھی شربت معرفت کو مخیلات شعری کے پیالے میں ڈال کر مرشد ان نونیاز کو پلاتے ہیں * اور کبھی اقناعیات کے ساگ و سر کے پر قناعت کرتے ہیں * تا ہر کسی کو باندازہ قدرت کے ہدایت کریں * ہرچند اُن فرقون کے درمیان اعتقادی صورتون میں مخالفت ہی پر امر اجمالی میں شریک ہوتے اور مدبر فاضل کے تحت مغلوب ہو رہتے ہیں اُن کے درمیان تعصّب و عناد نہین ہی * اور بحکم مدبر کے اُس کمال کی طرف متوجہ ہونے کے لیئے جسکی استعداد رکھتے ہیں ایک دوسرے کو قوت پہنچاتا ہی * پر مدینۂ فاضلہ کے رکن پانچ فریق ہیں * اول فضلا یعنی وے فریق ہیں کہ شہر کی تدبیر اُن سے درست رہتی پر مراد اُن سے علماے عامل

اور حکماے کامل جو قوت ادراک سے اپنی بنی نوع پر مختار ہیں صناعت اُن کی حقایق موجودات کی پہچان ہی * دوسرا صاحب زبان یے وے لوگ ہیں کہ عوام الناس کو کمال انسانی کی طرف دعوت کریں اور پند و نصیحت سے انہیں برے کاموں سے بچاویں اور اُنکے عقائد بد اجمالی کو قیاسات جدلی و خطابی اور شعری کے سبب انحراف سے محفوظ رکھیں صناعت اُن کی علم کلام و فقہ اور خطابت و شعر ہی اور مانند اُسکی * تیسرا مقدر لوگ یے وے لوگ ہیں جو قوانین عدالت کی میزانون کو شہر کے درمیان قائم رکھیں * اور چیزون کے مقدار کا معلوم کرنا اُن کی راے پر موقوف رہے اُن کے فن کو حساب و استیفا و ہندسہ اور طب و نجوم کہتے ہیں * چوتھا جہاد کرنے والے یے وے گروہ ہیں جو ملک کو زبردست دشمنون کی شورش سے محفوظ رکھیں اور گھاٹی کا بند اور قلعون کی نگہبانی اُن کے کف کفایت سے علاقہ رکھے اُن کی صناعت کو شجاعت اور فروسیت یعنے دانائی کہتے ہیں * پانچوان ارباب اموال یے وے فرقے ہیں جنسے اِن فرقون کے لباس و غذا کی ترتیب منتظم ہو خواہ معاملہ اور حرفے یا خراج کی

ہوت سے وے لوگ اہل حرفے کہلاتے ہیں و لیکن عدالت
کا مقتضا یہہ ہی کہ اِن فرقون مین سے ہر ایک فریق
بلکہ ہر شخص کو اُسکے مرتبے کے موافق رکھے اور چاہیئے کہ ایکہی
شخص کو ہر ہر پیشے مین مشغول نکرے * کیونکہ یہہ سبب
ہی اُسکے انتشار طبیعت کا اور یقین ہی کہ وہ کسی ہنر کو کمال
مقدیہ تک پہنچا نہ سکیگا اس لیئے کہ ہر ایک صنعت کے حاصل
کرنیکو ایک وقت معین اور قصد خاص چاہیئے اور جب وقت
اُسکا قصدون پر بٹ جائیگا تو سب ناقص رہ جائینگے * جیسے
کہا ہی کہ جسنے سب ڈھونڈھا کچھہ نہ پایا اور اگر کوئی کیک
ہنر جانے اُسے جو مفید اور بہتر ہو بلکہ جس مین اُسکی رسائی
خوب ہو اس مین مشغول اور دوسرے پیشون سے موقوف
رکھنا بہتر ہی * تا ایکہی کام کو استواری اور باریکبینی سے
سر انجام دے اسلیئے کہ یہہ طریقہ اُسکی بہتری کے بندوبست
کے لیئے مفید ہی اور اُن فرقونکے سوا جو آدمی ہین سو مدینۂ فاضلہ
کے ارکان سے باہر ہین * پر بعضے اُن مین سے جو قابل فضیلت
کے ہین اُن جماعتون کے لیئے آلات و ادوات کی مثال ہین
شاید کہ فاضلون کی تربیت سے کسی کمال کو پہنچین والا انھین

جن کاموں سے تمدن کی مصلحتیں ہو سکیں اُن میں مشغول رکھا چاہیئے * اور اُن میں سے بعضے گیا ہو نکے برابر ہیں جو کھیتوں اور باغوں میں پیدا ہوتے ہیں اسی سبب اُنھیں نوابت کہتے ہیں اور اُن کی پانچ صفتیں ہیں * ایک مرائی جو افعال فسادا اور اُنکے شعار کو اختیار کرے * اور سبز رگوں کے لباس سے ملتبس ہو * تا اس لباس ملبس کے سبب ہوا و حرص نفسانی اور اغراض دنیاوی کے درپی رہے * دوسری محرف جسکی طبیعت میں رذیل صفتوں کی خواہش و رغبت غالب ہو بنابر اسکے ملت و مذہب کے قاعدوں کو حیلہ و تاویل سے چاہے کہ اپنی خواہش طبیعت کے موافق بنا لیوے * تیسری باغی کہ بادشاہ عادل کے احکام سے بندگی اطاعت و انقیاد کا رشتہ تمام خلائق کی گردنوںسے لگا ہوا ہی سر پھیرے اور دوسرے بادشاہ پر اتفاق کرے سب کے اوپر شرع و عقل کے رو سے اس فرقے کو دفع کرنا لازم و واجب ہی * چوتھی مارق کہ بہ سبب قصور فہم کے مذہب کے آئین اور حکمت کے قانون سے واقف نہو اور اُن کو دوسرے معنیوں سے تعبیر کر کے سیدھی راہ سے منحرف رہے * لیکن اگر یہہ انحراف راسخ نہو اور خطا و حسد سے خالی رہے اُنکے ہدایت

پانے کی امید ہی * پانچوین مغالط جو حقیقت مین نہ پہنچ کر جاہ و مال کے لیئے جھوٹھے دعوون پر اقدام کرے اور دروغ ملمع کو بازار وقاحت مین لاکر دوکان خودفروشی آراستہ کرے * اور اپنے تئین داناؤن کی صورت مین عوام الناس کو دکھاوے حالانکہ وہ آپ ہی گمراہ ہی * یہی جو کچھ اصناف نوابت سے مشہور ہی * چوتھا لمعہ * ملک کے بندوبست اور بادشاہونکے آداب مین * پہلے تمہید کے طور سے لکھاجاتا ہی کہ درجہ شاہی حق سبحانہ تعالی کی بڑی نعمتون مین سے ہی جو اُنے بے انتہا مہربانی کے خزانے سے بعضے بندے پر عنایت کی ہی کون سا مرتبہ اسکو پہنچے کہ حضرت بادشاہون کا مالک اپنے بندون مین سے کسی خاص بندے کو بادشاہی کے تخت خاص پر بٹھاکر عظمت حقیقی کے انوار کی چمک اُسکے احوال پر ظاہر کرے * اور کافۂ انام کے مراتب حقوق اُسکے حکم و راے کے اوپر موقوف رکھے یہانتک کہ ہر کسی کی چشم احتیاج اُسکی درگاہ عالی پر رہے * حدیث مین آیا ہی کہ بادشاہ سایۂ خدا ہی زمین کے اوپر کہ ہر ایک مظلوم حوادث زمان کی آتش سے پناہ اُسکی لے * پس شکر اس نعمت عظمی کا مراتب عدالت کا

نگاہ رکھتا ہی سب خلائق کے درمیان * چنانچہ مضمون آیۂ کریمہ کا

کہ تحقیق ہم نے تیرے تئین زمین کے اوپر بادشاہ کیا پس تو

آدمیون کے بیچ براستی حکم کر اشارہ اس کی طرف ہی * پھر اس

تمہید کے بعد لکھتا ہی کہ جیسے مدینہ بحسب تقسیم اولی کے فاضلہ و غیر فاضلہ

کی طرف منقسم ہوتا ہی سیاست ملکی بھی دو قسم ہیں * ایک

سیاست فاضلہ جسے امامت کہتے ہیں وہ بندگان خدا کی بہتری

کی تدبیر کرنی ہی اُنکے معاش معاد کے کامون مین * تا ہر کوئی

اپنے اپنے کمال مین جو اُسکے لائق ہی پہنچے سعادت حقیقی بیشک

اِسکی لازم ہو سکتی ہی اور حقیقت کے رو سے یہہ مدبر خلیفۃ

اللہ اور ظل اللہ ہی * پر اُسکی تکمیل کے لیئے صاحب شرع

کی پیروی کرنا لازم * ہر آئنہ اُس یگانۂ عباد کے آثار برکت

اور انوار ہدایت اکناف عالم کو پہنچین اور یہہ مقتضا سے

اُسکے کہ * بیت * دیکھکو یاد رکھہ تو اور سنے کو چھوڑ دے *

آگے کہان ہی قدر زحل آفتاب کے * اسی قسم کی مثال

روشن تر آفتاب عالم تاب سے اقبال صاحب زمان سلیمان

مکان کا ہی کہ آئمۂ کشف و تحقیق کے اکابرون نے بیشتر سے

اُسکے نیر اقبال کے طلوع ہونے کا مژدہ اِس زمان خجستہ

آدان مین جو آج کے دن صبح صادق یوم تجلی اسرار کی یعنے اسرار خفی کے ظاہر کرنے کا روز ہی دیا اسیا ہئے کہ اس مدت قلیل کے بیچ وجوہ ملک و مذہب کو رونق اس قدر بخشا ہی کہ گروہ خلائق نے زمانے کے حادثے سے گوشۂ امن و امان مین آرام کیا * اور ربا گھ و بکری ایک گھاٹ مین پانی پینے لگے * اور باز و دُرّاج نے ایک مقام مین آرام کیا * اللہ تعالی اُسکے آفتاب عدالت کو جسکے احسان کا نور تمام عالم کو پہنچا مدارج روز افزون پر بلند کرکے آسیب زوال و صدمۂ وبال سے محفوظ رکھّے * دوسری سیاست ناقصہ جسے تغلب کہتے ہین اُس کے ارتکاب کرنے والون کی غرض بندگان خدا سے خدمت لینا اور اُسکے ملکون کو ویران کرنا ہی * لیکن اُنھین دوام و قیام نہین ہی * بلکہ مدت قلیل کے بیچ نکبت دنیاوی مین پہنچ کر شقاوت ابدی مین مبتلا ہو جائین * ایسا ہئے کہ بادشاہ ظالم کیا ہی جیسے ایک بلند مکان کی بنا برف کے اوپر ڈالین * ہر آئینہ بنیاد اُسکی عدالت الٰہی کے آفتاب کی تپش سے گل جاے * اور وہ مکان گر پڑے * اور ریزرگان باریک بین جانین کہ اُن ریزون سے زر کے جو ہیچاری پڑتا ہی

چھین لین گنج خسروی معمور نہ کر سکیئے اور تہی دستی کے پانون سے جو کسی چیونٹی کے منہہ سے لے لین دستر خوان سلیمان کا سامان کیونکر ہو * اور جس عود کے ساز کو مظلومون کے مال سے درست کرین مآل اُس کا نالۂ زار کے سوا کچھہ نہین * اور جس پیالۂ شراب کو بیچارون کے خون دل سے بھرین ہنسی اُسکی سوا اشک خونی کے اور خمار اُس کا سوا دکھہ درد کے کیا ہو) اور کسی فقیر کا اگر دلق چھین لین یقین ہی کہ اُس سے زرۂ داؤدی نہ بن سکے * اور ایک چادر کہنہ سے جو کسی محتاج سے لوٹ لین مسند شاہی کا کیا ہو سکے * اور جو سپر یتیم بے نوا کے مال سے بناوین مانع تیر قضا نہو * اور جس جوشن کو فقیرون کی وجہ معاش سے درست کرین * دافع تیغ بلا نہو * بالکہ زمانے کے تیر حوادث سے آس صاحب دولت نے امن پایا * جس نے فقیران صافی دل کے پاک باطن کی پناہ لی * اور مقصدون کی نہایت منتہی پہنچنا اُسی بلند ہمت کو میسر آیا * جس نے سفر جانے اور مشکلون پر اقدام کرنے کے وقت مدرسے کے رہنے والون اور خانقے کے بیٹھنے وارون کی توجہ خاطر کو

ہمراہ کیا * اور تاج شاہی اس مرد کے سر پر جزین ہوا * جس نے پلے سیر و بایان تاج بخش سے کمک دعا کی مانگی تخت سلطنت جلوہ گاہ اُس شاہ کا ہوا * جس نے تونگر دل فقیرون کے دروازے سے سوال فیض کیا * بیت * در میخانے پہ رہتے ہیں قلندر بیٹھے * چھینیں اورد یوین جو بخشیں افسر شاہنشاہی * سر دھرین اینٹ پر اور پانون رکھین گردون پر * دستگاہ دیکھئے اور رتبہ صاحب جاہی * سعادت ازلی کے جنیبت کش گلگون خوش خرام شبدیز گام کے مقام میں اشہب صبح اور ادہم شام کو اُس صاحب قرانی کے طویلے میں باندھین * جسکے بادپاے عزیمت کا کوچ عاجزان شکستہ بال کی صلاح حال اور فراغ بال کی طرف رہے * اور عنایت لم یزلی نے کمیت باد صبا اور رسمند جہان پیما کے بدلے ابرش آفتاب اور رنقرۂ خنگ ماہ کو اُس گیتی ستان کے حلقۂ تسخیر اور رسن تقید میں کیا * جسنے معدلت دراقت کے میدان میں خسروان عالیمقدار سے نیزۂ سبقت لیا * اور اگلے بادشاہون کے تتبع احوال میں مصروف رہا صاحب زمان ظل یزدان کی دولت روز افزون کا شاہد اِس مدعا کی

تحقیق اور اس دعوا کی تصدیق پر شاہد عادل ہی * اگر
کوئی دیدۂ اعتبار کھولے اور آئینۂ بینائی سے غبار غفلت کو دور
کرے * اور صاحب سیاست فاضلہ قانون عدالت کا متمسک
ہو کر رعایا کو فرزندون اور دوستون کی جگہہ جانے * اور ہوا
و حرص اور مال و دولت کی خواہش کو مقہور قوت عقلی
کا کرے * اور صاحب سیاست ناقصہ قواعد ظلم پر اعتماد کر کے
رعایا کو غلامون کی مثال بلکہ چارپایون کی برابر خیال کرے اور خود
غلام حرص و ہوا کا رہے * جب کہ بمقتضا اسکے کہ آدمی اپنے زمانے
مین آبا اجداد کے مشابہ ہوتے اور بادشاہ وقت کے آئین پر
چلتے ہین * ہر شخص کو بادشاہ وقت کی سیرت خوش آتی ہی *
پر جب سر رشتۂ انتظام کا سلطان عادل کے ہاتھہ ہو تو
سب کی خواہش عدالت اور فضیلت کے حاصل کرنے کی طرف
رہے * اور جو برخلاف اِسکے ہو تو لوگون کو دروغ گوئی اور بد
خوئی کا شوق آوے * یہین سے ہی کہ حدیث مصطفوی مین آیا
ہی * کہ اگر بادشاہ عادل ہو اُسے ہر ایک نیکی کا جو رعیتون
سے ظاہر ہو ایک حصہ پہنچے * اور جو ظالم ہو تو ہر بدی مین جو
اُنسے صادر ہو شریک رہے * اور حکیمون نے کہا ہی * چاہیے

کہ بادشاہ مین سات خصلتین ہون * پہلی علو ہمت وہ تہذیب و اخلاق سے حاصل ہوتی ہی * دوسری رسائی عقل و فکر کی یہہ نہایت دانائی اور بہت تجربے سے ہاتھہ لگتی * تیسری قوت عزیمت یہہ عقل درست اور بڑی مضبوطی سے میسر آتی ہی * اور اُسے عزم الملوک و حزم الرجال کہتے ہیں * یہ تین چیزین تمام نیکی اور فضیلتون کے حاصل کرنے کی اصل ہیں * نقل ہی کہ مامون بادشاہ کو اتفاقاً مٹی کھانے کی خواہش ہوئی اور اس سبب فساد عظیم نے اُسکے مزاج مین دخل پایا * جتنے طبیب حاذق اُسکے معالجے مین سعی و کوشش کرتے کچھہ فائدہ نہین کرتی * ایک دن تمام اطبا طب کی کتابون کو جمع کرکے فکر مین تھے کہ خاص ندیمون سے ایک شخص وہان حاضر ہوا جب اُس نے احوال مشاہدہ کیا عرض کی کہ یا امیر المومنین این عزمات الملوک یعنے بادشاہون کے دے عزم کہان * بادشاہ نے طبیبون کو فرمایا کہ اب احتیاج معالجے کی نہین اِس لیئے کہ مین پھر اس کام کا اقدام نہ کرونگا * چوتھی مشکلون پر صبر کرنا اسلیئے کہ صبر کشایش مطلب کا وسیلہ ہی اور حدیث مین آیا ہی * کہ جس نے کسی

دروازے کو کھڑکھڑایا اور لجاجت کی دخل پایا * پانچوین بہنایت نا آدمیون کے مال مین طمع نہ کرے * چھٹھی لشکریونکی موافقت * ساتوین نسب اس لیئے کہ یہہ موجب اتفاق قلوب اور ہیبت و وقار کا ہی اگرچہ یہہ خصلت ضروری نہین لیکن اولی ہی پر بہنایت اور وقوع اُن چار خصلتون یعنے علو ہمت و عقل رسا اور صبر و عزیمت سے حاصل ہوتی ہی * پس یے چار عمدہ ترین خصائل ہین الحمد للہ کہ حضرت بادشاہ دین پناہ کی ذات مین یے صفتین تمام موجود ہین اس لیئے انتہاء مراتب اُبہت و اجلال کو پہنچی ہی * جب کہ سابق تمہید ہو چکی کہ بادشاہ طبیب عالم کا ہی * اور طبیب کو مرض اور اُس کی علامتون کی پہچان اور اُس کے دوا کرنے کی کیفیت شناسی سے چارہ نہین ہی پس ہر آئینہ سلطان پر واجب ہی کہ بادشاہت کے مرض اور اُسکے علاج کے طریقے سے واقف رہے * جب کہ تمدن عبارت ہی ہر طرح کے آدمیون کے مجتمع ہونے سے تو جب تک ہر ایک اُن فرقون مین سے اپنے اپنے رتبے کے موافق رہے اور جسکا جو پیشہ ہی اُس مین شغل رکھے اور وجہ معاش کی جہت سے بھی حسب مدارج کے

فراغت ہو تو بے شبہہ مزاج عالم کا روش اعتدال پر رہے *
اور امور بادشاہت کے منتظم ہوں * اور جس وقت اِس
طریق سے انحراف کرے ہر آئینہ اختلاف کی طرف منجر ہو جاے
جو سبب ہی رابطۂ الفت کے ٹوٹ جانے کا * اور اُسّے خلل
و فساد روے زمین پر برپا ہو * اِسلیئے کہ مقرر ہی اصل ہر دولت
کی اتفاق آسس جماعت کا ہی جو معاونت کے لیئے شخص
واحد کے اعضا کے برابر ہی کیونکہ اِس صورت پر ویسا ہو
جیسے کوئی دنیا مین پیدا ہو اور قوت تمام لوگون کی رکھے اور
ہرگز کوئی منفرد اُسکا مقابلہ نہ کر سکے * اور بہت لوگ بھی اگر
مختلف الراے ہوون اُسپر غالب نہو سکین مگر جب اُنکے درمیان
اسی طریق سے تالف پیدا ہو تب اس شخص واحد کے
برابر ہوون جسکی قوت اِس جماعت کے زور سے زیادہ ہی *
اور کوئی کثرت بدون وحدت تالیفی کے انتظام نپاسے وہی
وحدت عدالت ہی چنانچہ سابق مذکور ہوا * پس جب تلک
پادشاہ قانون عدالت پر چلے اور آدمیون کے ہر فرقے کو اُسکے مرتبے
کے موافق رکھے * اور اُنھین ظلم و تعدی اور زیادہ طلبی سے
منع کرے * تو سر رشتہ بادشاہت کا مضبوط رہے * اور جو

برعکس اُسکے ہو تو ہرگروہ کینئین اپنے اپنے نفع و منفعت کی خواہش غالب ہو اور غیرون کے ایذا دینے پر کمر باندھین * اور یہ سبب افراط و تفریط کے رابطہ الفت کا ٹوٹ جاے * تجربے سے معلوم ہوا ہی کہ جو دولت ارباب دول کے پاس رہی انھون نے جبتک خصلت عدالت کی اختیار کی ترقی پر رہی پھر جسوقت ظلم و مخالفت انکے درمیان غالب ہوئی ہاتھہ سے جاتی رہی * اسلیئے کہ مطابق تقریرونکے مطابق اہل زمان بادشاہون کی چال اختیار کرین * پس جب بادشاہ اور اُسکے ملازم ظلم و بدعت کی سعی کرین تو ہر شخص کے دل مین ادعا ظلم کا جو خلقت مین پوشیدہ ہی حرکت مین آدے اور خواہش تعدی کی کرے * جیسے اگلے تقریر سے ثابت ہوئین کہ وحدت تغلب کے ساتھہ باقی نہین رہتی * پس بے شبہہ یہہ طریق مزاج عالم کے بگڑ جانیکا سبب ہی اِسی واسطے کہا ہی * کہ ملک کفر کے ساتھہ آباد رہے اور ظلم سے ویران ہوجاے * اور حکیمون نے کہا ہی کہ دولت کو دو چیزون سے محفوظ رکھیئے * ایک الفت و اتحاد سے دوستون کے بیچ * دوسری جنگ و جدل سے دشمنون کے درمیان اسلیئے کہ جب مخالفت آپسمین مشغول رہین انھین اور قصد کی فرصت نرہے * اور اسی واسطے

جب سکندر بادشاہ دارا کے ملک پر غالب ہوا عجم کی فوج بے شمار تھی سوچنے لگا کہ اگر انکو چھوڑ جاے مبادا سب اتفاق کریں پھر انکا دفع کرنا متعذر رہو * اور جو انکی بیخ کنی کرے تو ملت و مروت کے قاعدے سے بعید ہی * حکیم ارسطاطالیس سے مشورت پوچھی بولا کہ انھیں متفرق کر دے اور ہر ایک پر حکومت و ریاست جدے جدے موضع کی مقرر کرتا آپس مین بگڑ جائین اور تو انکے شر سے محفوظ رہے سکندر شاہ نے انکو طوائف الملوک کر دیا * اور اسوقت سے اردشیر بابک کے عہد تک کسی کو ایسا اتفاق جو بہ سبب اسکے شورش کرسکے میسر نہوا * اور سلطانونکو چاہیے کہ اصناف خلق کو ہموار رکھین تا اعتدال تمدن کا حاصل ہو * اور جیسے مزاج ترکیب عناصر کا انکی ہمواری سے اعتدال پر رہے ویسے اعتدال مزاج تمدن کا چار صنفونکی ہمواری سے متصور ہی * پہلے اہل علم جیسے فقیہ عالم قاضی نویسندے محاسب مہندس منجم طبیب شاعر جنکی قلمونکی مدد سے ارکان دین و دنیا کے مستحکم اور رہے آب کی مثال ہیں چار عنصر مین اور یقین ہی کہ جو مناسبت آب و علم کے درمیان ہی داناؤن کے نزدیک آب صاف سے صاف ہی بلکہ آفتاب سے روشن تر

ہوتے * دوسرے اہل تیغ جیسے پہلوان و سپاہ اور قلعون کے نگہبان اور گھاٹیون کے بند کرنے والے ہیں کیونکہ خلائق کی بہبود بغیر اُن کی تیغ خونخوار کے متصور نہین * اور اسباب بغی و فساد کے بدون اُنکی آتش قہر کے خاکستر نہون اور وے آتش کے برابر ہین * وجہ مشابہت کی یہان ظاہر اِس مرتبے سے ہی کہ محتاج بیان کا نہین * اِس لیئے کہ آتش کو چراغ سے ڈھونڈھنا داناؤن کا کام نہین ہی * تیسرے اہل معاملے جیسے سوداگر اور صاحب مال و ہنر اور پیشے والے کہ اُن کے سبب سے کھانے پینے کی چیزین اور ہر قسم کے تحائف موجود ہون * اور دور دراز کے رہنے والے اقسام انواع طعام اور طرح بطرح کے چیزون سے فائدہ اُٹھاوین * مناسبت اُنکی ہوا کے ساتھہ جو نباتات کی نشو و نما کی ممد اور روح حیوانی کی مفرح ہی اور اُسکے تموج و جنبش کے وسیلے سے ہر طرح کے تحفے اور نفیس چیزین سامعہ کی راہ سے بنی انسان کے دار الخلافت مین پہنچتی ہیں نہایت ظاہر ہی * چوتھے اہل زراعت (زراعت کرنیوالے جیسے چاسی اور دہقانی اور کشاورز) جو نباتات کے تدبیر کرنیوالے اور قوت لابدی کے پیدا کرنے ہارے ہیں اور رہلے اُنکی سعی

وتردد کے اسباب زندگانی ممکن نہین حقیقت مین یے لوگ
معدوم کے موجود کرنے والے ہیں * ایسا ہے کہ اور فرقون کی قدرت
کسی چیز کے موجود کرنے مین نہین ہی بلکہ ایک موجود کے تئین
کسی سے کسیکو یا کہین سے کہین پہنچاتے یا ایک صورت کو
دوسری صورت مین لاتے ہین مشابہت اُنکی خاک سے جو
آسمانون کے بسر کرنے والون کا قبلہ اور مظہر ہی انوار عالم
پاک اور عجائب مصنوعات الہی کا ازبسکہ واضح ہی * اور
جیسے مرکبات عنصری مین چار عنصرون کے کسی عنصر کی قدر
واجب مین تفاوت پڑنے سے زوال اعتدال اور اختلال
ترکیب کا موجب ہوتا ویسے اجتماع بدنی مین بھی اُن صنفون
مین سے بعضے کے غالب ہونے سے سررشتہ بند وبست کا
ٹوٹ جاتا اور ہر طرح کا خلل اور فساد برپا ہوتا ہی * لیکن
اُن چارون فریق کے ہموار کرنے کے بعد چاہیئے کہ ہر ایک
شخص کے احوال پر نظر کرے اور مرتبہ ہر ایک کا بقدر
استحقاق کے معین کر دے * اور دوسری وجہ سے فرقے آدمیونکے
پانچ ہین * پہلے وے لوگ ہین کہ بالاصالت نیک ہین جنکا
احسان اُن کے غیر کی طرف پہنچتا ہی * جیسے شریعت کے

علما اور طریقت کے مشائخ اور حقیقت کے عارف لوگ یہہ فریق مقصود ایجاد کا اور خلاصہ عباد کا ہی* اور فیض ازلی کی جاے ورود اور عنایت لم یزلی کی فرود گاہ یہی لوگ ہیں* اور دوسری فریق اُن کے طفیل سے ہستی کے مہمان خانے میں آئے ہیں* بیت*
خدا کے لطف اور احسان کے گھر میں* وے ہیں مہمان اور عالم طفیلی* حکیموں نے کہا ہی بادشاہ کو لازم ہی کہ اِس فریق کو اوروں کی نسبت مرتبۂ قرب منزلت سے سرفراز فرماے اور اُنھیں سب کے اوپر حاکم کرے* اور کہا ہی کہ جب ارباب علم و دانائی درگاہ پادشاہی میں مجتمع رہیں اُس کی ترقی دولت اور ترفع حشمت کا آثار ہو* نقل ہی کہ حسن بویہ اپنے وقت میں مالک ری کا ولی عہد اور حکما اور علما کی خواہش میں اپنے زمانیکے بادشاہوں سے ممتاز تھا کسی وقت روم کے اوپر چڑھائی کی اور شروع جنگ میں لشکر اسلام کی فتح ہوئی اور کافروں پر نہایت غلبہ ہوا بعد اسکے تغیر اہل روم کا شائع ہوگیا* اطراف سے فوج جمع کر لشکر عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور دوسے ہٹ گئے اور بعضے اسیر و زنجیر ہوئے* بادشاہ روم کا بیٹھا اور بندیوں کو اپنے آگے بلایا اُنکے درمیان ایک

شخص ابو ناصر نام اہل رے سے تھا * جب معلوم کیا کہ وہ رے کا باشندہ ہی کہا کہ تیری معرفت ایک پیغام کہون تو اپنے پادشاہ کو پہنچادے بولا البتہ مین خدمت مین حاضر ہون * کہا حسن بویہ کو جا کر کہہ کہ مین قسطنطنیہ سے اِس ارادے کے ساتھہ آیا ہون کہ عراق کو خراب کرون لیکن جسوقت تیرے احوال سے مین نے تفحص کیا معلوم ہوا کہ تیرا اقبال ابتک اوج کمال کا متوجہ ہی اور مدارج اقبال پر مترقی * اس لیئے کہ جسکا آفتاب دولت حضیض زوال اور مغرب انتقال کی طرف جاے اُسکی درگاہ کے مقرب ایسے ایسے حکیم عالی مقدار اور فاضل نامدار جیسے ابن عمید و ابو جعفر خازن و علی ابن قاسم و ابو علی تباعی نرہین کیونکہ ایسے لوگونکا اکٹھا ہونا اور تیرے پاس اُن رفیقونکا رہنا تیرے دوام اقبال اور زیادتی جاہ و جلال کی دلیل ہی اسیواسطے مین تیرے ملک کا متعرض نہوا * دوسرے وے آدمی ہین جو بالاصالت نیک ہوتے پر نیکی اُن کی اورون کو نہین پہنچتی ہی مرتبہ اس فریق کا پہلے گروہ سے ادنی ہی اسلیئے کہ جمال کمال اُنکا ارشاد و اکمال کے خال سے آراستہ اور اخلاق الہی سے نجاح ہی یہہ جماعت اگرچہ حلیۂ کمال سے محلی ہی لیکن درجۂ تکمیل

سے قاصر * اس طبقے کو معزز رکھا چاہیئے اور رزق و کفاف سے
خاطر جمع * تیسرے وے لوگ ہیں کہ وے نہ بالا صالت نیک
ذات ہیں اور نہ بد ذات اس فریق کو سایۂ امن امان میں ماموں
اور نظر مہربانی کا منظور رکھنا ضرور ہی تا فساد استعداد سے
محفوظ رہیں اور بقدر وسعت کے کمال مناسب کو پہنچیں * چوتھے
وے اشخاص جو شریر ہیں لیکن کسی کو ایذا نہیں دیتے ہیں
اس جماعت کی تحقیر و اہانت کرنی اور زجر و ملامت اور وعظ
نصیحت سے انہیں بد کاموں سے بچا رکھنا واجب ہی * پانچویں
وے ہیں جو اپنی اصل سے موذی اور بد ذات ہیں لوگوں
کے ایذا دینے کی فکر میں رہتے ہیں یہہ فریق بدترین خلائق اور
طبقۂ اولی کے مقابل ہی جنکی اصلاح کی امید ہو اُن کو مؤدب
اور مہذب کرنا چاہیئے اس جماعت میں سے * اور جنکی
اصلاح کی توقع نہیں اور شرارت اُن کی شائع نہو بادشاہ
اپنی رائے صحیح کے موافق اُن کے ساتھہ مدارات فرمائے
اور جو بد ذاتی اُن کی نشر پائے اُن کی شرارت کو دفع کرنا جس
طریق سے بہتر و مناسب ہو شرعاً و عقلاً واجب ہی اور دفع
شر کا ایک طریق جس ہی وہ عبارت اس سے ہی کہ اہل

شہر کی آمیزش سے اُسکو موقوف کر دے * دوسرا قید و منع
کرنا کاروبار سے ہی شہر کے بیچ * تیسرا نفی وہ شہر کی آمد و رفت
سے موقوف کر دینا اگر اُن وجہون سے مندفع تہو * حاکمون نے اُنکے
قتل کرنے مین اختلاف کیا ہی * اور اُنکے اقوال مین سے ظاہر تر
قول یہہ ہی کہ اس عضو کے کاٹ ڈالنے جو سبب شرارت کا ہی
جیسے ہاتہہ پانون زبان یا اُسکے حواس مین سے کسی حس کو موقوف
کر دینے پر اکتفا کرین * لیکن حق یہہ ہی کہ اس امر مین شریعت
حق کی تبعیت کرنی ضرور ہی اور قتل و قصاص مین سے برمحل
حدود شرعی پر اقدام کرنا واجب ولیکن حد واجب کی زیادت سے
محترز رہے * چنانچہ کلام مجید مین آیا ہی * کہ جو شخص خدا کی حدون سے
تجاوز کرے پس تحقیق اُسنے اپنے اوپر ظلم کیا * اور قتل کو اپنا شغل
کرنا نچاہیئے اور اگر کوئی شرعا مستحق اُسکا ہو تو رحم بھی نہ کیا چاہیئے *
چنانچہ فرمایا ہی کہ رحم نہ آوے تمھین بسبب اُن دونون کے خدا کے
دین مین * اس لیئے کہ جیسے طبیب باقی اعضا کی درستی کے لیئے
کسی عضو کا کاٹ ڈالنا جائز * بلکہ واجب جانے بادشاہ بھی جو
طبیب عالم کا ہی مدبر اول تعالی شانہ کے حکم سے کبھی عوام بنی
نوع کی بہتری کے واسطے اُنمین سے کسی کے قتل کرنے کو مناسب جانے

پھر شرائط ہمواری کے رعایت کرنے کے بعد اُنکے مراتب کو
تقسیم خیرات مین محفوظ رکھا چاہیئے * پر خیرات کی تین قسمین
ہین * سلامت * و اموال * و کرامت * اور ہر ایک کے واسطے
بنظر استحقاق کے اُن مین سے ایک ایک حصہ ہی جسکے نقصان
کرنے سے اُس کے اوپر ظلم اور زیادہ کرنے سے شہریون پر
جور ہوتا ہی * اِس لیئے کہ کسی کو بلے زیادتی استحقاق
کے اوردن پر فائق کر دینا اُن کے اوپر ستم ہی اور کبھی
نقصان کرنے سے بھی شہریون پر ظلم لازم آتا ہی اسلیئے
کہ جب مستحق کو اُسکے رتبے سے گھٹا دین تو بلے شبہہ اُسکا اور
دوسرے مستحقون کا دل ٹوٹ جاے پھر اُسکے سبب
انتظام ملکی مین خلل پڑے * اور تقسیم خیرات کے بعد بقدر
استحقاق کے محافظت اُسکی اُنکے لیئے کرنا واجب ہی اس
طور پر کہ جسکا جو حق اس خیرات مین سے ہی نچاہیئے کہ اُسسے
زائل ہو * اور زوال کے بعد بھی عوض اُسکا بحسب استحقاق
سے اُسکو دین اس طور سے جو شہریون کے ضرر پر مشتمل نہو *
اور اہل شہر کے عقوبت کرنے مین حد جور سے احتراز کیا
چاہیئے * طریق اُسکا یہہ ہی کہ ہر گناہ کے موافق عقوبت اسکے

لائق ٹھہرا وے اگر چھوٹے گناہ کے مقابل بڑی عقوبت کرے تو گنہگار کے اوپر ظلم ہوتا ہی * اور جو بڑے گناہ کے لیئے تھوڑی عقوبت کرے تو ظلم شہریوں پر ہو حکیموں سے بعضے اُسپر ہیں کہ ظلم ہر ایک شخص پر اشخاص گویا شہر کے سب رہنے والوں پہ ظلم ہی پس مظلوم کے معاف کرنے سے عقوبت ساقط نہیں ہوتی * اور مظلوم کے عفو کرنے کے ساتھہ بادشاہ کو جو والی اور مدبر کل کا ہی عقوبت کرنا ظالم کا جائز ہی * بعضوں نے برخلاف اسکے کہا ہی جب غرض اس منازعت کی شریعت کے حکیم عادل یعنے سید الانام علیہ وعلی الہ التحیۃ والسلام کے حکم پر مبنی ہی تو اس وجہ سے فیصل کیا چاہیئے کہ جو حدود اللہ کی جنس میں سے ہو جیسے چوری زناکاری اور رہزنی کی حد عفو سے ساقط نہین ہوتی بلکہ بادشاہ پر اقامت اُسکی واجب ہی اور جو حق الناس کی قسم میں سے ہو اگر وہ قصاص یا حد قذف ہی معاف کرنے سے ساقط ہو جاوے اور اگر تعزیرات کی قسم سے ہو جیسے ضرب وایذا واہانت کی صورتوں میں اکثر آئمہ محققین مذہب شافعی رحمۃ اللہ کے اُسپر ہیں کہ باوجود عفو مستحق کے بادشاہ کیتئیں تادیب کے لیئے تعزیر اُسکی پہنچتی ہی

اور یقیناً حکمت اُس کی یہہ ہی کہ شر مین سے بعضا ایسا ہوتا
جسکا ضرر اہل شہر کو پہنچے. جیسے زنا اور چوری اور مانند اُسکی
ایسی امثال مین غفلت کرنی موجب اختلال انتظام کا ہی
اِسلیئے عفو کی تاثیر اِس مین نہین اور بعضا ایسا ہی کہ
مخصوص ایکہی شخص سے ہوتا اور اُس سے غیر کی طرف
تجاوز نہین کرتا جیسے گالی دینی* پس ہر آئینہ جسے گالی دی ہی
اُسکے طلب عفو پر موقوف رہے اور جس شر مین غیر کی
طرف متجاوز ہونے اور نہونے دونون کا احتمال ہو وہ سلطان
کی فکر و راے سے تعلق رکھتا ہی تا اپنی رائے صائب کے
موافق جو لایق و مناسب ہو عمل مین لاوے یہین سے ہی کہ اگر
مقتول کا کوئی وارث خاص نرہے وراثت اُسکی بیت المال
سے علاقہ رکھتی اور حکم اُسکا مصلحت بادشاہی پر موقوف ہی
چاہے قصاص کا حکم دے چاہے عفو کرے اور رعایت عدالت
کی اُس وقت منتظم ہو جب سلطان خود رعیتون کے احوال
پر نظر مہربانی اور ہر ایک کو رزق و کفاف بقدر حق کے عنایت
فرماے تحقیق اِس بات کی اِس طور سے ہوسکتی ہی*
کہ رعایا اور مظلومون کی آمد و رفت کی راہ احتیاج کے وقت

بادشاہ کے حضور تک رہے اگر سب وقت میسر نہ آوے تو
ایک دن ارباب احتیاج کے لیئے بار عام مقرر کردے کہ ہر کوئی
اپنا اپنا مطلب روبرو جاکر عرض کرے * اور عجم کے بادشاہوں
کا ایک ایک وقت میں تھا اور اُس میں عوام خلایق کو
بار عام ہوتا * حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی جس کسی کو اہل اسلام کے کسی کام کا
والی کرے پھر وہ ارباب احتیاج اور مظلوموں کے اوپر
دروازہ موند سے توحق سبحانہ تعالی اُس کی احتیاج کے وقت
دروازہ رحمت کا آگے اوپر بند کرے اور اپنے لطف و مہربانی
سے اُسکو محروم رکھے * امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ
عنہ جسے کسی امر کی حکومت تفویض فرماتے اُسے نصیحت
کرتے کہ احتیاج والوں سے جی نہ چھپاوے اور اُن کے آگے دروازہ
نہ موند سے * اور حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلوات نے
دعا مانگی ہی * اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِّیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ
بِهِمْ فَارْفُقْ بِهٖ وَمَنْ وَلِّیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ
عَلَیْهِمْ فَاشْفُقْ عَلَیْهِ * اور اخبار میں آیا ہی کہ فرعون میں
ساتھ اتنی نافرمانی و کفران کے دو خاصیتیں اچھی تھیں * ایک یہہ

کہ دروازہ بار عام کا کشادہ رکھتا اور ارباب حاجت کو اُسکی ملاقات جلد میسر ہوتی * دوسری بخشش و کرم کے زیور سے آراستہ اور کرم کے باب میں مبالغہ اسکا ایسا تھا * کہ روایت ہے بنی اسرائیل میں سے ایک عورت کے فرزند ہوا اور ود کھانے جو اُس وقت کے مناسب ہیں باورچی خانے میں موجود نہ تھے جب اِس بات سے مطلع ہوا اُسکے قہر کی آتش دہکی اور باورچیوں کو تنور غضب میں خاکستر کیا بعد اُسکے مقرر کر دیا کہ ہر روز اقسام طعام عوام الناس کے لیئے بیمار ہوں یا تندرست تیار رہیں اور ہر شخص کے موافق طعام پہنچایا کریں * جب جلال الٰہی کا طوفان غضب اُٹھنے لگا اور مشیت ازلی نے اُسکی بیخ کنی کا قصد کیا بمقتضا اِس آیہ کریمہ کے جسکے معنے یے ہیں * کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں تغیر کرتا ہے اس چیز کو جو قوم میں ہے مگر جب تغیر دیں قوم اُس چیز کو جو اُنکے نفسوں میں ہے دونوں خاصیتیں برخلاف اُس کے ہوگئیں پھر بے نیازی اُس کی اِس مرتبے کو پہنچی کہ بیچ روز روشن کے مانند اندھیری رات کے پردے کے درمیان چھپا * اور عنقاء مغرب کی مانند گوشۂ غروب میں بانگ خفاش مدبر کی مثال ادبار کے کونے

مین پوشیدہ ہوا ❀ بغیر ابلیس اور اُسکے لشکر کے کسی کو
قدرت ملاقات کی نتھی ❀ چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام جب
نعمت تکلم سے ممتاز ہوئے اُسی رات خدا کے حکم سے اُسکے
دروازے پر آئے ایک برس تک وہان تھے ملاقات میسر
نہوئی ❀ ایک دن اُسکے ندیمون مین سے کسی نے بطریق
استہزا کے عرض کی کہ ایک عورت عجیب مسموع ہوئی
ہی ایک شخص اِس طور پر دروازے مین کھڑا ہی اور
کہتا ہی کہ مجھے خدا نے بھیجا ہی اور ایک پیغام رکھتا ہون ❀
فرعون نے کہا اُسے بلوایا چاہیئے کہ اُسکے ساتھ ہنسی اور سخریہ
کرین جب حاضر کیا بعد اُس مناظرے کے جس سے کلام حقائق اعلام
ظاہر ہوتے تھے ہرچند ید بیضا کے معجزے سے کام صیقل کا کرتے تھے
لیکن اُسکے دل آہنین سے زنگار شرک دور نہین ہوا اور
باوجود ثعبان مبین کے جو گنج ایمان کی طرف راہ بتاتا تھا راہ پر نہین آتا
بلکہ ہر لحظہ سانپ کی مثال ہر ایک سوراخ سے سر نکالتا
یہان تک کہ کام اُسکا عاقبت خرابی کی طرف آیا اور خاتمہ
بد کو پہنچا اور بخل اُسکا اس درجے کو پہنچا کہ بد دن کرام الکاتبین
کے اُسکے کھانے پینے کی خبر نہین ہوتی ❀ اور سوا اگلس کے

کوئی اُس کے دستارخوان پر نہ بیٹھتا * یہانتک کہ مورخین
معتبر نے تاریخ کی کتابون مین لکھا ہی کہ جس دن موسی علیہ
السلام نے حکم سے الہی کے بنی اسرائیلون کے ساتھہ مصر
سے کوچ کیا اور فرعون اُنکے پیچھے چرھہ دورا اُسکے تمام
باورچی خانے مین بغیر ایک گوسفند گرگین کے ذبح نہین ہوا
تھا * اور اُس کے جگر سے غذا مقرر کی اور گوشت شیلان یعنے
عشا کے لیئے رکھہ دیا کہ معاودت کے بعد اپنے خواص کے ساتھہ
تناول کرے حالانکہ مالک دوزخ نے اسکے اور اسکے لشکریون
کے لیئے شبرۂ زقوم سے ماحضر ترتیب دیا تھا * حکیمون نے کہا
ہی کہ بادشاہ کو تین چیزون کی رعایت کرنی ضرور ہی * اول
ملک و خزانے کو آباد رکھنا * دوسری رعیتون پر رحم و مہربانی
کرنی * تیسری یہہ کہ برے کام چھوٹے آدمیونکو فرمایش
نہ کرنے * اور کسی آل ساسان سے پوچھا کہ تیرے خاندان
سے چار ہزار برس کی دولت کے جانیکا کیا موجب تھا * بولا
کہ معظم امور جو عقلا کے لائق تھے ادنا لوگون کے حوالہ کیئے * کہا
ہی کہ بناء عدالت کی مضبوطی دس قاعدے پر ہی * ایک وہ ہی
کہ جو قضیہ روبداد ہو فرض کرے کہ خود رعیت ہی * اور دوسرا

بادشاہ * پس جو اپنے اوپر گوارا نہ جانے رعایا پر جائز نرکھے * دوسرا یہہ کہ ارباب احتیاج کے انتظار کا روادار نہو * اور اُس کے خطرے سے ڈرا کرے * حکیم ارسطا طالیس نے سکندر کو کہا اگر تو اعانت خدا تعالیٰ کی چاہتا ہی تو داد خواہون کی مدد کرنے مین سرعت کر * تیسرا یہہ کہ اپنی اوقات کو شہوت و لذت جسمانی مین مصروف نرکھے کیونکہ ویرانی ملک کے سببون مین سے بڑا سبب یہی ہی بلکہ فراغت و راحت کے وقتون سے کچھ تدبیر ملکی اور رعیتون کی بہتری مین صرف کرے * کوئی حکیم کسی بادشاہ کو نصیحت کرتا تھا کہ خواب غفلت مین نرہا کر کہ غنیم سر نہ اُٹھاے * اور کوئی تیری شکایت خدا کے نزدیک نہ لے جاے اور ندامت سو کہ تیری عمر برباد ہو جاے اِس لیے کہ دولت اور عمر دھوپ کے برابر ہی کہ صبح کو ایک دیوار اور شام کو دوسری دیوار پر ہوتی ہی اور ایسا کر کہ تو دنیا کو کھاے نہ یہہ کہ تجھے دنیا کھاے * چوتھا یہہ کہ سر رشتہ کاروبار کا رفق و مدارات پر رکھے نہ غصے اور ناک چڑھانے پر * پانچوان خدا کی رضامندی خلق اللہ کی دلجوئی مین ڈھونڈھے * جتنیہا خوشنودی خلق کی مخالفت مین خالق کی پکاپہہ *

ساتوان یہہ کہ جب اُس سے حکم چاہین عدالت کرے * اور جس وقت مہربانی طلب کرین عفو کردے * اسواسطے کہ خلائق پر مہربانی کرنا حق تعالی کی رحمت کا سبب ہی چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہی * کہ بخشش کرنے والون کو خدا بخشش کرتا ہی اہل ارض کے اوپر رحم کرو تو اہل سما تم پر رحم کرین * آٹھوان وہ ہی کہ اہل حق کی صحبت کا خواہان رہے اور پند و نصائح سے آزردہ نہو * نوان یہہ کہ ہر شخص کو مرتبۂ استحقاق پر رکھے * دسوان اُس پر اکتفا نہ کرے جو آپ ظلم نہین کرتا بلکہ ایسی تدبیر ٹھہراوے کہ عملے اور لشکری اور رعایا مین سے کسی کو مجال ظلم کا نرہے اس لیئے کہ بموجب اسکے * کہ تم سب نگہبان ہو ہر کوئی پوچھا جائیگا اپنی رعیت سے * جو فساد ملک مین برپا ہو بواسطہ اسکے کہ تدبیر ملک کی اسکے ہاتھ تھی اُس سے پوچھینگے * اور اخبار مین آیا ہی کہ امیر المومنین عمر ابن عبد العزیز کو کہ نہایت عدالت اور ازبسکہ تقوی و طہارت مین موصوف تھا چنانچہ اُسے خلیفۂ خامس کہتے تھے بعد وفات کے خواب مین دیکھا اُس کے حال سے سوال کیا کہا کہ ایک برس تک مجھے ورطۂ حجاب مین ڈال رکھا سبب اُسکے کہ ایک

پل کے اوپر گڑھا پڑ گیا تھا کسی بکری کا پانون اس مین آگیا اور زخمی ہوئی میرے تئین عتاب کیا کہ کیا لازم ہی کہ جب خلائق کے نیک و بد کا سر رشتہ تیرے عہدے مین رہے تو بند و بست امور مین سستی کرے * پس چاہیئے کہ رعیت کو قوانین عدالت کے التزام اور فضیلت کے حاصل کرنے کے لیئے تاکید کرے اور جیسے قوام بدن کا طبیعت سے اور طبیعت کا روح سے اور روح کا عقل سے ہی * ویسے قوام مدینے کا ملک سے اور ملک کا سیاست سے اور سیاست کا حکمت سے ہی جو عین شریعت ہی * تا امور جمہور قواعد شرعی پر منتظم رہین جب اس راہ راست سے پھر جاے خوبی و آبادی ملک کی برباد ہو * افلاطون نے کہا ہی کہ قوانین شریعت کو یاد رکھ تو شریعت تیری حافظ ہو * جب درستی عدالت کی روش سے فارغ ہو تو عنان ہمت فضل و احسان کی طرف پھیرے اسلیئے کہ کوئی خصلت بخشش اور جود سے بہتر نہین ہی * چنانچہ تفصیل سے ظاہر ہوا لیکن احسان مین مقادیر استحقاق کی رعایت کرنی واجب ہی اور چاہیئے کہ وہ ہیبت و حشمت سے ملا ہوا اسلیئے کہ احسان بے ہیبت کم زوروں کی بے پروائی کا موجب اور سبب

زیادتی طمع کا انہونکے ہو اور اگر مثلا تمام ملک کے خراج کے برابر کسی کو دیجیئے تو راضی نہو * ارسطاطالیس نے سکندر کو نصیحت کی چاہیئے کہ مظلوم تجھہ سے دہشت نکریں تا عرض مطالب بخوبی کر سکیں لشکری اور زیر دستون پر تیری ہیبت بہت ہو تا ظلم و ستم پر اقدام نہ کریں حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والسلام بحکم اسکے کہ مظہر انوار تجلیات جلالی و جمالی اور محل آثار عظمت الہی اور رابہت نامتناہی کے تھے رعب اس مرتبے رکھتے تھے کہ ابو سفیان جب شرف اسلام سے مشرف نہین ہوا تھا عہد و پیمان کے لیئے حضرت کے پاس آیا جس وقت رخصت ہو گیا کہا قسم خدا کی ہی میں نے بادشاہ اور صاحب اقبال بہت سے دیکھے کسی سے ایسا رعب و ہیبت اپنے دل میں نہیں پایا * اور خوش خلقی اور لطف و مہربانی بھی آپ کی ذات میں ایسی تھی کہ ایک دن کوئی عورت حضرت کے پاس آئی چاہتی تھی کہ عرض مطالب کرے یقینا بہ سبب اسکے کہ انوار قدس کی چمک طاعت صفا طینت پیغمبری میں نمایان تھی از بسکہ خوف اُس عورت کے بشرے سے ظاہر ہوا * جب اُسّے آگاہ ہوئے * فرمایا میں عرب

کی ایک عورت کا لڑکا ہون جو گوشت خشک کھاتی * غرض
اُسے آپ کی یہہ تھی کہ خوف و ہراس اُسکے دل سے
دور ہو اور غرض مقصد کرکے * متکبرونکے ساتھہ تکبر کرنا سکھون
زبردستون سے بتواضع پیش آنا اخلاق کرام سے ہی *
اور عادات سلطانی سے اہم یہہ ہی کہ اپنے اسرار پوشیدہ
رکھین تا فکر و رائے کی جولانی پر قادر اور دشمنون کے مکر سے
فارغ رہین حضرت پیغمبر خدا ﷺ جب کسی جہاد کا عزم کرتے
لوگون کو گمان مین ڈالتے کہ اور مقام کو جاتے ہین حالانکہ آئینہٴ
خاطر حضرت کا غبار کذب سے صاف و مصفا تھا بلکہ یہہ چلن اختیار
فرماتے کہ مثلا اگر کسی جانب کا ارادہ رکھتے اور مقامون کا
استفسار کرتے اور وہانکا احوال پوچھتے تا لوگون کو مظنہ ہو کہ
شاید ارادہ وہین کا رکھتے ہین * حکیمون نے کہا ہی کہ اخفاے
راز کا طریقہ باوجود احتیاج مشورت کے آدمیون سے یہہ ہی کہ
جو لوگ عقل و دانائی مین کامل ہین اُن سے مصلحت پوچھے
اور سفیہ و کم عقلون سے اپنا بھید چھپاے پھر بعد ارادہٴ
مصمم کے اُن کامون پر اقدام کرے جو بحسب ظاہر برعکس
اُسکے ہون * پر اُنمین بھی مبالغہ نہ کیا چاہیئے کہ موجب تہمت کا

نہو بلکہ اُنہین بھی اُن فعلون سے بلا دے جو موافق عزم مقصود کے ہین اور مخالف کے تفحص احوال سے ایکدم غافل نرہا چاہیئے بلکہ جاسوس اور ہرکارے اُسکے تجسس امور مین لگا رکھے اور اُنکے احوال ظاہر سے تفتیش احوال باطن کی کرے اور اُن کے قصد و عزیمت پر واقف ہونیکے لیئے اُن حواشیون سے استفسار کرنا جو کم عقلی مین موصوف ہین اصل عظیم ہی * بلکہ اسباب مین بہتر یہہ طریق ہی کہ ہرایک سے گفتگو سے دوستانہ کیا چاہیئے کیونکہ ہرایک شخص کا ایک دوست ہی کہ اُسّے وہ مانوس رہتا ہی اور اپنے دل کی بات اسے کہتا ہی شک نہین کہ اس آمیزش کے درمیان ہر شخص کے مکنون خاطر سے خبردار ہو سکے * جب کسی سے آثار مخالفت کے معلوم ہون تو مقدور بھر سعی اِسکی کرنا لازم کہ آتش فتنہ کو آب صلح سے بجھاوے اور اگر یہہ کوشش مفید نہو تو جبتک تدبیر شایستہ اور رحیل برجستہ سے رفع فساد ممکن ہو اقدام جنگ کا نہ کرے اور دشمن کے دفع کرنے مین حیلہ کرنا یا جھوٹھی کہانیونکا لکھنا معیوب نہین ہی * پر جھوٹھہ کہنا یا فریب دینا کسی وقت جائز نرکھے اور جو ضرورت داعی جنگ کی طرف ہو تو یہہ دو صورت سے خالی

نہین یا بادی یعنے پیش دستی کرنے والا یا دافع یعنے ٹالنے ہارا ہی
دل صورت مین ارادہ خیر ہی کا رکھے * اور البتہ امور دینی یا
قصاص کے لیئے یا اُس حق کے واسطے جو مخالفون کے ہاتھہ مین ہی لڑے
نہ غلبہ اور تفوق کے واسطے اسلیئے کہ پیش دستی کرنے والا اکثر
مغلوب ہوتا ہی مگر جب امر دینی یا حق طلبی پر کمر باندھے * اور جبتک
سب لشکر ایک دل اور ایک زبان نہون لڑائی کو نہ چلا چاہیئے *
اسلیئے کہ دو مخالف کے درمیان جانا اپنی جان پر کھیلنا ہی * اور مقدور
بھر بادشاہ کو لازم ہی کہ خود غنیم کے دوبدو نہو کیونکہ اگر شکست
پاوے تدارک سے ہاتھہ دھووے اور جو فتح ہو خفت اُٹھاوے
اور ہیبت و وقار بادشاہی کو کھووے * اور جو ٹالنے ہارا ہو
اور قوت مقابلے کی بھی رکھتا ہی تو خفیہ شب خونی کے ارادے سے
دشمن کی فوج مین جانا بہتر ہی * اسواسطے کہ اکثر اتفاق ہوا ہی
کہ جن بادشاہون نے اُنکے ملکون پر لڑائی کے ارادے سے
چڑھائی کی ہی مغلوب ہوئے * اور اگر طاقت مقابلے کی نہین ہی
تو شہر پناہ اور قلعہ بندی کی تدبیر مین مصروف ہو لیکن اُسپر اعتماد
نرکھا چاہیئے * حکیمون نے کہا ہی کہ جو قلعہ کے درمیان رہے گرفتار
ہووے بلکہ صلح کے دروازے کھولنے کے لیئے حیلے حوالے اور پیسے

دینے کو دستیاب کرے * فوجون کے بندوبست کے لیئے ایسے
آدمیون کو مقرر کیا چاہیئے جو شجاعت مین مشہور اور حسن
تدبیر اور فہم و دانائی مین موصوف اور کار آزمودہ جنگ دیدہ ہو
لڑائی کی شرائط مین سے شرط اہم بیدار مغز رہنا اور جاسوس
لگا کر دشمن کے احوال سے واقف ہونا اور رعایت حوصلہ و صرفہ
مین مبالغہ کرنا کیونکہ جب تک کسی فائدے کی توقع نہ سوجھے فوج
و لشکر اور اسباب جنگ کو ضائع کرنا عقل مصلحت اندیش کے
نزدیک مذموم ہی * حکیمون نے کہا ہی کہ قلعہ و خندق کا آسرا نہ لیا
چاہیئے مگر لاچاری کے وقت اسلیئے کہ یہہ حرکت علامت نامردی
کی ہی اور سبب ہی دشمن کے دلیر ہو جانے کا * اور جو کوئی
لڑائی کے درمیان جوانمردی سے نام پیدا کرے انعام و اکرام سے
اُس کو نوازش کرنا اور اُس کی حسن خدمت کے بدلے اچھے
تحفے اور القاب شایستہ سے سرفراز کرنا واجب ہی اور
دشمن حقیر کو چھوٹا نہ جاننا چاہیئے کلام شریف مین آیا
ہی * کتنے گروہ قلیل خدا کے حکم سے غالب ہوئے جماعت
کثیر پر * اور فتح کے بعد بھی تدبیر سے غافل نرہنا چاہیئے اور جبتک
کسی کو زندہ اسیر کر سکیئے قتل کرنا مناسب نہین اسلیئے

کہ بندیون مین بہت سے فائدے ہین۔ جیسے غلام کرنا دھر دھر رکھنا فدیہ دینا اور اس مین دشمنون کی دلجمعی ہوتی ہی چنانچہ نص قرآنی سے مراد اسکا ہی غنیم کے اوپر فتح پانے سے اُنکو قتل کرنا جائز نہین مگر جب بے قتل کیئے اُنکی شرارت سے بچ نہ سکیے * اور بعد تسلط کے صفحۂ خاطر سے غبار بغض و حسد کا جھار ڈالے اسلیے کہ مخالف اب غلام و رعیت کے برابر ہی پھر اپنے بندون اور رعیتونکا ارادہ رکھنا قاعدۂ عدالت سے دور ہی * حکیمونکی کتابون مین مذکور ہی کہ جب سکندر نے کسی شہر پر فتح پائی اور اسنے شمشیر کو غلاف نہ کیا ارسطاطالیس نے اُسے ایک خط عتاب آمیز لکھا مضمون اُسکا یہہ ہی * کہ اگر تیرے تین ظفر پانے سے آگے مخالف کے قتل کرنے مین ضرورت تھی اب بعد غلبہ کے تجھے اُن بیچارون کے مار ڈالنے مین کیا نفع ہی * اور عفو کرنا بادشاہان اولوالعزم کے خصائلون سے ہی * اور شاہ اقبال کا موجب زینت ہی اور باعث استحکام قواعد جاہ و حشمت کا * کیونکہ زور و قوت اگرچہ تمام تر ہو پر حسن عفو بیشتر ظاہر کرے * مامون نے جو ضابطہ عقد خلافت اور رابطہ نظم جلالت کا تھا کہا ہی کہ گنہگار لوگ اگر جانتے کہ عفو کرنے مین

کیا لذت میں اُٹھاتا ہوں تو گناہوں کو بطریق پیشکش کے میرے
پاس لاتے اور بہ مقتضا اسکے کہ اسکے لیئے انھیں پیدا کیا ہی *
غرض اصلی ایجاد عالم اور خلقت آدم سے یہہ ہی کہ شاہد وجود
حقیقت مسند مجاز میں ظاہر ہو * اور رحمت وعفو الہی کا جمال
عجز و قصور بشری میں جلوہ دکھاسے * چنانچہ حدیث میں آیا ہی
کہ تم اگر گناہ نہ کرو تو حضرت خدا تعالی ایک خلقت اور پیدا
کرے جو گناہ کرین تو رحمت بے غایت اسکی مرآت عفو میں
نظر آوے * پس زیور عفو سے آراستہ ہو نا مید اسے حقیقی
سے جو نیکو نگار شمہ ہی تشبیہ رکھتی ہی * جب ذہن سلیم
و فہم مستقیم حضرت سلطانی بانی اساس جہانبانی ثانی
حضرت صاحب قرانی درست کرنے والے قواعد کشورستانی
کے تین باریکیان رسوم سلطنت کی اور حقیقتین آداب مملکت
اور سرداریکی اور پوشیدہ باتین اسرار حکمت کی اور
نادر باتین احکام ملت کی ملہم قدسی کی تلقین و معلم غیبی کے
فیضان سے بے واسطہ تعلمات کسبی اور تعملات انسی کے
حاصل ہی اور ذات مقدس اسکی اور سکھایا میں ہی نے
اسے علم کے بلند مرتبے میں داخل ہی تو اُسکی تعریف میں

زبان کھولنا اور اس کے بیان کا دم بھرنا مجھ ایسے فقیر حقیر سے جو خوشہ چین ارباب بلاغت اور فضلاء خوار اہل براعت کا ہے قوانین ادب سے بعید ہے * کیونکہ سلیمان کو منطق الطیر سکھانا اور لقمان کو تئین قاعدہ حکمت کا بتانا دانا وٗن کے درمیان اپنے تئین محل طعن اور مستحق لعن کا بنانا ہے * فی المثل قوت عامی کے ظاہر کرنے کے لیئے اگر دقائق بلاغت مین سے کسی دقیقے کو بیان کیا چاہین تو حضرت خاقانی صاحب زمانی سکندر ثانی کی سیرت کریمے کا ملاحظہ کرنا کافی ہے ایسا ہے کہ بے شائبۂ تکلیف و تصنیف کے باقتضاے تدوین کتاب ایجاد تکوین کے صفحۂ الواح قابلیات انسانی کو کمالات نفسانی کے ارقام سے منقش کردے * کوئی مجموعہ ایسا جو لطائف الٰہی کا جامع اور تائیدات غیر متناہی کا حاوی ہو مقابل اُس کے صنع اور اصطناع کے قلم اور ایجاد و ابداع کے خامے سے پیدا نہوا * جب تک خسرو خورشید مسند نشین چار بالش فلک چہارم کا ہے ہرچند سیار ان اجرام سپہر اپنے چراغ روشن کے ساتھہ گرد جہان کے پھرتے ہین کسی جہاندار کو اس جاہ و حشمت کے ساتھہ ندیکھا * اور کسی صاحب قران کی عظمت و رفعت کا شور اس شکوہ سے نہین سنا * اللہ تعالی

آسمان پادشاہت کے اُن دو ستارونکو جنکی انظار عنایت کی برکت سے سطح جہان گلشن اور اُنکے انوار مرحمت کی چمک سے زمین وزمان روشن ہی اوج اقبال و پایۂ اجلال پر رکھکر حضیض وبال اور ہبوط زوال سے محفوظ رکھے اور اُنکی افواج سعادت اور جنود دولت کے تئین مانند سلسلۂ زمان کے ثانی کو اول کے ساتھہ متصل و مقرون رکھے * آمین آمین ثم آمین * پانچوان لمعہ * بادشاہون کے خدمت کے آداب اور دولتمندونکی رسوم مین * بادشاہ اور حکام کے ساتھہ عوام الناس کے چلن کی روش یہہ ہی کہ اپنے دل وجان سے اُنکی دوستی اختیار کرین اور زبان سے حمد و ثنا اُنکی کیا کرین * اور ہاتھہ پانون سے اُنکی طاعت اور خدمت گذاری کی راہ مین دوڑ دھانپ کرین * اور اُنکے امر و نہی کے قبول کرنے مین اگر برخلاف حکم خدا کے نہو بقدر امکان کے شرائط سعی کے بجالاوین * اور اُنکے حقوق جیسے خراج وغیرہ ہی خوشنودی سے ادا کرین اسباب سے ہرگز مُنہہ نموڑین * اور ظاہر و باطن سے اُنکی تعظیم و تکریم کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرین اور ضرورت کے وقت جان و مال کو اُن پر تصدق کرین * اسلیئے کہ دین و دنیا اور آل و اولاد کی حفاظت اُن کی ذات عالی پر

موقوف ہی * اور جو لوگ اُن کے خادمونکے شمار مین ہین اُنھین
چاہیئے کہ اپنے رتبے سے زیادہ خصوصیت پر دلیری نہ کرین * اسیلیے
بادشاہون کی صحبت کو آگ کے درمیان جانے اور شیر کے ساتھہ
اختلاط کرنے سے تشبیہ دی ہی * اور سچ ہی کہ آداب سلطانی
کی رعایت نہایت مشکل کام ہی ہر کسی کو اُسکے تحمل کرنے کی
تاب نہین * طریقت کے مشائخون مین سے بعضون نے کہا ہی کہ
جسنے بادشاہون کی خدمت نہین کی وہ گویا تعلق سے خالی ہی
اُس سے راہ طریقت کا جانا نہین ہوسکتا * اِسواسطے کہ بموجب اِسکے
کہ بادشاہ ظل اللہ ہی اُن کی مجلس خاص کے آداب کی رعایت
کرنی کمال نفسانی اور رسوم طریقت کے بجا لانے کا سبب ہی پھر جسکو
اُنکی بارگاہ مین مداخلت ہو چاہیئے کہ جو کام اُسے مفوض ہووے
اُسی مین مشغول رہے اور نہ فضول لانہ اور کامون مین دخل نہ کیا کرے
اور حاضرباشی اِسطور سے اختیار کیا چاہیئے کہ جب اُسے طلب کرین
حاضر ہو * اور بہت حاضرباشی سے بھی جو پہنچانے والی ماندگی کی طرف
ہی محترز رہے اور جو کچھہ اُن سے ظہور پاوے صدق و ارادت سے
اُسی کی مدح و ثنا کیا کرے نہ نفاق کے طور سے کیونکہ جو آن سے
صادر ہوتا ہی البتہ کوئی وجہ جمیل اُسکی ہوگی * پس اُس وجہ کو

استنباط کرکے اچھے طور سے بیان کردے اور اگر کسی کو ان کے نصیحت کرنے کا مرتبہ ہو تو ملائمت اور حسن آداب سے عرض کرے اسلئے کہ شرع کے موافق بھی ہر ایک کو سلاطین کے حق مین امر معروف اور نہی منکر مین درشتی کرنی نہین پہنچتی بلکہ سوا نصیحت شایستہ اور بیان برجستہ کے ادب کے رو سے چارہ اُنکا نہین ہی ۞ حضرت حق تعالی کلام اعجاز اعلام مین موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے ساتھہ کلام کرنے کے لیئے فرماتا ہی ۞

کہ تم اُس سے ملائمت کے ساتھہ بات کرو شاید اُسکو یاد

رکھے اور ڈرے ۞ اور جو وزیر مشیر ہی اگر بادشاہون سے خلاف مصلحت کی راے سرزد ہو پہلی بار تبعیت و موافقت کرے بعد اُسکے بطریق سہولت کے اُس خیال کو اُن کی خاطر سے دور کردے ۞ کیونکہ حکیمون نے کہا ہی کہ بادشاہ اور حکام سیل کی مانند ہین جو کسی پہاڑ سے بہے اگر کوئی اُسے ایکبارگی کسی طرف کو پھیرا چاہے اپنے تئین درطۂ ہلاک مین ڈالے ولیکن اگر پہلے چھوڑ دے اور آہستے آہستے تدبیر سے ایک طرف کو خس و خاشاک سے باندھے تو پھیرنا اُسکا آسان ہو ۞ اور کسی وجہ سے اُن کے افشاے راز کا خیال نکیا چاہیئے ۞ بلکہ

عر مقدور مخفی رکھنے کی سعی کرے * جب یہہ قوت اُسکی
طبیعت مین مستحکم ہو تو اخفاے راز اُسپر آسان ہو جاے *
اور جاننا چاہیے کہ ہمت بادشاہون کی بلند ہوتی ہی اِسی سبب
خلق اللہ کو اُن کے ساتھہ مقام اطاعت مین رہنا ضرور *
اور کبھی کسی امر مین اُن کی طرف تقصیر و خطا کی نسبت
نہ کرے اگرچہ بڑے مقربون سے ہی * اور جو کسی کام کا قصور
اُن کے اور اپنے درمیان دائر ہو تو اپنی خطا مان لینا ضرور ہی *
اور اُن کے دامن عصمت کو عیب و نقصان کی گرد سے صاف
رکھے * نفس بیچھے اپنے تئین حسن تدبیر سے بچالے * اور اُن کی
رضاجوئی کی فکر مین مبالغہ کیا چاہیئے * ہرگز اپنی خوشوقتی کے
درپے نرہے * جب یہہ قاعدہ مقرر کرے تو جس مین خوشی
اپنی اور خداوند نعمت کی ہو * پہلے خاوند کو خوش
کرے کہ اُسکے ضمن اُسکی بھی خوشی حاصل ہو * اور اُنسے
مقصد حاصل کرنے کے لیئے طور معقول کو وسیلہ کیا چاہیئے اور
الحاح و مبالغہ کرنا نچاہیئے اور حرص سے اجتناب اور قناعت
مین کوشش کرنا ضرور * کیونکہ دنیا اُسی کو چاہتی ہی جو
اُس سے منہہ پھیر لے اور جو کوئی اُسکو چاہے بودہ اسے

پیٹھ دے * چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی جسکے معنے یہ
ہین * دنیا کو چھوڑ دے پس وہ عاؔی الرغم تیرے پاس
آوے * اور توریت مین ہی کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کو فرمایا ہی *
اے میری دنیا تو اُس کی خدمت کر جو میری بندگی کرے اور
اُس کی خدمت نہ کر جو تیری اطاعت کرے * اور چاہیئے کہ
بادشاہون کے اپنے اسباب منافع اور اموال موجود رکھے اور اُنکے
وسیلے سے اپنا مرتبہ حاصل کرے * اور اُن کے خاص مال پر
طمع نہ کیا چاہیئے * تا سوال کی ذلت سے محفوظ رہے اور نفع
بہت اُٹھاوے اور اُن کے نزدیک حرمت و عزت پاوے * اور
ان کے حضور اپنے تئین ایسا دکھاوے کہ تھوڑے التفات
سے اپنی جان و مال کو ان پر نثار کر دے * کیونکہ اگر احیاناً اس
بات مین کچھ مناقشہ درمیان لاوے تو بموجب اس حدیث
کے جسکے معنے یہ ہین * کہ انسان کو جس سے منع کرین اسی کا
حریص ہوتا ہی حرص ان کی زیادہ ہو * اور حکیمون نے کہا ہی *
کہ جسکو جس کام سے منع کرین وہ اسپر حریص اور جسکی خواہش
ولادین اُس سے بیزار ہو * اور چاہیئے کہ جان و مال سے انکی
آرایش طلب کرے نہ اپنا تجمل * اور جو چیز خاص انکی ہو جیسے

سواری اور لباس اور نظیر اُسکی ہرگز اُس مین شرکت
نہ کرے اِس لیئے کہ بے ادبی کے سبب اپنے تئین محل زوال
اور مقام وبال مین ڈالنا ہی * اور کسی امر مین اگرچہ وہ
ادنی بھی ہو اُنکے روبرو اپنی بےپروائی نہ دکھاوے اور ہردم
اُنکے حکم احکام پر راضی رہنا شعار اپنا کرے * سلیمان بن
داؤد علی نبیا وعلیہما السلام کے صحیفے مین مرقوم ہی کہ اپنی
طرف خطاب کر کے فرماتے ہین کہ ای دل بادشاہون کو
حقیر مت جان اور اُنکی باتون کو مان اور اُن سے ایسی بات کا
جس سے ایذا تیرے تئین یا اور کو پہنچے قصد نہ کر * کیونکہ
اگر اُس سے ضرر تیرا ہو تو بادشاہ مجازی کی آتش
غضب مین تو گر پڑے اور جو کسی اور کا ہو تو اپنے تئین پادشاہ
حقیقی کے دریاے قہر کے بیچ ڈباوے * ابن مقنع کے آداب مین
لکھا ہی کہ اگر سلطان تجھے بھائی کہے تو اُسکو خداوند نعمت
کہا کر اور کتنا ہی تیرا مرتبہ زیادہ ہو تو تعظیم مین اُسکی مبالغہ کر
اور جب اُسکے پاس کسی نوع کا تقرب تجھے حاصل ہو
تو خلوت مین گفتگو کے درمیان بہت سا تملق اور تضرع
مت کر کہ وحشت و بیگانگی کی علامت ہی * اور یہہ زبان پر مالا

کہ بیرا کچھ حق تجھہ پر ہی یا خدمت سابق کا کچھ اجر یا کہ پچھلی خدمتون پر اگلے حقوق کو سر نو سے موقوف اس طور پر رکھا چاہیئے کہ استحقاق اولی کا حقیت اخری سبب قوی ہو * اسا بیے کہ سلاطین بارہا اکثر اشخاص ایسے ہیئن کہ جس حق کا آخر اول سے منقطع ہو جاے فراموشس کرتے ہیئن * اور وزارت سلطانی سے کوئی کام خطرناک نہیین ہی * اور وزیر کا کوئی مددگار امانت داری کے برابر نہیین * اور اگر خدمت مین سرفراز رہے چاہیئے کہ خداوند کی خفگی یا گالی سے آزردہ نہو * اور ہرگز اس سے کچھہ گرانی دل مین نہ لاوے * اور اگر معلوم کرے کہ مخالف اسکے ساتھہ مکر و فریب کے مقام مین ہیئن بسبب اسکے اصلاً متغیر نہو * اور ان سے بغض و حسد ظاہر نہ کرے اس لیئے کہ یہہ حرکت اور بھی ان کی تدبیر کا موجب ہو اور اگر خصومت کی طرف منجر ہو تو عزو وقار کے دائرے سے باہر نجاے * بلکہ جواب اسکا علم کے طریقے سے دے * کیونکہ حاکم کو ہمیشہ غالب رہنا ہی * اور مجلس سلطانی کے آداب سے یہہ بھی ہی کہ ہرگز ان کے حضور کسی سے مشورت نہ کرے * اور اگر سوال اور سے کرین جواب کا اقدام نکیا چاہیئے بلکہ

رعایت اس ادب کی ہمیشہ ضروری ہی چنانچہ سابق مذکور ہوا
اس لیئے کہ یہہ طور حقیقت میں قائل کی خفت کا سبب اور سائل
و مسئول کے بھی استخفاف کا موجب ہی اگر سائل کہے کہ
میں تجھ سے نہیں پوچھتا ہون تو ہرگز قائل کو جواب کی سبیل
نرہے اور اپنی حماقت سے خجالت کھینچے اور جو ایک جماعت
سے پوچھیں جواب دینے میں سبقت نہ کرے * اس لیئے کہ
بے شاید ان کو خوش نہ آوے * اور اُسکے کلام کی
عیب جوئی کریں * اور اگرچہ کار رہے یہان تک کہ اور اشخاص
جواب دیں اور ان کی باتون کا عیب و ہنر معلوم ہو پھر
اگر ان پر کچھ فوقیت رکھتا ہو عرض کرے سب رعایت
ادب کے ساتھہ ہوشیاری اُسکی ظاہر ہووے اور
چاہیئے کہ جن لوگون کا زیادہ تقرب بارگاہ سلطانی
میں ہی اُن پر اپنا تقدم نہ ڈھونڈھے * اور بہ سبب اُسکے
رنجیدہ خاطر نرہے * کہ وے لوگ بغیر فضیلات کے مرتبۂ تقرب
میں اُسکے اوپر زیادہ ہیں * اسلیئے ہر ایک شخص کی اگرچہ
وہ نہایت عالیجاہی میں ہی ایک نوع کی مناسبت ذاتی
سبھی کے ساتھہ ہوسکتی ہی * اگرچہ وہ غایت پائین درجے میں

ہی اور وہی مناسبت سبب ہی محبت کا اور حاصل کرنا اُسکا
دایرۂ قدرت سے باہر ہی * بس اپنے تئین اُسکے سبب گران
خاطر نرکھا چاہیئے * اور شاید سابق سے حقوق اُسکے ثابت ہون *
کہ اور دنکو آسپر اطلاع نہو * پھر منافرت اُسّے باعث ہو
بادشاہ کی آزردگی کا * بالکہ لازم یہہ ہی کہ اپنی خواہش کو
مطلقاً فراموش کرجاے * اور اپنے ارادے کو سلطان کی
مرضی کے تابع کیا چاہیئے . جیسے سابق بھی مذکور ہوا جب تک
دو شخص ایک نہین ہوتے اتحاد کا رابطہ مربوط نہین ہوتا *
اور جس وقت ایک شخص اپنے فایدے سے درگذرے
اور اُنکے درمیان سے مخالفت بالکہ مغایرت اُٹھہ جاے وحدت
کی برکت سے سب کام اُنکے درست ہون * چھتھا لمعہ *
دوستی کی فضیلت اور دوستون کے ساتھہ گذران کرنے مین *
جب کہ سابق تمہید ہو چکی کہ انسان کمال خاص کو پہنچنے کے لیئے
اپنے بنی نوع مین سے دوسرے کا محتاج ہی * اور مدد لینے کے
قاعدے بدون علاقۂ اُلفت و محبت کے مضبوط نہین ہوسکتے * پس
جس کسی کے جتنے دوست زیادہ ہون کمال کو پہنچنا اُسے سہل
ہو سکتا ہی * اور جب صداقت کے مراتب سے محبت کا درجہ

بہت بڑا ہی * پس کمال حاصل کرنیکا طریق اتحاد کے وسیلے
پر مرتب ہی * پر سچا دوست بہت ہی نایاب کیونکہ نفیس
چیزون کی عزت بے شبہہ لازم ہی * اور اگر آدمی لذت
حیوانی اور خواہش نفسانی کے طالب ہیں ولیکن آمیزش
اُنکے ساتھہ بقدر ضرورت کے کیا چاہیئے * اس فرقے کو حکیمون نے
مصالح سے تشبیہ دی ہی کہ کھانون مین بقدر احتیاج چاہیئے
اور اُس کی کمی و بیشی دونون موجب فساد کے ہین *
ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ آدمی ہر حال دوست کے محتاج ہوتے
ہین * فراغت کے وقت اختلاط اور خوشس طبعی کے لیئے *
مصیبت مین کمک اور امداد کے واسطے * اور حقیقت کے رو سے
بڑے بڑے بادشاہون کو جو خلائق کی نسبت نہایت مستغنی
ہین مستحقوق بلکہ فقیر اور مسکینون سے جو محتاج ترین ہین
احتیاج بیشتر ہی * جیسے احتیاج اُن کی صاحب مال اور اہل
احسان سے ہی اور افسقراطیس نے کہا ہی کہ اگر تمام دنیا ایک
شخص کو حاصل ہو اور دوستی کے فائدے سے محروم رہے *
زندگانی اُس پر وبال بلکہ بقا اُس کی لاحاصل * اور جو خیال
کرے کہ اس خصلت کا حاصل کرنا آسان ہی یہہ گمان خطا

ہی * اسلیئے کہ سچی دوستی کا جوہر جو اعتبار کی میزان سے پورا آئے ساری دنیا کی نفیس چیزون مین سے بہت ہی نادر ہی اور کسی مصیبت کے وقت یا آفت کے دن مال و خزانے گرسے گرائے سے یا کہ دنیا اور جو اس مین ہی کچھ فائدہ نہ کرسے * اور اُس دوست کے برابر جسنے کسی مہم مین اعانت یا کسی مقصد کو پہنچنے کی مدد کی ہی نہو * وہ نیک ذات کیا خوب آدمی ہی جو اس نعمت عظمی سے محظوظ ہی * اگرچہ دولت و دنیا سے کچھ اُس کے پاس نرہے * اور اُسّے بھی نیک طینت وہ شخص ہی کہ باوجود رتبۂ سلطنت کے اِس دولت سے بہرہ ور ہی * اسلیئے کہ سلطان کو بادشاہت کے ہر ہر کام سے اور تمام رعایا کی بہتری کی کیفیت پر خبردار ہونا ضرور ہی * اور ہزارون کاروبار کے دیئے دو آنکھیں اور دو کان ایک دل اور ایک زبان کافی نہین * پر جس وقت دوستی کی مدد سے اورون کے چشم و گوش و دل و زبان پر قادر ہو تو اپنی آنکھون سے سب دیکھے * اور کان سے بالکل سنے اور زبان سے تمام کہہ سکے * پھر بندوبست ملک داری کا اس پر آسان ہو جاسے * کہا ہی کہ اگر کوئی کسی سے دوستی کیا چاہے پہلے

اُسکے احوال کی تفتیش کرے کہ اُسنے لڑکائی میں اپنے ماباپ سے کیا کیا سلوک کیا ہی * اگر عقوق کے عصیان سے مشہور ہو ہرگز اسپر اعتماد نہ کیا چاہیئے * اور وہ دوستی کے لائق نہیں ہی اسلیئے کہ جو کوئی حقوق والدین کو عقوق کے برابر جانے اُس سے کچھ بھلائی کا بھروسا نہیں * پھر تفحص کیا چاہیئے کہ یہہ شخص دوستون کے ساتھہ کیا سلوک اور اُن سے کس طور پر معاملہ کرتا رہا * بعد اسکے جستجو کرے کہ اُسنے اپنے ولی نعمتون کی شکر گذاری اور ناشکری مین کیا حرکت کی * اگر ناشکری مین مشتہر ہو اُسکی دوستی کی خواہش نکرے * کیونکہ بد ذاتون کی خصلتون سے کوئی خصلت ناشکری کی مثال نہین ہی * اور نیک طینتون کے اوصاف مین سے کوئی وصف شکر گذاری سے افضل نہین * اور شکر سے مراد فقط مکافات نہین ہی * اِسواسطے کبھی ایسا ہوتا ہی جو کوئی بسبب فقر کے مکافات کرنے سے عاجز ہو پر دلمین اُسکی محبت رکھتا ہی اور زبان سے اُسکے اوصاف بیان کرتا ہی اس شخص کو قصور کی طرف نسبت نہ کیا چاہیئے * تس پیچھے سوچے کہ مزے اور مال جمع کرنے مین اور نفیس چیزون کی طرف خواہش اسکی کیسی ہی

اگر حرص اُسپر غالب ہو دوستی کے لائق نہین * پھر نظر کرے اگر رغبت اُسکی برائی اور رغابہ کی طرف زیادہ ہو وہ بھی اتحاد کے دروازے سے مردود ہی * کیونکہ دعوی تغلب کے ساتھہ انصاف مغلوب ہی اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور آخر زوال اخلاص کو پہنچاوے * دوسرا ملاحظہ کیا چاہیئے کہ اگر ہر قسم کے لہو لعب کا اشتغال راگ رنگ کا ستنا اور کلاوتون سے صحبت رکھنی اُسکو دوستون کی جانب سے باز رکھے اُسکے محبت کی خواہش نکیا چاہیئے * جس وقت اُن تمام صفتون مین قالب امتحان سے پورا نکلے اُسے دوستدار کامل اور یار غار افضل جانا چاہیئے * اور اُسکے جوہر اتحاد کو نقد جان کے ساتھہ گنجینۂ دل مین رکھا چاہیئے اسلیئے کہ نہین ہی فخر مگر دوست کامل سے * اور بعضے حکیمون نے کہا ہی کہ بیشبہہ ہم تعجب کرتے ہین اس شخص سے جو پریشان خاطر رہے یار غمخوار کے ساتھہ * پر ایسا شخص گوگرد سرخ سے بھی عزیز تر ہی اگر ہاتھہ لگے تو ایک ہی دوست حقیقی پر اکتفا کرنا اولی ہی کیونکہ بہت سے اشخاص کے مراسم حقوق کو بجالانا مشکل ہی * اسواسطے کہ شاید بمقتضا تعداد کے احوال ان کے مختلف ہون * مثلا ایک شخص کی موافقت سے خوش

وہ ملحوظ ہو اور دوسرے کی رفاقت سے رنج و پریشانی اٹھاوے
اور جب سبب عداوت کا اکثر سابق آشنائی اور آمیزش میں ہی
اسلیئے کہ جس آدمی سے کسی وجہ کی شناسائی نہین دشمنی
اُسّے نہایت بعید نظر آوے * و لیکن مخالفت کمال اختلاط
اور مافی الضمیر کے مطلع ہونے کے بعد از بسکہ مضر ہی * پس
اختلاط کے باب مین طریق احتیاط ملحوظ رکھا چاہیئے اور بقدر
ضرورت کے اکتفا کرنا لازم * جیسے کسی نے عربی شعر مین کہا
ہی جسکے معنے یے ہین * بیت * نرا ہی دوست وہ ہو جاوے
دشمن جانی * پھر اپنا یار تو بہتون کو تین کبھی نہ بنا * نہ کیا تو نے
بہت کھانے اور پینے سے * یقین کہ ہووے تجھے درد بیشتر پیدا *
اور جس وقت دوست ہاتھ آوے رعایت حقوق کو واجب
جان کر اُسکے کامون مین جو سنے جائین سعی کیا چاہیئے * اور
اُسکی حمد و ثنا مین بلے شایبۂ تملق و نفاق کے پیش آیا چاہیئے *
و لیکن ممنون خاطر اور دوستی دلی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ اطلاع
مافی الضمیر کی عالم الغیوب ہی کو مخصوص ہی * اور نصور سے
عیب اور رادنا قصور کا جو دوستدارون کی طرف نسبت رکھین
اعتبار نہ کیا چاہیئے * بلکہ چشم پوشی اُن سے واجب ہی *

اسنایئے کہ افراد بشری اُن سے خالی نہین ہو سکتی * اگر انمین نظر کیا کرے تو زوال اتحاد اور اثبات بیگانگی کی طرف منجر ہو * اور دوستی کے مزے سے محروم رہ جاے * اس باب مین اپنے عیبون کا سوچنا بہت مفید ہی * چنانچہ حدیث مین آیا ہی

خوش ہی وہ شخص جسے اُسکے عیب نے آدمیون کے عیب سے فارغ رکھا * جب اُن طریقون کی مشق کرے محبت خالص مستحکم ہو * اس وسیلے سے غربا اور وے اشخاص جنسے سابق معرفت نہ رکھتا ہو اُسّے آملین * اور دوستی کے اطوار سے یہہ ہی کہ محبون کو نعمت و مراتب مین شریک کرے * اور اس اختصاص کو کبھی زبان پر نہ لاوے اور رتبۂ کرامت کو آشوب منت سے بچا رکھے * اور جب اُن پر کچھ مصیبت برسے جان و مال سے اپنے تئین فدا کر دے بلکہ رنج و مشقت مین شریک رہنا بہتر ہی * اپنے فراغت و منفعت کے وقت سے بیت * ہونے بہت ہین اپنے فراغت کے وقت مین * پہچانے جاوین دوست مصیبت مین کون ہین * اور انکے ساتھہ سلوک کرنے مین سوال کا منتظر نرہے بلکہ آثار و علامت سے اُن کے احوال کو معلوم کیا چاہیئے * اگر احیاناً دوست کی طرف سے

کچھہ سستی دریافت کرے تو اعراض جائز نرکھے بلکہ اختلاط دو لجوئی سخن بہت ہی مبالغہ کرنا ضرور ہ * کیونکہ اگر وہ بھی اعراض کرے علاقہ صحبت کا اُٹھہ جاسے * بلکہ شاید ایسا حجاب سخت درمیان پڑ جاسے جو قطع مودت اور مفارقت کلّی کو پہنچاسے * طریقہ اُسکا یہہ ہی کہ جو سبب کدورت کا ہو اپنی صاف دلی سے بے تکلف بیان کردے تا راستی کی برکت سے صفائی آوے * بلکہ بہرحال اِس طریقے کو ملحوظ رکھنا لازم ہی * اِسلیئے کہ جب کوئی مکان یا لباس یا سواری کی غمخواری کرے پھر اُسکی مراعات میں کاہلی کرنی سبب ہی اسکے ضائع ہونیکا * پس اُس شخص کی غمخواری سے جی چھپانا جس سے دونون جہان کی بہتری کی توقع رکھہ سکتے کیونکر جائز ہو * ساتھہ اسکے دوستی کے جانے سے عداوت ایسی جو بہت ہی مضرت کا موجب ہی پیدا ہو * اسلیئے کہ مخالفت کے بگولے محبت کے بعد بیشمار نظر آوین * جنگ و جدال اگرچہ مطلقاً مذموم ہی پر دوستونکے ساتھہ نہایت بدنما * اِسواسطے کہ اُسسے اختلاف اور جدائی پیدا ہوتی * اور وہ موجب تمام فسادون کا ہی * اور چاہیئے کہ دوستون کو کسی علم و ادب کے جاننے

مین جو انھین مفید ہو بخل نہ کرے کیونکہ اُن سے متاع دنیاوی
مین جو محل خصومت کا ہی تنگی کرنی بد ہی * پس علم کے باب
مین کس طرح جائز ہو * حال آنکہ علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا
ہی اور بخل کے ساتھہ گھٹ جاتا ہی * اور جب دوست سے
کسی عیب کا مشاہدہ کرے اُسکے ساتھہ اظہار موافقت کا
کرنا اِس طور پر جو تنبیہ لطیف کا متضمن ہو وے ضرور *
اور اِس عیب کے جتانے مین غفلت اور شرمندگی
جائز نرکھے اِسلیئے کہ یہہ صورت محض خیانت کی ہی *
پر طریق تنبیہ لطیف کا یہہ ہی کہ پہلے کسی مثل یا اور شخص کی
نقل سے اُسکو اُسپر واقف کر دے اگر مفید نہو تو بطریق تعریض
و کنائے کے اشارہ اُسکا کرے * پھر جو تصریح کی احتیاج پڑے
تو خلوت کے درمیان پیش بندی کے بعد جو موجب وثوق اعتقاد
کا ہی بیان کر دے اور اُسکے غیر سے اگرچہ وہ اُسکے محبون سے
ہی اخفار کہے * اور چاہیئے کہ ہرگز غماز کو مداخلت نہ دے اسلیئے کہ
ہرچند محبت کی بنا استوار ہو اُسکی غمازی سے منہدم ہو جاے *
حکیمون نے نمام کی تشبیہ اُس شخص سے دی ہی جو ناخن سے
دیوار مستحکم کو کھودے کہ ایک اُنگل بھر جگہ نکالے پھر جس

وقت ایک سوراخ پاوے تو تیشے سے اسکو بڑا کرے یہان تک کہ آخر الامر اُسے دیوار کو ڈھادے * حاصل کلام محبت کی حفاظت مین بہت ہی احتیاط کرنی واجب کیونکہ مدار انتظام امور کا اور قوام مصلحت جمہور کا اُسپر موقوف ہی جیسے سابق مذکور ہوا * ساتوان لمعہ * عوام الناس کے فرقون کے ساتھہ گذران کرنے مین * جب کوئی شخص اپنے احوال کی گفتگو گروہ خلائق کے ساتھہ کیا چاہے تو وہ تین حال سے خالی نہین ہو سکتا * یا رتبے مین اُن سے بالاتر ہی یا برابر یا فروتر * یہ طریق گذران کا قسم اول کے ساتھہ پانچوین لمعے کے بیچ معلوم ہوا * اور قسم دوم سے تین نوع پر ہی * پہلے گذران کرنا دوستون کے ساتھہ * دوسری دشمنون کے ساتھہ * تیسری اُن لوگون کے ساتھہ جو نہ دوست ہین و نہ دشمن * اور دوستون کی دو قسمین ہین حقیقی و غیر حقیقی پر حقیقی دوستونکے ساتھہ گذران کرنے کا طریق سابق معلوم ہوا * اور دوست غیر حقیقی اگر اپنے تئین بناوٹ اور تملق مین حقیقی دوستون کے برابر دکھاوے تو بھر مقدور اُن سے بخوبی پیش آنا ضرور اور اُنکی دلدہی اور خاطرداری کی سعی کرنی واجب ہی شاید کہ

وے سچی دوستی کے درجے کو پہنچین * ولیکن راز اور عزم دلی
اور مال و اموال کے مقدار اور اپنے عیبون کو اُن سے مخفی
رکھا چاہیئے اور اُن کی تقصیرون کا مواخذہ نہ کیا کرے * اور
حقوق مین غفلت کرنے کے سبب پرسش نہ کرے اور بقدر
وسعت کے اُن کے کامون مین خندہ روئی سے خواہ رغبت کے
طور یا بنادت کی روش پر پیش آیا چاہیئے * اور اگر جاہ و مال
اور بزرگی مین اُنکی ترقی ہو دوستی کے تردد مین افزایش
نکیا چاہیئے * اور دشمنون کی دو نوعین ہین نزدیک
اور دور * اور ہر ایک کی دو قسمین ہین ظاہر اور پوشیدہ *
پر اہل حسد مخفی دشمنون کے عدد مین داخل ہین * ولیکن
دشمن نزدیک سے احتراز بہت کرنا لازم جانے کیونکہ
وہ اکثر جزئیات احوال پر واقف ہوتا ہی اور کھانے پینے
اور وارد و صادر ہونے مین اس سے غافل نرہا چاہیئے *
غرض ہر ایک صورت مین دشمن سے احتیاط کرنی واجب
اور دشمنون کے ساتھ گذران کرنے مین طریق عمدہ یہہ ہی *
کہ اگر ہو سکے تو لطف و لطائف مین اُن کے دلون سے عداوت
اُٹھا دے اور بغض و حسد کی بیخ نکال ڈالے * اگر یہہ چلن مفید

ہو تو جب تک ظاہر کی آمیزش سے گذران کر سکے کسی طرح اظہار مخالفت نہ کرے * اس لیئے کہ دفع شر کے لیئے کوئی طریق نیکی اور خیرات سے بہتر نہین ہی * اور اُنکی سفاہت کی طرف التفات نہ کیا چاہیئے * بردباری اور مدارات شعار اپنا کرنا واجب * اور نزاع و خصومت سے محترز رہنا لازم ہی * کیونکہ یہہ دولت و نعمت کے زائل ہونے اور ہمیشہ فکرمند اور پریشان خاطر رہنے کا سبب بلکہ جان مال کے نقصان اور فسادون کے برپا ہونے کا موجب ہی * اور عمر گرامی اِس سے عزیزتر ہی جو دشمن کے ساتھہ معارضہ کرنے کی فکر مین گذرے * اور ہوشیاری کی شرطون سے یہہ ہی کہ دشمنون کے احوال کی جست وجو مین رہے * اور اُنکے ہر ایک کام پر واقف ہونے کے لیئے سعی کمال کرے * پھر جب اُنکے احوال سے مطلع ہووے تو اُسکے مخفی رکھنے کی کوشش کرے * کبھی اسکے افشا کرنے کو جائز نرکھے مگر ضرورت کے وقت * اس لیئے کہ مخالف کے عیبون کو ظاہر کرنا سبب ہی اِسکا کہ وہ اسپر اصرار کرے * اور جائز ہی کہ کچھ اُسنے تاثیر بھی نہ کرے شاید وہ کسی حیلے سے اسکے دفع کرنے مین مشغول ہو * اور جب مخفی رکھے یہان تک کہ مصلحت کے وقت اظہار کرے تو اسکا

تو رنا اور مغلوب رکھنا بخوبی حاصل ہو * ولیکن ان سبھون سے اگر بعضے کو بحسب مصلحت وقت کے اُس سے ظاہر کرے یہانتک کہ وہ جانے کہ میرے عیب پر مطلع ہوا ہی تو شکستہ خاطر اور غمگین ہو دانائی سے بعید نہین ہی * اور ہرگز اپنے تئین بہتان مین ملوث نہ کرے * کیونکہ جھوٹھہ کہنا دشمن کے قوی اور غالب ہونے کا موجب ہی * بڑے بڑے آدمی اور حاکمون کے نزدیک مخالفون کا شکوہ نہ کیا چاہیئے * کیونکہ جب اُسکی حقیقت سے خبردار ہون پھر اُس کی چغلی پیش رفت نہوگی * اور بری باتون مین اُس کے ساتھہ متہم ہو اور چاہیئے کہ اُنکے ہر ہر فرقے کی رسم و عادت سے خبردار ہو تو اُسکو مقابلے کے طور پر دفع کرے اور جس چیز سے انھین قلق و اضطراب پیدا ہو اُسسے بھی واقف ہو تا ضرور رہی تا اپنے وقت مین استعمال کرے * افلاطون نے کہا ہی کہ دشمنون کی عداوت کے دفع کرنے کا طریق مستحسن یہہ ہی کہ اپنے تئین ان فضیلتون مین جو انکے درمیان مشترک رہین اُن پر غالب رکھے * اِس لیئے کہ جو شخص درجۂ کمال کو پہنچا اُسنے مخالف کے تعرض کو آپ سے دفع کیا اور اُن کو ادنا اور ذلیل بنایا * اور طعن و تشنیع اور لعنت و غیبت نہ کیا

چاہیئے اور اپنے تئین اس سے بچا رکھے * کیونکہ یہہ خصلت عورتون اور ناقصون کی ہی اور عقل و دانائی کی راہ سے بعید * اِسواسطے کہ باوجود اسکے کہ وہ سفیہون کی سیرت کا مرتکب ہو اور اُسسے کچھہ مضرت مخالف کو بھی نہین پہنچتی خود اسکے تعرض کا باعث ہو جاے * نقل کی ہی کہ ایک شخص نے ابومسلم مروزی کے آگے اسکی ندیمی کے ارادے سے نصر سیار کے برابر جو مروانیون کی طرف سے والی خراسان کا تھا عرض کی * ابومسلم کو خوش نہ آئی اور اسے بہت سرزنش کی * اور کہا کہ اگر کسی غرض کے سبب مین انکے خون سے اپنے ہاتھہ آلودہ کرون میرے تئین اِس مین کہ زبان سے تعرض انکا کرون کیا غرض ہی * جب دشمن کو کوئی آفت ایسی پہنچے جس سے اپنے تئین بھی امن نہو طعن نہ کرے اور اس کے سبب اظہار خوشی نہ کیا چاہیئے اس لیئے کہ جب حقیقت مین وہ آفت مشترک ہی تو گویا اپنے اوپر طعن کیا * بیت *

ای دوست گرگذرے ہو عدو کے جنازے سے پر * شادان نہو کہ تجھہ پہ بھی گذرے یہہ ماجرا * اور جو دشمن اسکی پناہ لیوے یا اسپر اعتماد کرے چاہیئے کہ فریب اور خیانت سے محترز ہو کر بخشش اور مروت کی شرط بجالاوے * اور ایسا کرے کہ بنگ خوئی وعہد

وہ یہان اسکا سب کو معلوم ہووسے برائی اور بدخوئی دشمن کی طرف عاید ہو * اور اس بات مین بموجب اس آیت کے جس کا مضمون یہہ ہی * تمھارے لیئے رسول اللہ کی ذات مین پوری خوبیان ہین * پیروی حضرت کی سیرت مطہر کی جو متمم ہین مکارم اخلاق کے واجب جانے * چنانچہ اخبار کے ناقلون نے روایت کی ہی کہ کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے جو عرب کے فصیحون مین سے تھا آگے اسکے کہ شرف الاسلام کو پہنچے آستانۂ رسالت کے بعضے خادمون اور کعبۂ جلالت کے بعضے عاکفون کی ہجو مین اپنی زبان ملوث کی تھی * حضرت رسالت پناہ نے اسکے خون کو ہدر کیا جب کعب نے اسبات کی خبر پائی جانا کہ انکے قہر کے آسیب سے سوا انکی رحمت بے انتہا کے سائے کے جو بحکم اس آیت کے جسکے معنے یہ ہین * اور مین نے تیرے تئین نہین بھیجا مگر تمام عالم پر رحم کرنے کے لیئے * مہربانی انکی دونون جہان کے ہر ایک ذرے کو شامل ہی پناہ نہ کبھی * ایک قصیدۂ غرا جو حضرت خاتم الانبیا کی نعت کے کمال کے زیور سے آراستہ ہی مرتب کیا * اور عربون کی رسم سے ایک شتر تیز رو پر سوار ہو کر میدانون کو طی کر کے اپنے تئین آستانہ

رسالت مین پہنچایا * اور بعد سلام کے قصیدہ پڑھنے لگا *
اسکے درمیان معذرت و استغفار کی تمہید مندرج تھی * جب
حضرت نے سنا تو اسکے دفتر تقصیر مین حرف عفو کا رقم کر کے
چادر یمانی جسکی برکت سے امن و عافیت حاصل کر سکیے اپنے
تن روح پرور اور بدن مطہر سے اتار کر اسے عنایت فرمائی
اور اپنے مقبول بندونکے سلسلے مین داخل کیا * پر دشمنون کے
دفع ضرر کے تین طریق ہیئن * ایک وہ کہ دے آپ ہی سے اچھے
ہون * اگر یہہ میسر نہو تو کسیکو درمیان لاکر * دوسرا انکی
شرارت سے بچ رہنا مکان دور و دراز یا سفر مین رہ کر *
تیسرا اغماض اور انکی بیخ کنی سے * پر یہہ سب تدبیرون کے
بعد ہی * اور اسپر اقدام جب کرے کہ اگر دشمن شریر
بالذات ہو اور اس کی بدذاتی سے کسو طرح بچ نہ سکیے
اور جانے کہ دشمن مجھہ پر فتح پاتا ہی اِس ضرر سے زیادہ تر ہی
اور جانے کہ مآل اسکا دنیا و آخرت مین بد نہین اور باوجود اس کے
مکر و خیانت سے ایک سو رہا چاہیے اور اگر اسکے معاوب
کرنے کا طریق اور مخالف سے بن آوے سب سے بہتر ہی ولیکن
حاسد کہ تین فضیلت و نعمت اور اسباب سعادت کو دکھا کر

داخلی ہون یا خارجی جو اُسکے جلنے اور کڑھنے کے موجب ہون ایذا دیا چاہیئے * اور اُسکے عیبون کو ظاہر کر دینا لازم * تا آدمی اُسکی بدخوئی سے واقف ہون اور اُسسے متہم جانین * ایسے شخص کی عداوت کے دور کرنے کے لیئے سعی کرنی بے فائدہ ہی جیسے کہا ہی * بیت * ہر عداوت کا دفع ممکن ہی * پر نہ زائل ہو جو حسد سے ہو * ولیکن اُن آدمیون سے گذران کرنا جو نہ دوست ہین اور نہ دشمن وسے بہ حسب مراتب کے مختلف ہین * اِس لیئے کہ نصیحت کرنے والون کے ساتھہ جو بہ نسبت جمہور خلائق کے نصیحت و خلق کے مقام مین ہین اخلاط کیا چاہیئے * اور اُن سے کشادہ روئی کے ساتھہ ملاقات کرے * پر اُنکی بات کے ماننے مین جلدی نہ کرے * اور اُنکے ظاہر احوال پر فریفتہ نہووے * بلکہ ہر ایک شخص کی غرضون کی اطلاع بتامل ہ ساتھہ لگتی ہی بعد اسکے جو بہتر و مناسب ہو اسپر عمل کرے * اور ساتھہ صلحا یعنے اس جماعت کے جو ذات البین کی اصلاح مین مشغول ہین تعظیم و تکریم واجب ہی * اور سفیہون کے ساتھہ بردباری سے گذران کیا چاہیئے اُنکے احمق پنے اور گالی دینے کا اعتبار کر کے اُسکے بدلے کے قصد مین نرہے * بلکہ سلوک

اور رفق و مدارات کے ساتھہ اُن سے نجات حاصل کیا چاہیئے *
اور تکبر کرنے والون سے تکبر کرنا ضروری تا اُسسے عبرت پکڑین *

چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ * مغرور کے ساتھہ کبر کرنا صدقہ دینا ہی
اسلیئے کہ ان لوگون سے تواضع کرنا اُن کی گمراہی کے زیادہ
ہونیکا موجب ہوتا ہی * جب اُن سے تکبر کی چال چلے شاید کہ
متنبہ ہو کر اس خصلت سے باز رہین * اور فاضلونکی حرمت کرنی
واجب اور اُنسے فایدہ لینا غنیمت جانے اور خوے بد پر ہمسایہ اور
خویشونکے صبر کرنا چاہیئے * حکیمون نے کہا ہی بخیل لوگ بدن پر صابر
رہین اور بخشش کرنیوالے جان پر دلیکن زبردست لوگ اگر
سیکھنے والے ہون تو اُنھین فرزندونکے برابر عزیز رکھا چاہیئے اور اُن کا
خوے و خصلت اور طبیعت مین نظر کیا چاہیئے * جسکی استعداد
اُنمین بیشتر ہو اس مین مشغول کیا چاہیئے مقدور بھر اُنکی مدد
کرنی ضرور * اور شاگردون کو جسکی طرف ان کی سمجھہ نزدیک
ہو اُسکی ترغیب دے * اور تضیع اوقات سے منع کیا کرے *
سوال کرنیوالون کو اگر الحاح کرین زجر کرنا لازم * اور اُسکی اجابت
مین توقف کیا چاہیئے * مگر جب الحاح انکا بہت ہی لاچاری سے ہو *
اور درمیان محتاج و طامع کے امتیاز کرنا لازم ہی * اور محتاج کی

رفع حاجت کرے اور جب تک کسی نوع خلل اُسکا نہو بخشش
کرے اور طامع کو اُسکی طمع سے باز رکھے * ضعیفون کی
دستگیری اور مظلومون کی اعانت کیا کرے * غرض مقدور
بھر خیر مطابق کے ساتھہ جو چشمہ نیکیون کا اور ہنر کمالات کا ہی
برتر اور پاک ہی ذات اُسکی تشبیہ پیدا کرے کہ جود بے انتہا
اور کرم بے شمار سبحانی نے موجودات کی زمین قابل پر
بے ارادۂ غرض کے باران رحمت کا برسایا * اور نسیم تربیت
ربانی نے کمالات آسمانی کے پھولون کو بدون توقع منفعت کے
جس سے ذات اُسکی برتر ہی کھلایا * پس طالب کمال کو
چاہیئے کہ خیر کی تمام قسمون مین روی قصد و طلب کا اُسکے خیر
محض کی طرف رہے تا خلافت الہی کے مرتبۂ علیہ مین پہنچے * اور
اللہ تعالی ہر ایک خیر و کمال کا دینے والا ہی توفیق * اور اُسی کے
اختیار ہی مطالب و مآل کی تحقیق * مغروب * بیچ بیان بعضے
لواحی کے * حکیم محقق فیلسوف مدقق نصیرالدین طوسی نے بعضے
لوامع مین جو اکثر ان لامعون کا اُسکے انوار فوائد کی روشنی کی
چمک مین سے ہی خاتمہ کتاب اخلاق ناصری کا افلاطون کی ان
وصیتون سے جس سے اپنے شاگرد ارسطاطالیس کو نصیحت

فرمائی تھی کیا ہی سچ ہی کہ یہ شمر نفع اُن پاکیزہ باتون کا نہایت حکمت مین اس درجہ پر ہی کہ لائق ہی اُنھین بیاض مردمک چشم کے ورقون پر بینائی کی روشنائی سے لکھین * بلکہ فہم کے قلمون سے ارواح کے تختون پر مرقوم کرین * اور جب ان بکردن اور حسن اتفاقون کی برکت سے کہ وسے بھی حضرت سلیمان مکان کی تاثیر دولت کے سبب ہین اس فرصت مین نسخہ سرّ الاسرار جسے ارسطاطالیس نے سکندر ذوالقرنین کے لیئے جوش گردا سکا تھا تصنیف کیا ہی اس عاجز کے مطالعے مین آیا * اور وہ تیس نصیحتون پر مشتمل ہی تو ایسا اچھا نظر آیا کہ ان نصیحتون کا خلاصہ جو تدبیر ملکی کے لیئے نہایت خصوصیت رکھتے ہین اس رسالے کے آخر الحاق کیا جاے * لاجرم مضمون اس خاتمے کا دو سمت مین دونون کے ثابت کرنے کے لیئے درج کیا * پہلی سمت * افلاطون کی وصیتون کے بیان مین * افلاطون کہتا ہی کہ خدا کو پہچان اور اسکے حق کو نگاہ رکھہ * اور ہمیشہ اپنی ہمت تعلیم و تعلم مین مصروف کر اور اہل علم کے علم کی زیادتی کا امتحان نہ کر بلکہ شر و فساد سے باز رہنا اختیار کر اور حق تعالیٰ سے ایسی

چیز مت مانگ کہ اسکی منفعت کی طرف زوال کی راہ ہو *
بلکہ جو نیکیان کہ باقی رہتین ہیں انکی طلب کر * ہمیشہ بیدار رہ کہ
بدیون کے بہت سبب ہین * اور جو کیا چاہیئے اسے آرزو کے
ساتھہ مت مانگ * اور جان کہ بندے سے خدا کا انتقام لینا غضب
کے طریق پر نہین بلکہ بطریق تادیب و تہذیب کے ہی * اور
زندگی پر قانع مت رہ جب تک موت نہ آوے * اور زندگانی کو
بہتر مت جان مگر جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا وسیلہ ہو *
خواب و آسایش کی رغبت نہ کر مگر بعد اس کے جب تین
چیزون کا محاسبہ آپ سے تو لے * ایک یہہ کہ تو تامل کرے کہ
جس دن جو تو نے کیا ہی تجھہ سے خطا سرزد ہوئی یا نہین *
دوسری یہہ کہ سوچ کہ آج کچھہ کام کیا ہی یا نہین * تیسری یہہ
کہ کوئی کام تجھہ سے بہ سبب قصور کے رہ گیا یا نہین * یاد کر
کہ اس زندگی کے آگے تو کیا تھا اور بعد اسکے تو کیا ہوگا * اور
کسی کو ایذا نہ دے کہ عالم کے سب کام زوال و تغیر کے مقام
میں ہین * بدبخت وہ شخص ہی جو عاقبت کی یاد سے غافل رہے *
اور گناہ سے نہ چھوٹے * اور اپنی پونجی اس چیز سے جو
تیرے پاس نہومت کر * اور مستحقون کو نیکی پہنچانے

میں اُن کے سوال پر موقوف نرکھہ ✽ اور اُسے حکیم مت جان
جو لذت دنیاوی سے خوش ہو یا کسی محبت کے سبب
جزع و فزع کرے ✽ اور ہمیشہ موت کو یاد رکھہ اور مُردون
سے عبرت پکڑ ✽ اور خسیس آدمیون کو اُن کے بہت بے فائدہ
بات کرنے اور بغیر پوچھے جواب دینے سے پہچان ✽ اور جان کہ
شریر وہی شخص ہی جسنے شرارت اختیار کی ہو ✽ خوب
سوچ کر بول اور کام کر ✽ اور سب کا دوست رہ جلد غصے مت
ہو تا خفگی تیری خو نہو جاے ✽ اور محتاج کی حاجت کل پر مت
چھوڑ تو کیا جانے کل کیا ہوگا ✽ قیدیون کی اعانت کر مگر جو خود بد
میں گرفتار رہے ✽ جب تک دونون کی بات نہ سمجھے اُنکے درمیان
حکم نکر ✽ فقط قول ہی میں حکیم نرہ بلکہ قول و عمل دونون میں ✽
اِس لیئے کہ حکمت قولی اِسی جہان میں رہے اور حکمت عملی
اُس جہان تک پہنچے اور وہان باقی رہے ✽ اور اگر نیکی کے لیئے
تو رنج کھینچے تو رنج نرہے پر نیکی رہے ✽ اور جو کسی بدی کے
سبب تو لذت پاے تو لذت نرہے اور بدی رہ جاے ✽ اور اُس
دن کو یاد کر کہ تجھے پکارین اور تو بولنے سے عاجز رہے کچھہ نہ سنے
اور کچھہ نہ کہے اور یاد بھی نہ کرسکے ✽ یقین جان کہ تو اُسے

مقام کا عازم ہی جہان نہ تیرے دوست ہین اور نہ دشمن * پس وہان کے کسی کو نقصان کی طرف منسوب مت کر وہ ایسی جگہہ ہی جہان خاوند اور غلام برابر رہین * پس تکبر مت کر زاد راہ موجود کر تو کیا جانے کب کوچ ہوگا * جان کہ حق تعالی کی بخششون سے کوئی چیز حکمت سے بہتر نہین * اور حکیم وہ کوئی ہی جسکے قول وفعل اور افکار موافق ہون * نیکی کا بدلا کر اور بدی سے درگذر * اور اس عالم کے کامون مین سے کسی کام مین ملول مت ہو * اور کسی وقت سستی مت کر * اور نیکون سے تجاوز کرنا جائز نرکھہ * اور کسی بدی کو نیکی کے حاصل کرنے کا وسیلہ مت کر * اور سرور زائل کے لیئے ترک اولی نہ کرنا سرور دائم سے محروم نرہے * حکمت کو دوست رکھہ اور حکیمون کی بات مان * دنیا کی خواہش دل سے دور کر اور اچھے ادبون سے باز نرہ * کسی کام کو وقت سے آگے شروع نکر * اور جب تو کسی کام مین مشغول ہو فہم و دانائی سے اشتغال کر * تونگری کے سبب عجب نہ کیا کر * اور مصیبتون سے شکستہ خاطر مت ہو * دوست سے ایسا معاملہ کر اگر حاکم تک جاے تیری ہی فتح ہو * کسی سے نادانی نکر اور سب کے ساتھہ تواضع کر اور کسی متواضع کو

حقیر مت گن جس میں تو معذور ہو اپنے بھائی کو ملامت نکر * بدکاری سے خوش وقت مت رہ * اور رنجت پر اعتماد نکر * نیک کام سے پشیمان مت ہو * کسی سے لڑائی مت کر * ہمیشہ * الت کی سیرت اختیار اور نیکیون کو اپنا شمار کر *

دوسری سمت * ارسطاطالیس کی وصایا میں کتاب سر الاسرار کا ترجمہ کہ اُسنے مامون بادشاہ کے حکم سے کتاب مذکور کو لغت یونانی سے عربی زبان میں نقل کیا تھا بیچ صدر ترجمے کے کہتا ہی * کہ جب ارسطاطالیس جو وزیر سکندر کا اور اُسکا استاد تھا بسبب ضعف و پیری کے آنکی ملازمت سے معذور رہا * اور سکندر عجم کے شہرون پر غالب ہوا اور اُن کے درمیان عاقل و دانا اور دلیر و شجاع بہت تھے * اور اُن کے رہنے میں خوف و خلل ملک کا تھا * اور بیخ کنی اُن کی قاعدۂ عدالت سے دور دکھائی دیتی تھی اُن کے امر میں متحیر ہوا * اور ایک خط ارسطاطالیس کو شوق و مہربانی کے اظہار پر مشتمل لکھا * اُس کے درمیان عرض کیا کہ دولت ہمسائگی کی دوری کے سبب کامون کے درمیان بہت سی حیرتین خاطر میں راہ پاتی ہیں * انمین سے اس صورت میں حکیم روشن دل کے نور تدبیر کے بغیر ظلمات حیرت

مشکل ہی * جس طرح سے ہو سکے اسباب ملاقات کے انتظام کی سعی کریں * ارسطاطالیس نے جواب میں لکھا کہ یقیناً فرزند جلیل اور سلطان نبیل کی راے معلوم ہوئی بر خدمت میں حاضر ہونا بسبب عدم رغبت کے نہیں * بلکہ بسبب ضعف و پیری و سستی و ناتوانی کے ہی * جب مصاحبت میسر نہیں ہی اس رسالے میں ایک دستور بیان کروں کہ جزوی کاموں میں اُسکی طرف تو رجوع کرے اور اُسکے ساتھ میری صحبت سے تو مستغنی ہو * جان تو عجم کے امرا اور اُنکے فضلا کو ہلاک کرتا ہی و لیکن اُنکے آب و ہوا کی تبدیل پر تو قادر نہیں پھر بلے شبہہ اُنکے شبیہ پیدا ہوں * پس کوشش کر جو اُنھیں احسان سے تو اپنا بندہ کرے تا سب تیرے دوست ہوں * اور تیرے بندونکے فرمان بردار رہیں * اِسکے بعد کہتا ہی بادشاہونکی چار صنف ہیں * ایک وہ ہی جو اپنے اور رعیت کے ساتھ سخی ہو * دوسری وہ جو اپنے ساتھ سخی ہو اور رعیت کے ساتھ بخیل * تیسری وہ جو رعیت کے ساتھ سخی ہو اور اپنے ساتھ بخیل * چوتھی وہ جو اپنے اور رعیت دونوں کے ساتھ بخیل ہو * پر قسم اول باتفاق محمود ہی * اور دوسری اور چوتھی باتفاق مذموم *

اور تیسری قسم مین اختلاف ہی * ہند کے حکیم ایسے ہین کہ محمود ہی * اور پارس کے حکیم ایسے ہین کہ محمود نہین بلکہ مذموم ہی * اور سخاوت وہ ہی کہ مستحقونکو بقدر حاجت کے تو پہنچاے * اور جو کوئی اس مرتبے سے تجاوز کرے اور حد افراط کی طرف مائل ہو سخاوت سے اسراف کی طرف منحرف ہو جاے * اور جو بادشاہ زیادہ اسّے جو اُس کو مقدور ہو بخشش اختیار کرے بلے شبہہ اُس کے فساد ملک کا سبب ہو * ای سکندر مین نے تجھے بارہا کہا ہی کہ سخا د کرم اور بقاء ملک کی اصل وہ ہی کہ تو آدمی کے مال مین طمع نکرے اور سخاوت و کرم کی نوعون مین سے یہہ ہی * کہ تو ستم جائز نرکھے اور آدمی کے پوشیدہ عیب کی تفتیش نہ کرے اور جس کسی پر جو انعام تو کرے کبھی اُسکا ذکر نہ کرے * اور تمام فضل و کرم اسمین ہی کہ نیکون کی حرمت کرے اور آدمیونکے ساتھہ کشادہ رو رہے * اور لوگونکی شان کے موافق جواب دے * اور نادانون کی خطا سے درگذر کرے * ای سکندر عقل مدار ہی تمام مدبیرون کی اور نقص و کمالون کا آئینہ اور تمام فضیلتونکی جڑ ہی * اور مقصود اہم عقل سے طلب نیکنامی ہی *

کیونکہ فقط سلطنت مقصود نہین ہی بلکہ مقصود اُسسے نیکنامی ہی
اس لیئے کہ جو بادشاہ تابع دین ہو اور شریعت الٰہی کا استخفاف
کرے شرع الٰہی اُس کو خوار و رذلیل کردے * ای سکندر
چاہیئے کہ بادشاہ عالی ہمت اور صاحب رائے و شیرین زبان
اور بلند آواز ہو اور بات کم کہے اور رذالون کے ساتھہ نہ بیٹھے *
اور جب باہر آوے تو آرایش ایسی جولائق بادشاہی
کے ہی اختیار کرے کہ اورون سے متمیاز معلوم ہو * اور آن
سوداگرون کی رعایت کرنی جو دور و دراز ملکون سے
اُس کی بادشاہت مین آوین واجب جانے تا اُس کی
نیک نامی کے پھیلانے اور دلون کے مائل ہونے اور تاجرون کے
بہت آنیکا موجب ہو اور اسی سبب سے بادشاہت اُسکی
آباد ہووے اور تھوڑی سی فروگذاشت سے جو اُن کے ساتھہ
کرے بہت نفع پاوے * اور بہت نہ ہنسے کیونکہ بہت ہنسنا
دلون سے ہیبت و وقار کو اُٹھادے * اور باعث نقصان عمر و
ضعف حرارت غریزی کا ہووے * ای سکندر حریص شہوت
کا نرہ کہ وہ خنزیرون کے خواص مین سے ہی اور کیا فخر اُس
چیز مین ہی جس مین ادنی حیوان تجھہ پر غالب رہتین * اور

اُس مین زیادتی کرنی ضعف بدن اور نقصان عمر کو پہنچاتی ہی * اور
عورتون کی سیر تون کے حاصل کرنے کا سبب ہوتی ہی مسکینون
اور ضعیفون کے احوال سے غافل نرہ اور احوال پرسی ان کی
واجب جان کہ خالق کی رضامندی اور دلون کے ہاتھہ آنیکا سبب
ہی * اور غلہ جمع کرتا خشک سالی کے دن آرام سے بیٹھے *
ویسا کر کہ اہل صلاح تجھہ سے امن مین رہین اور اہل فساد
ڈرین * ای سکندر مین نے تجھے بارہا وصیت کی ہی پھر تاکید
کرتا ہون کہ خونریزی مین دلیر مت رہ * اور حقیقت حال سوا سے
علام الغیوب کے کسی کو معلوم نہین شاید بسبب کسی تہمت
کے جس سے شخص بری رہے یا اس گناہ پر اقدام کرنیکے لیئے
کچھہ عذر اس کا ہو تو اسکے قتل کو روا رکھے اور اس سے کون
گناہ سخت تر ہی * ہرمس اکبر یعنے ادریس علیہ السلام
سے مجکو یہہ خبر پہنچی ہی کہ جب ایک مخلوق دوسرے مخلوق
کو قتل کرے آسمان کے فرشتے باری تعالی کی درگاہ مین روویں
کہ تیرے فلانے بندے نے ایک اور بندے کے قتل کرنے مین
تجھہ سے برابری کی اگر وہ قتل بہ سبب قصاص کے ہو حضرت
حق تعالی فرماوے کہ اسکو میرے حکم سے بہ سبب گناہ کے مارا ہی

اور جو بہ سبب ظلم کے ہو * فرماوے قسم ہی اپنی عزت و جلال کی کہ میں نے خون قاتل کو مباح کیا * پس فرشتے ہر ایک تسبیح و استغفار میں اُس کے اوپر دعائے بد کریں یہان تک کہ وہ بدلے کو پہنچے اور یہہ حال اسکے لیئے بہتر ہی * اور جو خود مرے خدا تعالی کا نشان غضب ہو گیونکہ بڑے عذاب اور سخت عقاب میں گرفتار ہووے * اور عہدشکنی نہ کر * اور کبھی قسم مت کھا * اور جب تو نے کھائی تو کسی وجہ اس کو مت توڑ * اِس لیئے کہ یونان کے بہت سے بادشاہون کی بادشاہت سوگند دروغ کی شامت اور عہدشکنی سے تباہ ہو گئی * اور اس چیز پر جو تجھہ سے جاتی رہی تاسف مت کر * کہ یہہ خاصیت لڑکون اور ناقصون کی ہی اور اپنے بادشاہت کے لوگون کو علم و ہنر کے حاصل کرنے کے لیئے حکم کر * اور جو کوئی علم میں فائق ہو اس کو بہت مہربانی اور تربیت سے مخصوص رکھہ * کہ یہہ خصلت دلون میں تیری بہت محبت کا سبب اور ملک کی رونق اور یادگار نیک کا موجب ہو * اور یونان کے لوگ اُن دونون خصلت کی برکت سے ہمیشگی کی بادشاہی رکھتے تھے * اسلیئے کہ بڑے لوگ رعیتون کو تحصیل علوم کے واسطے حکم کرتے * یہان تک

کہ لڑکیاں باپ کے گھر فرائض اور آداب شرعی اور
علم طب اور نجوم کے تمام قاعدے جانیں * اور جسپر تیرا
اعتماد نہو اُسکے ہاتھہ سے کچھ نکھا اور اپنی حفاظت سے غافل نرہ
اور اُس قصے کو فراموش نکر کہ ہند کے بادشاہ نے تیرے
لیئے تحفے بھیجے اُن میں سے ایک لونڈی تھی جسکو لڑکائی سے
زہر میں پرورش کیا تھا تا اُسکی طبیعت سانپ کی طبیعت کے
قریب ہو اور غرض اُن کی اُسّے قتل تیرا تھا * اور میں نے
اِس حال کو دانائی سے معلوم کیا تھا * ای سکندر ایکہی دلیل
سے حکم مت کر * اور جب دلیلین متعارض ہون اقوی کی
طرف مائل ہو * ای سکندر عدالت ایک صفت ہی اللہ تعالی
کی صفتون سے * آسمان و زمین عدالت کے سبب قائم ہیں *
اور عدالت کے ساتھہ پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور عقل کی
صورت عدالت ہی * اور عدالت کی برکت سے دلون اور
گردنون کے مالک ہو سکیئے * اہل ہند نے کہا ہی کہ سلطان کا عدل
زمانیکی سرسبزی سے بہتر ہی اور بادشاہ دادگر نافع تر ہی
باران تند سے * اور بعضے پتھرون میں زبان سریانی سے
لکھا تھا کہ ملک اور عدالت دو بھائی ہیں کہ کوئی اُن میں کا

دو سرے سے مستغنی نہین ہی * بعد اسکے کہتاہی کہ اسباب
نظام عالم کے باہم ربط پانیکی کیفیت اِس دائرۂ شریف
مین درج کرتاہون تا انکی توالی و تشابک کی صورت محسوس
و مشاہدہ ہو * اور اس کتاب کا لب لباب اور اسکے
مطالب کا خلاصہ یہہ دائرہ ہی اگر بدون اسکے بھی تجھے سمجھنا
کفایت کرتا صورت دائرے کی یہہ ہی *

* خاتمہ *

جولائی کی بیسوین دوشنبہ کے دن سنہ ۱۸۵۰ اٹھارہ سی پانچ عیسوی مطابق سنہ ۱۲۴۰ بارا سی بیس ہجری کے بہت محنت و جانفشانی اور فضل یزدانی کی مدد اور صاحبان عالیشان کے اقبال کی برکت سے اس ہیچمدان نے کتاب لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق عرف اخلاق جلالی کے ترجمے سے فراغت کی ولیکن داناؤن کے نزدیک پوشیدہ نرہے کہ اسکے لآلی مطالب کو جو عبارت فارسی کے صدف مین پنہان تھے غواص طبیعت نے دریاے فکر مین کس کس طرح سے غوطہ مارکر نکالا * اور ان آبدار موتیون کو رشتۂ تحریر مین پرو کر ریختہ زبان کے اردو بازار مین لا حاضر کیا * اس لیئے کہ اب صاحبان والاشان کے دور مین گوہر سخن کا اعتبار اور در کلام کا اقتدار ہی کون جوہری اس بازار کا ہی جسکی دوکان سخن گرم خریدار سے نہین اور ان کے عصر مین وہ گوہر فروشی کلام کہان جس کا دامن آرزو صلہ و بخشش کے زر و سیم سے خالی ہی * ابیات * ہوا ہی دور مین اب انکے اعتبار سخن * اور اُن کے عصر مین ہی رشد

و اقتدارِ سخن * نہو وین کیون نہ وے اہل سخن کے قدر شناس *
ہی جنکا باب کرم دہر مین مدارِ سخن * درِ کلام نہ لیجاوٴن کیون
نہ اُنکے در * کہ جنسے پاوے جلا دُرِّ آبدارِ سخن * ہمیشہ اہل سخن کیونکہ
وہان نہون سربسبز * ہو جس مکان مین زر و سیم سے وقارِ سخن * جو
مستِ بادۂ شیرین کلام ہی لیوے * ہی میرے ہاتھ مین یہہ جام
خوشگوارِ سخن * زبان طعن نکالے جو مدعی اسپر * ہی اُسکے
واسطے کافی یہہ ذوالفقارِ سخن * اگرچہ کلام اِس قلیل البضاعت کا
جو خوشہ چین ارباب کلام کا ہی اس درجے مین نہین کہ سخنوران
کامل کا محل تعریف ہو * لیکن بہ مقتضاے اسکے کہ معانی اسکے
اسرار حکمت پر مشتمل اور احکام مصلحت کو شامل تھے بہ تشبیہ
اِس خیال کے کہ شاہد متناسب الاعضا اور عروس خوش قد
و زیبا کو کیا پریشانی اور کیا دیبا ہر لباس مین ہی وہ خوشنما * اُسکی
زلف مطالب کی عقدہ کشائی مین ناخن فکر کو تیز کر کے عقل
حکمت شناس کی مشاطگی سے آراستہ کیا * اور اُسکے
چہرۂ مقاصد کیتئین راے صحت قیاس کے گلگونۂ خیال سے
آرایش دیکر اس لباس مین جلوہ گر کیا * چشم ہی کہ حسن
بازان جمال کمال کی چشم مین منظور رہو وے * اور بد نظران بابہ

نقش زدل کی آنکھون سے مسطور رہے * الغرض وہ کتاب سخت مشکل تھی بالکہ پتھر جیسے جودت طبعی کے زور بازو سے حل کرکے کحل بصیرت بنایا * اور عجب عقدہ لاینحل تھے کہ حدت ذہنی کی انگشت تدبیر سے اُس کی گرہ کشائی کرکے طالبان کمال کو دکھایا * یقین ہی کہ جو شخص اُسکی حکمت آمیز باتون اور مصلحت انگیز کامون پر واقف ہووے اور انکے فوائد کی لڑیون کو گوش ہوش کا آویزہ کرے * اور گردن عقل کو اُسکے زیور عمل سے آرایش دیوے * دامن آرزو کیتئین دونون جہان کے جواہر آسایش سے مالامال کرے *

* مثنوی *

علم حکمت سے جو کہ ہو آگاہ * اور عامل ہو اُسکا خاطر خواہ
ہووے تدبیر اُسکی محکم تر * رہے آرام سے وہ شام و سحر
ہر دو عالم مین بہرہ ور ہووے * مالک ملک و سیم و زر ہووے
زندگانی کے حظ سے عاطل ہو * علم حکمت سے جو کہ جاہل ہو
یہہ نصیحت تو یاد رکھہ میری * دوست رکھہ جانئے حکمت عملی
ہی وہ بنیاد بادشاہت کی * اصل مظبوط ہی سیاست کی
یہہ سخن ہی پسند ہر دل کو * کب ہی شاہی درست جاہل کو

اپنی اوقات کو تو ضائع نکر * روز شب رہ بہ کسب علم و ہنر
عمل و علم اور درستی راے * ہیں معاون تیرے بہ فضل خدا سے
جز ہنر کوئی تیرا یار نہیں * بے ہنر کا کہیں وقار نہیں
خاتمہ اس سخن پہ کر شیدا * صالح کل پر ہی راحت دنیا

جاننا چاہیئے کہ ترجمے سے فراغت کرنے کے بعد بعضے دوستون نے تکلیف دی کہ تاریخ اتمام کی اگر اس مین منظم ہو تو بطور یادگار کے یاد رہے مین نے بھی اس کو مناسب جانکر تاریخ ہجریہ مین یہہ قطعہ کہہ کر یہان لکھہ دیا *

ترجمے سے مین جب ہوا فارغ * فکر تاریخ طبع پرتھی شاق
دور کر تیغ علم سے سر بہاں * بولا ہاتف تمامی اخلاق
۱۲۲۰

الحمد للہ کہ اس ترجمے کو لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق عرف اخلاق جلالی کے جو کیا ہوا مولوی امانت اللہ کالچی کا تھا *

خادم الطلبہ عاصی پر معاصی احقر غلام حیدر رہو گانوی نے حسن اہتمام منشی غلام مہدی اور منشی پرورالدین صاحبوں کے سنہ ۱۲۶۴ بارہ سو چونسٹھہ ہجری قدسی موافق سنہ ۱۸۴۸ اٹھارہ سو اڑتالیس عیسوی مین

مطبع احمدی میں جناب حاجی سید عبد اللہ صاحب کے چھاپا ۞
جس طالب کو ترجمہ مذکور مطلوب ہو فورٹ ولیم کالج سے
طلب کرے اور بغیر مہر و دستخط عاصی کے ہرگز مول نہ لے
اگر کسی کے پاس کوئی بے مہر عاصی کے ترجمہ مذکور دیکھے
جانے کہ مال چوری کا ہی اُسے چھین لے اور عاصی کے پاس
مہربانی کر کے پہنچا دے اِس مہربانی کے عوض نصف مال
مسروقہ پکڑنے والا اور پہنچانیوالا پاوے ۞

فہرست جامع اخلاق کا